احکاماتِ قرآن اور کامیاب زندگی

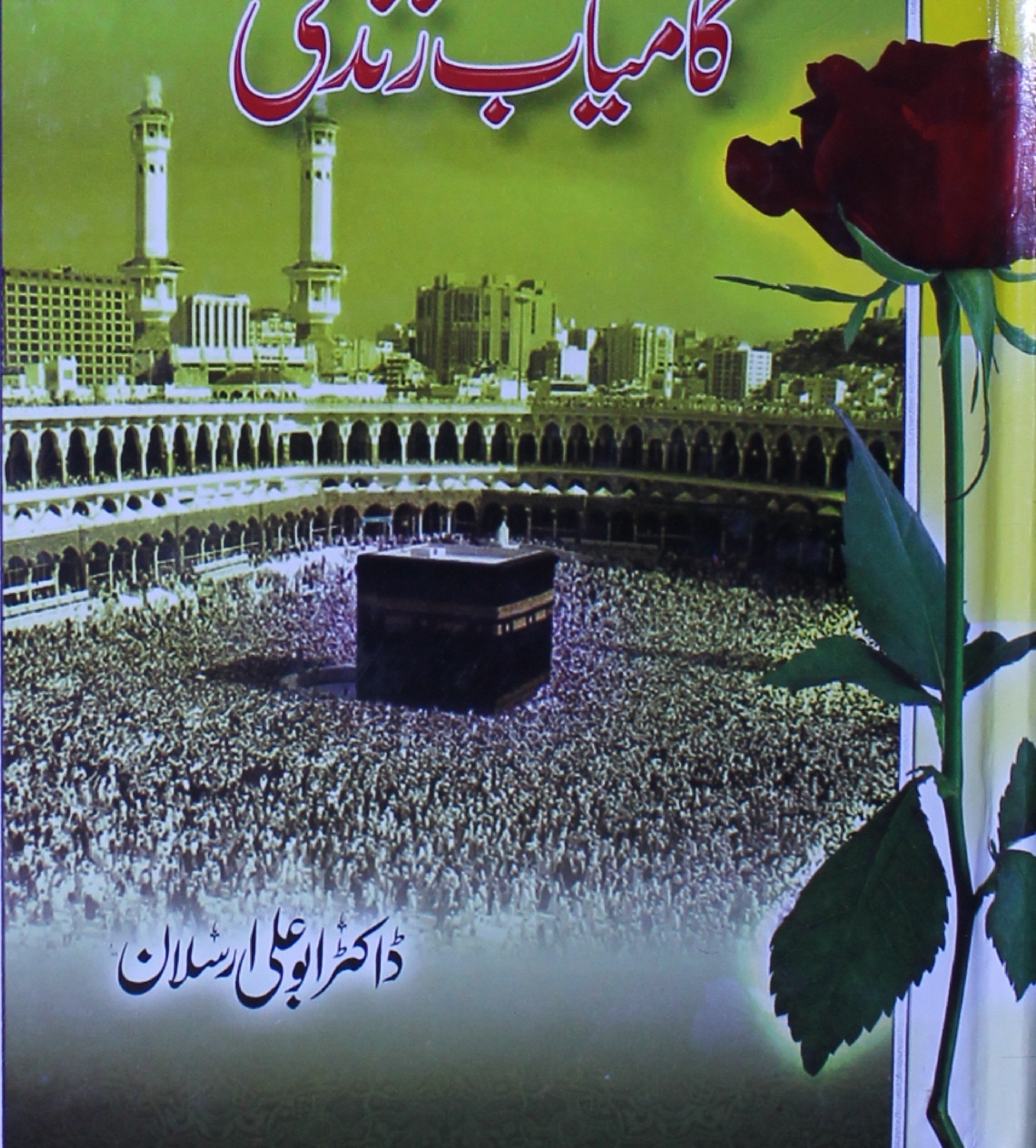

ڈاکٹر ابو علی ارسلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احکاماتِ قرآن اور کامیاب زندگی

Marfat.com

حیات فانی سے جہانِ بقا کی طرف سفر میں امت خیر الانام ﷺ کا زادِ راہ

احکاماتِ قرآن
اور
کامیاب زندگی

سعادت: (انتخاب وتشریح)

ڈاکٹر ابو علی ارسلان (گولڈ میڈلسٹ)

*

روبی پبلی کیشنز

دکان نمبر 13، الحمد مارکیٹ، اُردو بازار لاہور

فون: 042-7243301، موبائل: 0300-4213406

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر	--------------	محمد عمران انجم
کمپوزنگ	--------------	وز کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر، لاہور
پرنٹرز	--------------	چوہدری طاہر حمید
	--------------	5۔قطب روڈ، لاہور
قیمت	--------------	-/200 روپے

روبی پبلی کیشنز

دکان نمبر 13، الحمد مارکیٹ، اُردو بازار لاہور

فون: 042-7243301، موبائل: 0300-4213406

Marfat.com

انتساب

اپنے والدینِ خلد آشیانی کے نام

اللہ کے فضل سے اور آقائے رحمت ﷺ کے صدقے میں

جن کی دعاؤں اور تربیت نے

آج مجھے زیرِ نظر کتاب کی شکل میں قرآنِ برحق سے فیضیاب ہونے

اور اس کی روحِ معانی دوسروں تک پہنچانے کے قابل بنایا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے صدقے میں اُن پر اسی طرح رحم فرمائے

جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر شفقت فرمائی (آمین)

Marfat.com

تعارف

نام: سرفراز احمد راہی

ولدیت: احمد بشیر راہی (زمرد رقم)

قلمی نام: (ہومیو ڈاکٹر) ابوعلی ارسلان

تاریخ پیدائش: 15 نومبر 1953ء

سعادت: نعت گوئی

اعترافِ کار: قائداعظم گولڈ میڈل (برائے حسن کارکردگی) ازاں: پی این آئی

مصروفیات: اسلامی اور جنرل موضوعات پر تصنیف و تالیف۔ ناول نویسی۔ شاعری

مہارت: ہومیو پیتھی۔ روحانیات

پتہ برائے خط و کتابت:

کمرہ نمبر 30۔ تیسری منزل۔ عزیز مارکیٹ۔ اردو بازار لاہور

فون: 0333- 4304938

Marfat.com

تقریظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع' جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

''اور جس نے قرآن مجید کو دینِ حق کے ساتھ اتارا' تاکہ اہلِ ایمان ثابت قدم رہیں اور یہ مسلمانوں کے لئے ہدایت و بشارت کا موجب ہو۔'' (102:16) ''یہ کتابِ الٰہی برکتوں اور سعادتوں کا مجموعہ ہے۔'' (155:6) ''جو لوگوں کو کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی عطا کرتی ہے۔'' (1:14) ''یہ ان تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے مختلف زمانوں میں مختلف پیغمبروں پر اتاری گئیں۔'' (41:2) ''اس کی اساسی فضیلت اور بنیادی صفت یہ ہے کہ (یہ) قرآن مجید شک و ریب سے پاک اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔'' (2:2) ''اہلِ علم بہت جلد اس کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو جاتے ہیں' کیونکہ وہ اس کو حق و صداقت کی میزان سمجھتے ہیں۔'' (6:34) ''اس کی تاثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ اگر پہاڑ پر نازل ہوتا تو اس پر بھی لرزہ طاری کر دیتا۔'' (21:59) ''لیکن یہ اپنے معانی و مطالب کے اعتبار سے' اور الفاظ و انداز کے لحاظ سے نہایت آسان ہے۔'' (17:54) اور کامیاب زندگی گزارنے کی ضمانت' جس کی آیاتِ قرآنی میں جگہ جگہ تشریح و تعبیر موجود ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید پوری انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا انعام ہے کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی دولت اس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔ یہ وہ نسخہ کیمیاء ہے‘ جس کی تلاوت‘ جس کا دیکھنا‘ جس کا سننا‘ سنانا‘ سیکھنا‘ سکھانا اور جس پر عمل کرنا اور کسی بھی حیثیت سے جس کی نشر و اشاعت کی خدمت سرانجام دینا کونین کی سعادتِ عظمیٰ کے حصول سے کم نہیں۔ ذوالنورین حضرت عثمان غنیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهٗ‘ (البخاری/ الترمذی/ النسائی)

''تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے‘ جو خود قرآن کی تعلیم حاصل کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے۔''

صحیح مسلم اور سنن ابی داوٗد کی ایک روایت کے مطابق عقبہؓ بن عامر فرماتے ہیں کہ ہم لوگ صفہ میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ ''تم میں سے کون شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ علی الصبح بطحان یا عقیق کے بازار میں جائے اور بڑے کوہان والی دو اونٹنیاں بغیر کسی گناہ اور قطع رحمی کے پکڑ کر لے آئے؟'' صحابہؓ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اس کو تو ہم میں سے ہر شخص پسند کرے گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم میں کوئی اگر صبح سویرے مسجد میں جا کر قرآن مجید کی دو آیتیں پڑھا دے یا پڑھ لے تو وہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے‘ چار آیتیں چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور اسی طرح اونٹنیوں کی تعداد بڑھاتے جاؤ۔''

رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کی تلاوت‘ اس کے معانی کے حصول علم اور اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کے جو فضائل بیان فرمائے اور امت مسلمہ کو جس طرح اس کی ترغیب دی‘ مذکورہ بالا حدیث اس کی صرف ایک مثال ہے۔ وگرنہ اس قسم کے مجموعہ احادیث کو مرتب کریں تو ایک بھرپور اور قیمتی خزانہ جمع ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کی مختلف جہتوں اور گوناگوں پہلوؤں سے گزشتہ چودہ سو سال سے خدمت کا

Marfat.com

عظیم سلسلہ دنیا کی تقریباً ہر زبان میں ہنوز جاری ہے اور اب تک علوم القرآن کے موضوع پر ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ ممتاز مصنف ڈاکٹر ابو علی ارسلان کی یہ کتاب ''احکاماتِ قرآن اور کامیاب زندگی'' اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے اور موضوعات قرآن کی روشنی میں مرتب و مدوّن کی جانے والی کتب میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ یہ مختلف مضامین کا دل نواز مجموعہ اور روح پرور مرقع ہے۔ اس میں وہ تمام باتیں بیان کر دی گئی ہیں، جو انسان کو اس کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے کسی بھی مرحلہ میں پیش آ سکتی ہیں اور اس کے لئے روحانی، علمی، فکری اور عملی طور پر مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ ان میں سے کچھ مفصل ہیں اور کچھ مختصر۔ بعض معاملات سے تعلق رکھتی ہیں اور بعض عبادات سے۔ قرآن گویا ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور ایک عالمی منشور، جس کا اندازہ مطالعہ قرآن اور اس کے احکامات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے اور جس کی ایک جھلک ڈاکٹر ابو علی ارسلان کی اس کتاب کے عنوانات و محتویات میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

قرآن مجید نہایت عظمت و فضیلت کی حامل وہ آخری کتاب ہے جو اللہ کی طرف سے اتاری گئی اور جس کے فضائل و آداب خود قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں۔ احادیث میں موجود ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہیں اور بزرگانِ دین نے بھی انہیں اپنے ملفوظات اور اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے۔ اس آخری کتابِ الٰہی کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس کا مقصدِ نزول لوگوں کے دلوں کی تثبیت اور ذہن و فکر کا استحکام اور انہیں ہدایت و بشارت کی نعمت سے متمتع کرنا ہے۔ عربی زبان میں قرآن حکیم اور ہماری زندگی کے موضوع پر اگرچہ قدماء و متاخرین کی عمدہ سے عمدہ کتابوں کا ایک ذخیرہ موجود ہے لیکن یہ حقیقت بجا ہے کہ ان سے زیادہ سے زیادہ علماء ہی استفادہ کر سکتے ہیں، اردو دان طبقہ ان کے مطالعہ سے محروم ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ انسانی زندگی اور اس کے پیش آمدہ مسائل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کوثر و تسنیم

Marfat.com

میں ڈھلی ہوئی زبان' اردو میں بھی تعلیماتِ قرآنی کے سرمایہ لازوال کو مختلف انداز میں زیادہ سے زیادہ منتقل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ ایک عرصہ سے جاری و ساری ہے اور اس کا ایک بین ثبوت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ڈاکٹر ابوعلی ارسلان نے یہ کتاب نہ تو قدیم طرز' قدیم حاجات اور قدیم ذوق کے پیش نظر تحریر کی ہے اور نہ ہی اس کے معجزات' جنت و دوزخ' ملائکہ وشیاطین کے وجود سے انکار و اقرار سے متعلق ادق تفسیری مباحث کو چھیڑا ہے بلکہ انہوں نے سیدھے سادے اور عام فہم انداز میں ان قرآنی صداقتوں کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی ہے اور آیاتِ بنیات کے ایسے تمام جواہر ریزے باعتبار حروف تہجی یکجا کر دیے ہیں' جنہیں جھٹلایا نہیں جا سکتا اور جو نصِ قرآنی اور احکامِ الٰہی کا درجہ رکھتے ہیں اور انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں کامیابی کی روشن ضمانت ہیں۔

☆ عصرِ حاضر میں دنیا بھر کے مسلمانوں کو جس چیلنج کا سامنا ہے' اس کا حل بلاشبہ قرآن مجید فرقان حمید ہے۔

☆ قانون' تعلیم' معیشت' معاشرت اور انسان کی انفرادی و معاشرتی زندگی میں اسلام کن تغیرات کا متقاضی ہے؟

☆ عالم اسلام کے بنیادی مسائل کیا ہیں؟ اور انہیں حالات کے تناظر میں کیسے حل کیا جا سکتا ہے؟

☆ اسلام میں جدت پسندی کی حدود کیا ہیں؟

☆ غیر مسلموں کے ساتھ اسلام کے تعلقات کی نوعیت اور عالمی برادری میں مسلمانوں کا تخصص اور ان کی شرکت کے زریں اصولوں کی قرآنی صداقت کیا ہے؟

قرآن میں اس نوع کے تمام فکر انگیز موضوعات کے تشفی آمیز جوابات موجود ہیں۔ بس ان کے مطالعہ کے لئے اجتہادی بصیرت و بصارت چاہیے۔ ڈاکٹر ابوعلی ارسلان کی یہ کتاب اسی سمت ہماری توجہ مبذول کرانے کے لئے کافی ہے کہ ہم آخر قرآن میں غور

Marfat.com

کیوں نہیں کرتے؟ یہ ایک اہم سوال ہے جو امت مسلمہ کو ایمان، وقار اور غیرت کی دولت عطا کر سکتا ہے اور جس کا جواب وہ قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کے احکامات و ارشادات میں تلاش کر کے دنیائے انسانیت میں اپنا سر فخر سے بلند کر سکتے ہیں اور ثابت کر سکتے ہیں کہ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے اور دینِ اخلاق۔

اس میں کلام نہیں کہ جب سے انسان عدم سے عالم وجود میں آیا ہے اور اس نے شعور و ادراک کی آنکھ کھولی ہے، مل جل کر رہنے کی طرح ڈالی ہے، اس وقت سے ہی بنی نوع انسان کے سامنے کوئی نہ کوئی ضابطہ اخلاق رہا ہے، جس کی پابندی کو اس نے ضروری ٹھہرایا۔ اس لئے کہ مکارمِ اخلاق کو اپنائے اور اس کے تقاضوں پر عمل کئے بغیر اجتماعی و معاشرتی زندگی میں کامیابی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ خود قرآن مجید میں بھی اس نکتہ بلیغ کو بار بار سمجھانے کی سعی کی گئی ہے کہ اگر انسان تقویٰ کو ملحوظ خاطر رکھے اور اپنے اندر تعلق باللہ، محبتِ الٰہی اور ان تمام صفات کو جمع کرے، جو اس کو خیر و خوبی کی طرف لے جانے میں مدد دیتی ہیں تو وہ بہترین اوصاف کا حامل قرار پائے گا اور کامیاب زندگی گزارے گا۔ انفرادی و قومی سطح پر بھی اور عالمی برادری میں بھی۔ لاریب یہ حسنِ کردار اور علوئے اخلاق کا بے بدل پیمانہ ہے۔ ''احکاماتِ قرآن اور کامیاب زندگی'' کے مطالعہ سے اس حقیقت کا بھرپور احساس ہو جاتا ہے۔

تقویٰ کا لفظ قرآن مجید میں دراصل ہر نیکی، فضیلت اور ہر اچھے کام کے لئے کئی مرتبہ استعمال ہوا ہے اور اس بات کی صریحاً وضاحت کر دی گئی ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے والا چونکہ اپنے آپ کو کلیتاً اللہ کے حوالے کر دیتا ہے یعنی اسی کے احکام (قرآنی) کا خود کو پابند کر لیتا ہے، اس لئے اللہ کی طرف سے اس پر فلاح و کامرانی کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس کے لئے مصائب و آلام سے مخلصی حاصل کرنے کی صورتیں پیدا کر دی جاتی ہیں اور وہ دنیا و آخرت میں ایک کامیاب زندگی گزارتا ہے۔

ڈاکٹر ابو علی ارسلان نے یہ کتاب یقینی طور سے ایمان و ایقان کے اسی جذبہ اخلاص کے

Marfat.com

تحت تحریر کی ہے۔

قرآنی تعلیمات کے مطابق معاشرتی و اجتماعی زندگی کی سعادت و کامیابی کا انحصار اس بات پر بھی ہے کہ حق دار کے حق کا کھلے دل سے اعتراف کیا جائے اور جو شخص واقعتاً جس چیز کا مستحق ہے، وہ بلا تردد اس کے حوالے کر دی جائے۔ ڈاکٹر ابو علی ارسلان بھی میرے خیال میں اس کا استحقاق رکھتے ہیں کہ ان کی اس علمی و تحقیقی کاوش کو کسی تعصب کے بغیر سراہا جائے اور واشگاف الفاظ میں اعتراف کیا جائے کہ انہوں نے ''احکاماتِ قرآن اور کامیاب زندگی'' کی صورت میں اردو دان طبقہ کو ایک انمول خوبصورت اور ایمان افروز قرآنی تحفہ پیش کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم سے نوازے اور ہم سب کو قرآن کی روشنی میں کامیاب زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔
(آمین)

27 مارچ 2004ء

ڈاکٹر ایم ایس ناز
(www.msnaz.com)
ادارہ تحقیقات اسلامی
(بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی) اسلام آباد

Marfat.com

احکاماتِ قرآن اور کامیاب زندگی

☆ اللہ جل شانہ 25
توحید 25
پاکیزہ بات کی مثال 25
نصیحت آموز مثالیں 26
ناپاک بات کیسی ہے؟ 26
خدا جو چاہتا ہے' کرتا ہے 27
ناشکری کا انجام 27
صرف اللہ سے ڈرو 28
کافروں اور مشرکوں کیلئے وعید 28
بیٹیوں سے متنفر بدبخت لوگ 29
بت پرستی اور دینِ اسلام 30
تخلیقِ کائنات 30
تقدیر 31
مقدر کیا ہے؟ 31
ناپسندیدہ شخص 32
توبہ کن کی قبول ہوتی ہے اور کب؟ 32
رحمت' اللہ کا خاصا ہے 33
توبہ کے بارے میں اللہ سب جانتا ہے 34
توبہ سچے دل سے کرو 35
تزکیہ نفس اور بامُرادی 35

Marfat.com

درسِ اخلاقیات	36
سچی گواہی دینے کا حکم	36
آدابِ معاشرت	37
☆ امام الانبیاء، محبوبِ ربِّ کائنات	38
احمدِ مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	38
معجزۂ معراج النبی ﷺ	39
معجزۂ شق القمر	40
اطاعتِ رسول ﷺ	43
☆ اسلام اور ابلیس	44
دینِ اسلام میں زبردستی نہیں	44
اللہ بے نیاز ہے	45
☆ انسان حیلہ جو ہے	46
امانت داری کا حکم	46
ناشکرا اور صبر کرنے والا	47
صرف ''دنیا'' کے طلب گاروں کو وعید	48
انفاق فی سبیل اللہ	48
اللہ کی راہ میں کیسے خرچ کیا جائے؟	49
☆ آیاتِ الٰہی کی تکذیب اور شرک	50
ایمان	51
☆ بدکار عورتیں اور بدکار مرد	52
بُرے لوگ اور نیک لوگ	53
☆ پردے کا حکم	54
کن سے پردہ نہ کرنا روا ہے؟	54
☆ تبلیغ، گمراہ اور راست باز	56
اہل وعیال کو دین سکھاؤ	57

Marfat.com

ثواب وصلہ...... دنیا اور آخرت میں 57
☆ جرائم میں چوری کی سزا 59
☆ جنگ (جہاد) اور اللہ کی مدد 61
جہاد کی عملی تربیت 62
جہاد اور ہجرت 63
☆ حرام اور حلال 64
☆ حق و باطل 65
☆ حقوق العباد اور عبادت 66
☆ حکمت 69
☆ حکومت اللہ کی طرف سے ہے 70
☆ حیات بعد الممات 72
منکروں کے لئے دنیا اور آخرت میں عذاب 73
☆ خدا کے مقرب بندے کون ہیں؟ 74
خدا کے دوستوں کی علامات 74
گمراہ ہدایت یافتہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا 75
جنتی اور دوزخی لوگ 76
☆ دعا' بے شک اللہ قبول کرتا ہے 77
ایک مکمل دُعا 79
سیدھے راستے کی دُعا 79
☆ دُنیا پرستی اور عقیدہ آخرت 81
عاجزی' خوف اور ذکرِ الٰہی 82
مومنوں کے لئے اللہ کا تحفہ 84
☆ ربُو (سود) کے احکام 86
☆ رزق (معاش) 90
رزق میں فراخی اور تنگی 90

Marfat.com

رشتہ داروں، مسافروں اور محتاجوں کے حقوق اور فضول خرچی و اعتدال 92
دکھ کے بعد راحت 94
☆ روزِ جزا و سزا 96
دنیا کی زندگی کیا ہے؟ 97
☆ روزہ اللہ کے لئے ہے 98
☆ زکوٰۃ و صدقات 100
☆ سزا و جزا اور وعید و نوید 102
☆ سفارش و شفاعت کون کرے گا؟ 103
☆ شراب اور جُوا 105
☆ شرک ...... ایک ناقابلِ معافی گناہ 108
☆ شہید زندہ ہے 110
اللہ سے جان کا سودا 112
☆ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے 114
☆ صبر و صلوٰۃ سے مدد لیا کرو 117
☆ صلوٰۃ وسطیٰ اور سہولتِ نماز 119
☆ صحابہ کرامؓ 123
☆ صدقہ و خیرات 125
اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرنا 126
☆ طلاق اور تین طہر 128
طلاق کے احکام 129
ثالث (طلاق میں) مقرر کرنے کا حکم 132
☆ عبادت کے لائق صرف اللہ ہے 135
عہد شکن اور ناشکرے لوگ 135
جنوں اور انسانوں کی پیدائش کا مقصود 136
☆ عفو اور ظلم 138

Marfat.com

☆ علم اور جہالت 140
☆ عورت، حیض، طہارت اور مقاربت 142
عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں 144
عورت اور پردہ 146
عورت (بیوی) کو ماں کہہ دینے کا کفارہ 148
☆ غور وفکر سے محروم جن وانس 150
☆ فتح مکہ اور غلبہ دین 152
☆ فسادِ عالم کا سبب 154
☆ فطرت اللہ نہیں بدلتی 155
☆ قبلہ (خانہ کعبہ) 157
دعائے ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ 157
☆ قتل اور فساد انگیزی 160
☆ قتال فی سبیل اللہ 162
قیامِ دین اور قتال 163
قتلِ مومن 164
مسلمان کو قصداً قتل کر دینا 165
☆ قرآنِ حکیم 167
منکروں کو دعوتِ عام 167
پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی آخری کتاب 168
عہد واثق کے منکر 169
قرآنی پیش گوئیاں 170
☆ قرضِ حسنہ (اللہ کو دینا) 171
☆ قرض کی دستاویز اور گواہ 173
☆ قسمیں کھانا 176
قسموں کا کفارہ 177

Marfat.com

☆ قصاص	178
☆ قوموں کی ناسمجھی اور حیات وموت	180
☆ قیامت اور منافق	182
قیامت میں کوئی حیلہ کام نہ آئے گا	183
قیامت اور جزاوسزا	183
قیامت کا منظر	184
قیامت کا دن	186
قیامت......ایک حادثہ عظیم	186
قیامت کا سچا وعدہ	188
قیامت کو جھٹلانے والوں کا انجام	188
☆ کائنات کی پیدائش	190
کائناتوں کا رب وہی ہے	191
کامل قدرت کی نشانیاں	194
☆ کفار پر نصیحت بے اثر ہے	196
کفر کا مرض	197
کم عقل (بیوقوف) اور مفسد کون ہیں؟	198
کفار اور دوزخ	199
کافروں کو پناہ دینے والا کوئی نہیں	200
کفار اور مومنین کے ٹھکانے	201
کافر اور منافق	201
کافروں کو اللہ دوست نہیں رکھتا	205
کافر (آپ ﷺ کو) غمناک نہ کریں	205
کافر (نافرمان) اور مومن برابر نہیں ہوسکتے	206
☆ گمراہی اور ہدایت	208
روشنی اور اندھیرے کے مسافر	209

Marfat.com

جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے 209
☆ گناہ اور سزا 212
☆ مالِ ناحق (رشوت) نہ کھاؤ 214
مال، بخل اور بخیل 215
مالِ ناحق کھانے کی سزا 216
☆ متقی کون ہیں؟ 218
آخرت میں متقیوں پر اللہ کے انعامات 219
☆ مجاہدین اور مہاجرین 221
☆ محترم اشیاء 223
☆ مخلوقاتِ عالم 224
☆ مُرتد 225
☆ مرد، عورت اور بیانِ فضیلت 228
☆ نافرمان عورتوں کیلئے حکم 230
☆ مسجدوں کو غیر آباد کرنیوالے 232
خود کو مزین کرو 233
نہ خوف کھاؤ نہ غم کرو 234
بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتیں 235
☆ مشرک عورت اور مشرک مرد سے نکاح 237
☆ مظلوم کی بددعا 240
☆ معاشی خرابی کی ایک عام مثال 241
☆ منافقین 243
منافق، اللہ کو دھوکا نہیں دے سکتے 246
منافقین کی سزا 246
منافقین کے لئے بخشش مانگنا یا نہ مانگنا، یکساں ہے 247
منافق کا جنازہ نہ پڑھا جائے 248

Marfat.com

منافق اور مومن سے اللہ واقف ہے	249
☆ موت	251
موت وحیات دینے والا اللہ ہی ہے	253
مرنے کے بعد زندگی کا حکم	254
موت کے بعد زندگی کا انکار کیوں؟	256
موت اور زندگی کیوں پیدا کی گئی؟	257
☆ مومنین کے لئے شاندار صلہ	259
مومن اہل کتاب کا کہا ہرگز نہ مانیں	259
مومن اور (اللہ کی) ہدایت کی رسی	261
نیکی کی طرف بلانے والی جماعتِ مومنین	264
مومن کو مرتد کر دینے والے کافر	266
مومن کس کی اطاعت کریں؟	267
مومنوں سے اللہ کا سچا وعدہ	272
جب کوئی دین سے پھر جائے تو......	273
مت دوست بناؤ سابقہ اہلِ کتاب اور کافروں کو	274
مومنوں کی چند خاص نشانیاں	277
☆ مال اور اولاد بہت بڑی آزمائشیں ہیں	279
مومنین کی کامیابی اور ایک خاص حکم	283
مومن خوفزدہ ہوں گے نہ غمناک	285
مشکل میں پڑنے سے بچا لیا گیا	286
متقین کے اعمال واموال اور صلہ	287
☆ منافقین کا تکبر اور ان کا انجام	290
☆ مہاجرین اور انصار	292
☆ میثاقِ خداوندی	295
☆ نبوت اور رسالت ﷺ	296

Marfat.com

☆ نجاتِ اخروی اور غیر مسلم 298
☆ نکاح اور تعدادِ ازواج 300
نکاح کے احکام 301
نکاح کن سے حلال ہے اور کن سے حرام؟ 305
نکاح اور لونڈیوں کے بارے میں احکام 309
یتیم بچیوں کے ساتھ نکاح 310
نکاح کے بعد فطری الجھنیں 311
ناپاک مرد اور ناپاک عورتیں 313
بیواؤں لونڈیوں اور غلاموں کے نکاح 315
نکاح کے بعد مباشرت سے پہلے طلاق 317
☆ نماز کے احکام 319
نمازِ کسر نمازِ خوف اور نمازِ امن 321
نماز کے لئے وضو اور تیمم کا حکم 322
نماز بے حیائی سے روکتی ہے 324
نمازِ جمعہ اور اللہ کے فضل کی تلاش 325
☆ نیک اور برے لوگ اور قطع رحمی 329
بروں کا حشر 330
نیک بندگانِ خدا کون ہیں؟ 332
شرک سے توبہ تک 334
جھوٹی گواہی اور آیاتِ الٰہی پر غور و فکر 336
اللہ اور رسول ﷺ کے احکام میں تبدیلی کرنا حرام ہے 338
نیک اور بد کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ 340
بشارت کن کے لئے ہے؟ 340
نیکوں سے اللہ کسی صلے کا طلبگار نہیں 341
نیک لوگ معاف کرنے والے اور بدلہ لینے والے 342

Marfat.com

اللہ کے لئے کھانا کھلانے والے	344
نیک بات کو جھوٹ سمجھنے والا	347
☆ نیکی کیا ہے؟	348
☆ نیکی اور بدی	350
نیکی کا عوض اور بدی کا بدلہ	351
☆ والدین	353
والدین کے کہنے پر شرک نہ کرو	357
☆ وراثت	360
وراثت اور عہد کا پاس	362
☆ وصیت	363
عورتوں کے لئے وصیت	364
وصیت اور شہادت کے احکام	365
☆ وقت (زمانہ)	367
دن اور رات اللہ کی نشانیاں ہیں	368
وقت یعنی زمانے کا خاتمہ اور جھٹلانے والے	369
قیامت کا دن ایک ہزار برس کا ہوگا	370
زمین و آسمان چھ دن میں بنائے گئے	370
☆ ہجرت	372
ہجرت کے دوران مرجانے والے کا ثواب	373
ہجرت پر ثابت قدمی	374
☆ یتیم	375
یتیم کا مال کھانا	376
یتیم کے بالغ ہونے تک کے احکام	377
☆ یوم فرقان، یوم الدین	380

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ کے نام سے شروع (کرتا ہوں) جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

O

الم O ذلک الکتاب لا ریب فیه هدی للمتقین O

الم۔ اس کتاب میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے متقیوں کے لئے۔

(البقرة:۱)

ولقد یسّرنا القرآن لذّکر فهل من مدّکر O

اور تحقیق ہم نے آسان کردیا ہے قرآن کو ذکر کے لئے، تو کوئی ہے کہ غور کرے۔

(القمر:۲۲)

یسٓ O والقرآن الحکیم O

یٰسٓ۔ قسم ہے قرآن حکمت والے کی۔

(یٰسٓ:۱)

Marfat.com

اللہ جل شانہ'

توحید

اور (لوگو) تمہارا معبود خدائے واحد ہے- اس بڑے مہربان (اور) رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں-

(سورہ البقرہ آیت 163)

☆ابتدائے آفرینش سے انسان کو جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش رہا وہ کسی ایسی طاقت کے اقرار کا تھا جو سب سے برتر اور سب سے اعلیٰ ہو- اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کا اعلان کرتے ہوئے انسان کو اس الجھن سے نجات دلا دی اور اب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے دی گئی عقل اور سوجھ بوجھ پر ہے کہ وہ اپنے خالق کو پہچانے' اسے مانے اور اس کے آگے سربسجود ہو جائے-

پاکیزہ بات کی مثال

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے پاک بات کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے (وہ ایسی ہے) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط (یعنی زمین کو پکڑے ہوئے) ہو اور شاخیں آسمان میں-

(سورہ ابراہیم آیت 24)

☆پاکیزہ بات سے مراد یہاں حق گوئی ہے- اس کی مثال دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسے ایسے درخت سے تشبیہ دی جس کی جڑیں زمین میں خوب مضبوط اور شاخیں آسمان تک بلند ہوں-

ہم اپنی زندگی میں "سچ کا بول بالا" کے الفاظ عام استعمال کرتے ہیں- یہ مثال اس مضبوطی اور بلندی کی تشبیہ پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہے جو سچ اور اچھی بات سے

Marfat.com

بت رکھتی ہے۔مطلب یہ ہے کہ سچے انسان کو عزت اور سربلندی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کی جاتی ہے جس پر کوئی آنچ آنا ممکن نہیں۔

نصیحت آموز مثالیں

اپنے پروردگار کے حکم سے (یہ درخت) ہر وقت پھل لاتا (اور میوے دیتا) ہے اور خدا لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔
(سورہ ابراہیم آیت-25)

☆ سچائی صرف فردِ واحد ہی کے لئے ثمر آور نہیں ہوتی بلکہ اس سے دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھاتے اور اپنی زندگیوں کو سنوارتے ہیں۔ کسی حق گو کی حیات منزہ عوام الناس کے لئے نمونہ تقلید بن کر اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد بھی سالکوں کے لئے مشعلِ ہدایت کا کام کرتی ہے۔ یہی وہ پھل اور میوہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آیت میں کیا ہے۔ وہ ایسی واضح مثالیں محض ہماری حیاتِ فانی کو راہِ ہدایت پر رواں رکھنے کے لئے بیان فرماتا ہے۔

ناپاک بات کیسی ہے؟

ناپاک بات کی مثال ناپاک درخت کی سی ہے (نہ اس کی جڑ مستحکم نہ شاخیں بلند) جسے زمین کے اوپر ہی سے اکھیڑ کر پھینک دیا جائے۔ اس کو ذرا بھی قرار (اور ثبات) نہیں۔
(سورہ ابراہیم آیت 26)

☆ ناپاک بات سے مراد جھوٹ اور بطلان ہے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ اس مثال میں یہی وضاحت کی گئی ہے کہ جھوٹ ناپائدار اور اس قدر کمزور ہوتا ہے کہ اسے ثبات حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ سچ کا ایک ہلکا سا مشکبار جھونکا اسے جڑ سمیت زمین سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے کافی ہے۔ ہمیں سوچنا چاہئے کہ کہیں ہماری زندگی میں جھوٹ کی ناپاکی کا عنصر تو شامل نہیں ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس سے نجات کے لئے اولین لمحے میں کوشش ہم پر فرض ہے۔

Marfat.com

خدا جو چاہتا ہے' کرتا ہے

خدا مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور پکی بات سے) دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا) اور خدا بے انصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور خدا جو چاہتا ہے' کرتا ہے۔ (سورہ ابراہیم آیت 27)

☆ اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو نہ تو دنیا میں بے یارومددگار چھوڑتا ہے نہ آخرت میں ان سے منہ پھیرے گا۔ یہ اس کا وعدہ ہے اور ساتھ ہی وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ جو لوگ ناانصاف یعنی ظالم ہیں ان کو وہ ہدایت نہیں دیتا۔ نہ ان کو آخرت میں اپنے کرم سے نوازے گا۔ یہ اس کے فیصلے ہیں اور وہ کسی کو جوابدہ نہیں ہے اس لئے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جب انسان اس قدر بے بس ہے تو کس برتے پر وہ دنیا میں ناانصافی اور ظلم کرتا پھرتا ہے؟ کیا اسے اللہ کو راضی رکھتے ہوئے اس کی مہربانی اور رحم کا طلبگار نہیں ہونا چاہئے تاکہ وہ اسے دونوں جہانوں میں اپنی قربت و رضا سے نوازے' اس پر اپنی نوازشات جاری وساری رکھے اور اس کی دنیا و آخرت بخیر ہو۔

ناشکری کا انجام

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا۔ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا۔ (وہ گھر) دوزخ ہے۔ (سب ناشکرے) اس میں داخل ہوں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ اور ان لوگوں نے خدا کے شریک مقرر کئے کہ لوگوں کو اس کے رستے میں گمراہ کریں۔ کہہ دو کہ (چند روز) فائدے اٹھا لو آخر کار تم کو دوزخ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(سورہ ابراہیم آیات 30-28)

☆ یہ آج کے دور کا المیہ نہیں ہے بلکہ یہ صورتحال ازل سے چلی آ رہی ہے کہ انسان اپنے خالق و مالک کے احسانوں کا اقرار کر کے سیدھے راستے پر چلنے کے بجائے ناشکری کرتا ہے۔ اس کے ساتھ غیر اللہ کو شامل کر کے شرک کا مرتکب ہوتا ہے اور ایسا وہ صرف دنیا کے چندروزہ فائدے کے لئے کرتا ہے۔ جبکہ یہ چور اس کے دل میں بھی

Marfat.com

موجود ہوتا ہے کہ اس ناشکری اور شرک کا انجام صرف اور صرف دوزخ ہے۔ اس کے باوجود وہ خود گمراہ ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی سعی کرتا رہتا ہے مگر اللہ کا وعدہ تو برحق ہے کہ ایسے لوگوں اور خاص طور پر مشرکوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے کہ شرک وہ گناہ ہے جس کے لئے اللہ نے کوئی معافی نہیں رکھی۔

صرف اللہ سے ڈرو

اور خدا نے فرمایا ہے کہ دو دو معبود نہ بناؤ۔ معبود وہی ایک ہے تو مجھی سے ڈرتے رہو۔ اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور اسی کی عبادت لازم ہے۔ تو تم خدا کے سوا اوروں سے کیوں ڈرتے ہو۔

(سورہ النحل آیات 52-51)

☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو اپنا معبود مان لینا شرک ہے۔ اس خالق و مالکِ حقیقی کا فرمان ہے کہ میرے معاملے میں کسی سے نہ ڈرو۔ اگر ہمیں اس کی وحدانیت پر قائم رہتے اور اس کے اقرار و ثبات پر موت بھی آ جائے تو اس سے بہتر موت اور کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ صرف اسی سے ڈرنا اور اس کے معاملے میں کسی اور سے نہ ڈرنا ہی اصل ایمان ہے مگر آج ہم اپنے وقتی فائدے کے لئے حق کو منافقت کے پردے میں چھپا کر زندگی گزارتے ہیں تو یہ صرف ہمارے کمزور ایمان کی نشانی ہے۔ اپنے اصل مالک کے پاس کل ہم کیا منہ لے کر جائیں گے' کیا یہ سوچنے کی بات نہیں ہے؟ جب اس کے سامنے وہاں ہمارے یہ وقتی فائدوں کی سوچ اور فکر ہمارے لئے عذاب کا باعث بن جائے گی تب ہمارا پرسانِ حال اور مددگار کون ہو گا؟

کافروں اور مشرکوں کے لئے وعید

اور جو نعمتیں تم کو میسر ہیں سب خدا کی طرف سے ہیں پھر جب تم کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی (اللہ کے) آگے چلاتے ہو۔ پھر جب وہ تم سے تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو کچھ لوگ تم میں سے خدا کے ساتھ شریک کرنے لگتے ہیں' تاکہ جو نعمتیں ہم نے ان کو عطا فرمائی ہیں ان کی ناشکری کریں تو (مشرکو) دنیا میں فائدے اٹھا لو۔ عنقریب تم

Marfat.com

کو اس کا انجام معلوم ہو جائے گا۔ اور ہمارے دیے ہوئے مال میں سے ایسی چیزوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں جن کو جانتے ہی نہیں (کافرو) خدا کی قسم کہ جو تم افترا کرتے ہو اس کی تم سے ضرور پرسش ہوگی۔ (سورہ النحل آیات 53-56)

☆ انسان کی عادت ہے کہ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اللہ اللہ پکارنے لگتا ہے مگر جب تکلیف دور ہو جاتی ہے تو اپنی راحت کو دنیاوی وسائل سے نسبت دینے لگتا ہے۔ اللہ کی طرف سے ملنے والے آرام کو دوسروں سے منسوب کرنا بھی اسی طرح شرک ہے جس طرح اللہ کے دیے ہوئے مال میں دیوی دیوتاؤں اور بتوں کا حصہ مقرر کر لینا شرک کے زمرے میں آتا ہے۔ کافروں اور مشرکوں سے تو اس بارے میں پرسش ہوگی ہی مگر ان مسلمانوں کو بھی اپنے انجام سے ڈرنا چاہئے جو ایسی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں کہ شرک مسلمان بھی کرے تو اس کی سزا پائے گا۔

بیٹیوں سے متنفر بدبخت لوگ

اور یہ لوگ خدا کے لئے تو بیٹیاں تجویز کرتے ہیں (اور) وہ ان سے پاک ہے اور اپنے لئے (بیٹے) جو مرغوب (و دلپسند) ہیں۔ حالانکہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی خبر ملتی ہے تو اس کا منہ (غم کے سبب) کالا پڑ جاتا ہے اور اس کے دل کو دیکھو تو وہ اندوہناک ہو جاتا ہے۔ اور اس خبر بد سے (جو وہ سنتا ہے) لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور) سوچتا ہے کہ آیا ذلت برداشت کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے۔ دیکھو یہ جو تجویز کرتے ہیں بہت بُری ہے۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انہی کے لئے بُری باتیں (مخصوص) ہیں اور خدا کو صفتِ اعلیٰ (زیب دیتی) ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

(سورہ النحل آیات 57-56)

☆ دورِ جاہلیت میں لوگ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اس کے برعکس اپنے لئے صرف بیٹے پسند کرتے اور بیٹیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیتے اور اسے اپنے لئے ذلت کا باعث خیال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قبیح فعل کو انتہائی ناپسند کیا اور ایسے فعل کے مرتکب لوگوں کو ایمان سے خارج قرار دیا ہے۔ آج بھی غربت یا

Marfat.com

• غیر ضروری' نام نہاد اور نمائشی غیرت کے حامل لوگ بیٹیوں کو جان سے مارنے سے گریز نہیں کرتے۔ اس طرح وہ بھی بے ایمان ٹھہرتے ہیں اور ان کا انجام آخرت میں کس قدر بھیانک ہوگا اس کی وعید میں یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں' جن میں ہمارے لئے خاص ہدایت پوشیدہ ہے۔ ایک حدیث شریف کے مطابق بیٹا اللہ کی نعمت ہے تو بیٹی اللہ کی رحمت ہے۔ اس حدیث اور قرآن پاک کے فرمانِ مذکورہ بالا کو سامنے رکھیں تو ہمیں بیٹیوں کے بارے میں خاص محبت اور احتیاط کی ضرورت ہے۔

بت پرستی اور دینِ اسلام

(اے پیغمبرؐ۔ ان منکرانِ اسلام سے) کہہ دو کہ اے کافرو! جن (بتوں) کو تم پوجتے ہو ان کو میں نہیں پوجتا۔ اور جس (خدا) کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے۔ اور (میں پھر کہتا ہوں کہ) جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کی میں پرستش کرنے والا نہیں ہوں۔ اور نہ تم اس کی بندگی کرنے والے (معلوم ہوتے) ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں۔ تم اپنے دین پر میں اپنے دین پر۔

(سورہ الکافرون آیات 1-6)

☆ دینِ اسلام کی طرف دعوت دینے کے مراحل کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو وحی فرمائی کہ وہ ان کفار کو صرف دعوتِ اسلام دیں اور اس کے بعد کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں۔ کیونکہ جسے وہ ہدایت دینا چاہتا ہے اسی کو سیدھا راستہ نصیب ہوگا' دوسرے کو نہیں اور جسے وہ اپنے راستے کے لئے منتخب کر لے' اس کی خوش بختی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

تخلیقِ کائنات

بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں (اور جہازوں) میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کے لئے رواں دواں ہیں اور مینہ میں جس کو خدا آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کر دیتا ہے اور زمین پ

Marfat.com

ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں، عقلمندوں کے لئے (خدا کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔

(سورہ البقرہ آیت 164)

☆ اگر انسان صرف یہ سوچ لے کہ کسی عامل کے بغیر کوئی عمل ممکن نہیں ہے تو اسے اپنے خالق و مالک کی قدرتِ کاملہ پر یقین آ جائے اور کسی دلیل کی ضرورت باقی نہ رہے۔ اپنے آپ کسی بھی کام کا ہو جانا فطرت کے خلاف ہے اور جہاں ایسی کوئی بات وقوع پذیر ہوتی ہے وہاں اللہ کے معجزے کا ظہور شرط ہے۔ غرضیکہ ہر شے کی تخلیق اور اس کے فطری اور فطرت کے خلاف عمل یا ردِ عمل میں صرف اور صرف اللہ کی قدرت اور حکمت کارفرما ہے اور یہ اس کے ہونے کی نشانیاں ہیں جن پر غور و فکر انسان کو عقلی اور شعوری جلا بخشتا ہے۔

تقدیر

اور ہمارے ہاں ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم ان کو بمقدار مناسب اتارتے رہتے ہیں۔

(سورہ الحجر آیت 21)

☆ خالقِ کائنات ہر انسان و غیر انسان کے لئے جتنی مناسب سمجھتا ہے اس کی ضرورت کے مطابق ہر شے اتارتا رہتا ہے۔ یہی اس کی تقدیر ہے جس پر شاکر رہنا ہی اس کے لئے دنیا و آخرت میں بہتر ہے۔ ہاں، اس میں کمی بیشی ممکن ہے مگر وہ بھی اللہ ہی کی مرضی پر منحصر ہے۔

مقدر کیا ہے؟

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور جس نے (کسی کو) بیٹا نہیں بنایا اور جس کا بادشاہی میں کوئی شریک نہیں اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک اندازہ ٹھہرایا۔

(سورہ الفرقان آیت 2)

☆ اللہ وحدہٗ لاشریک ہر رشتے سے بالا و برتر ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی بیٹا بیٹی یا بیوی نہیں ہے۔ اس کی بادشاہی یعنی مملکت میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اس نے ہر

Marfat.com

شے پیدا کی اور اس کا ایک اندازہ قائم کیا کہ یہ شے کب کب' کیا کیا اور کیسے کیسے کرے گی؟ اس کا اندازہ حتمی اور کامل ہے جس کا خطا ہونا ممکن نہیں- یہی مقدر ہے- یہی خدائی اندازہ ہے جو ہر انسان وغیر انسان کی حیات وممات پر پوری طرح نافذ ہے-

ناپسندیدہ شخص

کوئی مصیبت ملک پر اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں' ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے (اور) یہ (کام) خدا کو آسان ہے- تاکہ جو (مطلب) تم سے فوت ہو گیا ہو اس کا غم نہ کھایا کرو اور جو تم کو اس نے دیا ہو اس پر اترایا نہ کرو- اور خدا کسی اترانے اور شیخی بگھارنے والے کو دوست نہیں رکھتا-

(سورہ الحدید آیات 23-22)

☆انسان پر جو بھی اچھا برا وقت آتا ہے وہ اس کے مقدر یعنی لوحِ محفوظ میں مرقوم ہے- اس لئے جو چھن جائے اس پر غم کرنا بے سُود ہے اور جو اللہ نے دیا ہے اس پر اس طرح فخر کرنا کہ وہ تکبر کے ضمن میں سمجھا جائے' اس سے بچنا چاہئے کیونکہ متکبر اور شیخی باز انسان' اللہ کو پسند نہیں ہے- تکبر تو صرف اسی یکتا و واحد کا حق ہے اور یہ حق اس نے کسی انسان کو نہیں دیا- نادان انسان نہیں جانتا کہ نجانے کس وقت مقدر کا لکھا اس کے سامنے آ جائے اور ساری شیخی اور غرور دھرے کا دھرارہ جائے-

توبہ کن کی قبول ہوتی ہے اور کب؟

خدا انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے بُری حرکت کر بیٹھتے ہیں- پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں پس ایسے لوگوں پر خدا مہربانی کرتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے- اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو (ساری عمر) بُرے کام کرتے رہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آ موجود ہو تو اس وقت کہنے لگتے ہیں کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور ان کی (توبہ قبول نہیں ہوتی) جو کفر کی حالت میں مریں- ایسے لوگوں کے لئے ہم نے عذابِ الیم تیار کر رکھا ہے-

(سورہ النساء آیات 18-17)

Marfat.com

☆ نادانی میں گناہ سرزد ہو جانے پر توبہ کرنے والوں کو تو اللہ معاف فرما دیتا ہے مگر جو مرتے دم تک گناہوں میں ڈوبے رہتے ہیں اور آخری لمحات میں نزع کا عالم طاری ہونے پر توبہ کرتے ہیں' ان کے لئے توبہ کی قبولیت کے بجائے اللہ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے- ہم میں سے کتنے ہیں جو آنے والے کل میں توبہ کی امید پر گناہ کئے جاتے ہیں مگر اس پر دھیان نہیں دیتے کہ اللہ نے مہلت نزع سے پہلے تک رکھی ہے اور نزع کب طاری ہو جائے اس کے بارے میں کون جانتا ہے؟ اس لئے اس کی دی ہوئی مہلت کو غنیمت جان کر اڑلیں لمحے کو توبہ سے مزین کر لینے ہی میں نجات ہے-

رحمت' اللہ کا خاصا ہے

اس نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کر لیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور نیکوکار ہو جائے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے- اور اسی طرح ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (تاکہ تم لوگ ان پر عمل کرو) اور اس لئے کہ گنہگاروں کا رستہ ظاہر ہو جائے-

(سورہ الانعام آیات 55-54)

☆ اللہ کا فرمان ہے کہ اس کے غضب پر اس کی رحمت حاوی ہے یعنی وہ سزا دینے کے بجائے رحم کرنا اور بخش دینا زیادہ پسند کرتا ہے- اس امر کا اظہار اللہ نے اپنی آیات میں بار بار کھل کر کیا ہے- اس کے باوجود اگر ہم لوگ اس کی عنایت و مہربانی سے دور رہیں تو یہ ہمارے گنہگار اور لاپرواہ ہونے کی دلیل ہے- اس کی رحمت کو چھوڑ کر گناہ و گمراہی کے راستے پر چلتے رہیں تو یہ ہمارا اپنا فیصلہ ہے جس کے لئے ہم کسی کو موردِ الزام نہیں ٹھہرا سکتے- اور جب ہم نے اپنے لئے بُرا راستہ چن لیا تو اب آیاتِ الٰہی سے اغماض کی سزا کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے- اور وہ سزا کیسی خوفناک ہے اس کا اندازہ ہمیں کب ہو سکتا ہے؟

Marfat.com

توبہ کے بارے میں اللہ سب جانتا ہے

۱۔اور جنہوں نے بُرے کام کیے۔ پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے تو کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اس کے بعد (بخش دے گا کہ وہ) بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ الاعراف آیت 153)

۲۔کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ خدا ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا اور صدقات (وخیرات) قبول کرنے والا ہے اور بے شک خدا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (سورہ التوبہ آیت 104)

۳۔پھر جن لوگوں نے نادانی سے بُرا کام کیا۔ پھر اس کے بعد توبہ کی اور نیکوکار ہو گئے تو تمہارا پروردگار (ان کو) توبہ کرنے اور نیکوکار ہو جانے کے بعد بخشنے والا (اور ان پر) رحمت کرنے والا ہے۔ (سورہ النحل آیت 119)

۴۔لیکن جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کیے تو امید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں ہوگا۔ (سورہ القصص آیت 67)

۵۔اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور (ان کے) قصور معاف فرماتا ہے اور جو تم کرتے ہو (سب) جانتا ہے۔

(سورہ الشوریٰ آیت 25)

☆ گناہ یا غلطی کے بعد توبہ کرنے والے کو اللہ معاف فرماتا ہے۔ پھر اپنی توبہ پر قائم رہنے والے کو اس کی طرف سے نجات کی نوید بھی دی گئی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ خالق و مالک تمہاری نیتوں سے باخبر ہے کہ تم صاف دلی اور خلوص سے توبہ کر رہے ہو یا مکر سے۔ یا یہ کہ تم نے گناہ کرتے وقت کہیں یہ نیت تو نہیں کر لی تھی کہ بعد میں توبہ کر لوں گا۔ تمہاری توبہ کی قبولیت میں تمہاری نیتوں کو بڑا دخل ہے اس لئے نیک نیت رہو تا کہ وہ تمہیں بخشنے کا ارادہ کرے تو تمہاری بدنیتی سدِ راہ نہ بن جائے۔

☆

Marfat.com

توبہ سچے دل سے کرو

مومنو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو- امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا' اور تم کو باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں داخل کرے گا- اس دن خدا پیغمبر (ﷺ) کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا- (بلکہ) ان کا نور (ایمان) ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا- اور وہ خدا سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار- ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف فرما- بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے-

(سورہ التحریم آیت 8)

☆ قادرِ مطلق نے توبہ کرنے والوں کے لئے قیامت کے دن جس انعام کا وعدہ فرمایا ہے اس کا ذکر اس آیت مبارکہ میں کیا گیا ہے مگر یہ انعام کن لوگوں کے لئے ہے؟ ان کے لئے جو صاف دل ہو کر خلوصِ نیت سے توبہ کریں گے- جن کی توبہ میں گناہ پر ندامت کا اظہار ہو گا- اور یاد رہے کہ توبہ کی توفیق بھی اسی کی دین ہے جو قادر مطلق ہے- ہمارا خالق اور واحد مالکِ حقیقی ہے- اس لئے اس سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ ہمیں توبہء مقبول کی توفیق عطا فرمائے-

تزکیہ نفس اور بامُرادی

بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا- اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا-

(سورہ الاعلیٰ آیات 14-15)

☆ یہاں پاک ہونے سے مراد خواہشاتِ نفسانی سے نجات پا کر عبادت الٰہی میں مستغرق ہو جانا ہے اور عبادت کا اعلیٰ ترین اظہار نماز ہے- ذکر الٰہی اور نماز کا حامل فرد اللہ کے نزدیک بامُراد ہے- اور بامُرادی کیا ہے؟ اللہ کے سوا ہر ایک سے بے نیاز ہو کر صرف اس کے لئے اپنے نفس کو رد کر دینا اور بس-

☆

Marfat.com

درسِ اخلاقیات

اور جب تمہیں کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اس سے بہتر (کلمے) سے (اسے) دعا دو' یا انہی لفظوں سے دعا دو- بیشک خدا ہر چیز کا حساب لینے والا ہے-

(سورہ النساء آیت 86)

☆ یہاں ذکر سلام اور اس کے جواب کا ہے- حکم یہ دیا جا رہا ہے کہ جو تمہیں السلام علیکم کہے اسے جواب میں ان الفاظ سے بہتر یعنی ان میں مزید دعائیہ کلمات کا اضافہ کر کے جواب دو- جیسے وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ و برکاتہ' - اور اگر اس کا خیال نہ رہے' وقت کی تنگی یا کوئی اور مجبوری مانع ہو تو جواب میں کم از کم وعلیکم السلام تو ضرور ہی کہو- اگر ایسا کرنا بھی تمہیں پسند نہیں یعنی اس کے احکام کی تعمیل کے لئے اگر تمہاری تولہ بھر کی زبان بھی ہلنے سے معذور ہے تو پھر اللہ کو حساب دینے کے لئے تیار رہو-

سچی گواہی دینے کا حکم

اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لئے سچی گواہی دو- خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو- اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو خدا اُن کا خیر خواہ ہے- تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا- اگر تم پیچ دار شہادت دو گے یا (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (جان رکھو) خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے-

(سورہ النساء آیت 135)

☆ یہاں ایک بار پھر اللہ کا فرمان دہرانا ضروری ہے کہ ''میرے معاملے میں کسی سے نہ ڈرو اور بندوں کے معاملے میں مجھ سے ڈرو''- اس ضمن میں سچی گواہی کی اہمیت بیحد مسلم ہے- یہ سوچ کر کہ ہماری سچی گواہی سے کسی ایک پارٹی سے تعلقات خراب ہو جائیں گے یا گول مول گواہی دے کر جان چھڑالی جائے یا کسی لالچ کے تحت جھوٹی گواہی دے دی جائے یا یہ کہ ان الجھنوں سے بچنے کے لئے گواہی دی ہی نہ جائے تو ایسی ہر صورتحال میں گواہی کو خراب کرنے یا گواہی نہ دینے والا اللہ کے ہاں مجرم ہوگا اور وہ عالم الغیب والشہادہ تو نیتوں کا حال جانتا ہے- اس کی ناراضی مول لینے

Marfat.com

والا تو دونوں جہانوں میں خسارے کا شکار ہو جائے گا- اس لئے گواہی کے معاملات میں قطعی طور پر نفس، تعلقات یا لالچ کا شکار نہیں ہونا چاہئے ورنہ اللہ کو حساب دینا پڑ جائے گا اور وہ حساب لے گا تو کون بچائے گا؟

آدابِ معاشرت

مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لئے اور ان کو سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو- یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (اور ہم یہ نصیحت اس لئے کرتے ہیں کہ) شاید تم یاد رکھو- اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے اس میں مت داخل ہو- اور اگر (یہ) کہا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو- یہ تمہارے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام تم کرتے ہو خدا سب جانتا ہے- (ہاں) اگر تم کسی ایسے مکان میں جاؤ جس میں کوئی نہ بستا ہو اور اس میں تمہارا اسباب (رکھا) ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو خدا کو سب معلوم ہے-

(سورہ النور آیات 29-27)

☆ باہمی حقوق و فرائض کے سلسلے میں یہ وضاحتیں اس قدر صراحت کے ساتھ کر دی گئی ہیں کہ کوئی اشتباہ باقی نہیں رہا- اب ان امور کی خلاف ورزی اگر ہم سے سرزد ہوتی ہے تو اس کے نتائج کے ذمہ دار ہم خود ہیں - اس بارے میں ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ اگر کوئی تمہارے گھر کے اندر اس طرح جھانکے کہ اس سے پردہ داری کا عنصر مجروح ہوتا ہو تو تمہیں حق ہے کہ تم اندر جھانکنے والے کی آنکھ نکال دو- آدابِ معاشرت کا خیال نہ رکھنے کی یہ سزا کسی بھی تعزیر سے مبرا ہے- تو کیا یہ حدیث شریف اس طرف اشارہ نہیں کرتی کہ خدائے علیم و خبیر کو کسی بھی حال میں انسانی حقوق کی پامالی پسند نہیں؟

☆☆☆

Marfat.com

امام الانبیاءؑ محبوبِ ربِّ کائنات

احمدِ مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے پیغمبر (ﷺ) سے اسی طرح کے سوال کرو جس طرح کے سوال پہلے موسیٰ سے کیے گئے تھے۔ اور جس شخص نے ایمان (چھوڑ کر اس) کے بدلے کفر لیا، وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔

(سورہ البقرہ آیت 108)

☆اس آیت کی شانِ نزول سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی مسلمان نے نبی کریم ﷺ سے کسی بات پر کج بحثی کی ہوگی، کسی بات میں مین میخ نکالی ہوگی، کسی بات کی تفصیلات کے لئے بال کی کھال نکالی ہوگی، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نبی آخرالزماں ﷺ سے اس طرح کے سوالات مت کرو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمان قوم نے ان سے کرنے کی عادت پختہ کر لی تھی۔ جب بھی حضرت موسیٰ اللہ کا کوئی فرمان بنی اسرائیل کے سامنے پیش کرتے تو وہ ناہنجار قوم ان سے کج بحثی شروع کر دیتی کہ یہ کام کیسے ہوگا؟ کیوں کرنا ضروری ہے؟ کیا اس کا کوئی آسان راستہ نہیں ہے؟ ایسے ہی بے شمار فضول سوالات کرنے کے بعد بالآخر وہ نافرمان امتی صاف صاف کہہ دیتے کہ اے موسیٰ۔ ہم تو اس مشکل کام کو کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اے تم اور تمہارا خدا مل کر نبٹاؤ۔ قرآنِ حکیم میں اس قوم کی کج بحثیوں کی کئی مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ گستاخانہ رویہ اللہ کو اپنے حبیب کریم ﷺ کے لئے کیسے پسند ہوسکتا

Marfat.com

ہے؟ اسی لئے اس نے پہلی بار ہی ایسی صورتحال کے پیش آتے ہی مومنوں کو متنبہ کر دیا کہ موسیٰ کی قوم کی طرح نبی کریم ﷺ کے ساتھ بحث مباحثہ مت کیا کرو۔ اس سے باز رہو۔ اس کی احتیاط رکھو کہ یہ بد احتیاطی اور گستاخی کہیں تمہیں کفر میں مبتلا نہ کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ تم سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ اور ہمیشہ کے لئے ایمان سے محروم ہو کر کفر کا پٹہ گلے میں ڈال لو۔

آج ہمارے اس بے احتیاطی کے دور میں ہمیں خاص طور پر ایسی کسی بھی بات سے احتراز کرنا چاہئے جس میں نبی کریم ﷺ کے کسی فرمان پر فضول بحث اور گستاخانہ انداز کا شبہ ہوتا ہو۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نے جو فرمایا وہ اللہ کا فرمایا ہوا ہے اور اگر ہم آپ ﷺ کے کسی فرمان پر کج بحثی کے دروازے کھولتے ہیں تو دراصل ہم اللہ کے ساتھ بحث و مباحثہ میں الجھنے کی ایسی بد بختانہ کوشش کرتے ہیں جس کا انجام سوائے ایمان سے محرومی اور کفر سے الحاق کے اور کچھ نہیں ہے۔

معجزۂ معراج النبی ﷺ

وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات (میں) اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں' لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت 1)

☆ معراج نبوی ﷺ ایک ایسا معجزہ ہے جس پر لکھا جائے تو دفتروں کے دفتر ختم ہو جائیں مگر یہ بیان اختتام کو نہ پہنچے۔ یہاں اللہ تعالیٰ اس مبارک سفر کی ابتدا کے بارے میں فرما رہا ہے۔ کفارِ مکہ اس بات پر قطعاً یقین کرنے کو تیار نہیں تھے کہ نبی کریم ﷺ ایک رات میں حرم شریف سے مسجدِ اقصیٰ اور پھر وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے اور لوٹ بھی آئے۔ ان کے خیال میں یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ اتنا طویل سفر چند ساعتوں میں طے کر لیا جائے۔ معراج کی اگلی صبح جب نبی کریم ﷺ نے کفارِ مکہ کے سامنے اپنے سفر کی جزئیات بیان فرمائیں تو وہ تمسخر پر اتر آئے۔ ابوجہل فوراً جنابِ ابوبکرؓ کے ہاں پہنچا اور کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ ایک رات میں حرم سے

Marfat.com

اقصیٰ' اور پھر وہاں سے عرش پر جا کر لوٹ آیا ہے تو کیا تم اس پر یقین کرلو گے؟ جناب ابوبکرؓ نے کہا کہ ایسا تو ممکن نہیں۔ ابوجہل خوش ہو کر بولا کہ پھر تمہارے نبی ﷺ تو یہی دعویٰ فرما رہے ہیں۔ اس پر جناب ابوبکرؓ نے زبانِ تصدیق سے کہا۔"اگر میرے آقا ﷺ فرما رہے ہیں تو پھر یہ بالکل سچ ہے۔"

جب کفار نے آزمانے کے لئے نبی کریم ﷺ سے مسجدِ اقصیٰ کے بارے میں تفصیلات پوچھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہر سوال کے جواب میں مسجدِ اقصیٰ کو سراپا نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش فرما دیا۔ آپ ﷺ کفار و مشرکین کے ہر سوال کا جواب' مسجدِ اقصیٰ کو ملاحظہ فرما کر دیتے رہے اور بالآخر وہ لاجواب ہو کر ندامت میں ڈوبے لوٹ گئے۔

مسجدِ اقصیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیوں میں سے کہا ہے۔ یہ تاریخی مسجد ایک عرصہ تک یہود و نصاریٰ کے قبضے میں رہی۔ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے اسے ان کے غاصبانہ قبضے سے چھڑایا مگر آج کئی صدیوں سے یہ پھر انہی کے قبضے میں ہے۔ اللہ کی یہ بابرکت نشانیوں سے بھرپور مسجد آج پھر کسی سلطان صلاح الدین ایوبی کی منتظر ہے جو اسے یہود و نصاریٰ کے چنگل سے چھڑا کر نمازِ حق کے لئے آباد کرے۔ کیا آج مسلمان مائیں بانجھ ہو چکی ہیں کہ کسی خالد' کسی ایوبی' کسی غزنوی کا جنم نہیں ہو رہا؟

معجزۂ شق القمر

قیامت قریب آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔ اور اگر کافر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک ہمیشہ کا جادو ہے۔ اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام کا وقت مقرر ہے۔ اور ان کو ایسے حالات (سابقین) پہنچ چکے ہیں جن میں عبرت ہے۔ اور کامل دانائی (کی کتاب بھی) لیکن ڈرانا ان کو کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ تو تم بھی ان کی کچھ پروا نہ کرو جس دن بلانے والا ان کو ایک ناخوش چیز کی طرف بلائے گا۔ (سورہ القمر آیات 1-6)

☆ نافرمان قوموں کی طرح مشرکینِ مکہ نے بھی نبی رحمت ﷺ سے بارہا معجزوں کا مطالبہ کیا۔ معجزے ظہور پذیر ہوئے مگر انہوں نے ہر بار انہیں جادو کہہ کر ہٹ

Marfat.com

دھرمی کا دامن تھامے رکھا۔ اسی طرح ان کے مطالبے پر ایک بار نبی کریم ﷺ نے انگشتِ مبارک کا اشارہ فرمایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ کفار نے حسبِ معمول اسے بھی جادو کا نام دے کر اپنی راہ لی۔ تب اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے نبی ﷺ۔ یہ نافرمان لوگ نہ کسی معجزے سے متاثر ہوں گے اور نہ سابقہ اقوام کے حالات سے عبرت پکڑ کر راہِ راست پر آئیں گے، اس لیے آپؐ ان کی پرواہ کرنا چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو روزِ قیامت جب ایک ناخوش چیز یعنی جہنم کے حوالے کرے گا تب یہ سوچیں گے کہ آپؐ حق پر تھے مگر تب بہت دیر ہو چکی ہوگی۔ یہ معجزہ سوا چودہ سو سال پہلے ظہور پذیر ہوا تھا۔ چاند درمیان سے دو ٹکڑے ہوا۔ پھر چند لمحوں کے بعد دونوں ٹکڑے باہم دوبارہ پیوست ہو گئے۔

آج سے تقریباً چار دہائی پہلے امریکہ کا پہلا خلائی جہاز چاند کی سرزمین پر اترا۔ چاند کی زمین پر قدم رکھنے والا پہلا انسان ''نیل آرمسٹرانگ'' تھا۔ اس کے چاند پر اترنے اور وہاں پرچم نصب کرنے کی فلمیں اور تصاویر پوری دنیا میں نشر کی گئیں۔ خلائی سفر سے واپس آ کر نیل آرمسٹرانگ نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا:

''میں چاند کے حوالے سے دو باتیں کہنا چاہوں گا۔ ایک یہ کہ میں نے چاند کی سطح پر قدم رکھا۔ وہاں کچھ دیر چہل قدمی کی تو مجھ پر ایک عجیب انکشاف ہوا اور وہ یہ کہ چاند کی سطح کا جائزہ لینے کے دوران میں نے واضح طور پر محسوس کیا کہ جیسے کسی زمانے میں چاند کی زمین کسی وجہ سے بالکل درمیان سے دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوئی اور پھر دوبارہ آپس میں جُڑ گئی۔ چاند کی زمین جب آپس میں دوبارہ جُڑی تو ایک گہری کھائی یا لکیر کی صورت میں ایک خلا دونوں ٹکڑوں درمیان رہ گیا۔ میں نے اس کھائی یا خلا کی تصاویر بھی زمین پر بھیجیں۔

دوسری بات یہ کہ چاند کی سرزمین پر قدم رکھنے کے بعد میں نے وہاں چند فقروں پر مشتمل ایک ایسی صدا سنی جو میں یہاں دنیا میں بھی اکثر سنتا رہا ہوں۔ واپس آنے کے بعد میں نے دوبارہ بغور وہ صدا، ارادتاً سنی۔ چاند پر سنی ہوئی اور اس دنیا میں سنی جانے والی صدا میں سرِ مُو کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ صدا ہے مسلمانوں کی اذان۔ جو ''اللہ اکبر'' سے شروع ہو کر ''لا الٰہ الا اللہ'' پر ختم ہوتی ہے۔''

Marfat.com

آپ نے غور کیا کہ نیل آرمسٹرانگ کیا کہہ رہا ہے؟

وہ معجزۂ شق القمر کی تصدیق کر رہا ہے۔

اس موقع پر وہاں موجود ایک مسلمان عراقی سائنسدان نے نیل آرمسٹرانگ اور دوسرے تمام لوگوں کو بتایا کہ چاند کی یہ مبینہ حالت ہمارے نبی آخرالزماں ﷺ کے معجزہ شق القمر کے سبب ہوئی تھی۔

چاند میرے آقا و مولا ﷺ کی انگشت مبارک کے ایک اشارے پر دو ٹکڑے ہو کر جب دوبارہ آپس میں جڑا ہوگا تو درمیان میں ویسا ہی خلا رہ گیا ہوگا جیسا شیشے میں بال آ جانے سے باقی رہ جاتا ہے۔ اسی خلا کو وہ کھائی یا لکیر کہہ رہا ہے۔ اسے کلیسا کا گھنٹہ نہیں، اذان سنائی دی تھی۔ اور وہ بھی وہاں، جہاں وہ دنیا سے آنے والے پہلے انسان کی حیثیت سے کھڑا تھا۔ جہاں کے بارے میں سائنس کہتی ہے کہ چاند پر کشش ثقل اور آکسیجن کے نہ ہونے کے باعث کسی آواز کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ کیا یہ سب جان کر اس کے دل کی دنیا زیروزبر نہ ہو گئی ہوگی؟ یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا۔

نیل آرمسٹرانگ (اور اس کے کنبے) کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے؟ زندہ بھی ہے یا نہیں؟ اسے حق گوئی کی کیا سزا ملی؟ لیکن یقین کیجئے وہ اس دنیا میں ہے یا نہیں، جہاں بھی ہوگا بیحد مطمئن اور سکھ میں ہوگا کہ یہ خبر بھی سننے اور پڑھنے میں آئی تھی اور بعد میں اس کی بڑی شدت کے ساتھ تصدیق بھی ہو گئی تھی کہ نیل آرمسٹرانگ اسلام لے آیا تھا۔ وہ تو شاید اسی دن مسلمان ہو گیا تھا جب اس نے چاند کی سرزمین پر اللہ اکبر کی پہلی صدا سنی تھی اور ایمان والوں کو گمنامی یا ناموری سے کب کوئی غرض ہوتی ہے؟ میرا دل کہتا ہے کہ مسلمان کتنے بھی نافرمان ہو جائیں، کتنے بھی گنہگار ہو جائیں، کتنے بھی لاپرواہ ہو جائیں، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں انہیں کبھی اس طعنے کا شکار نہ ہونے دے گا کہ چاند کی سطح پر پہلا قدم رکھنے والا ایک مشرک یا کافر تھا، مسلمان نہیں۔ جو چاند ہمارے آقا و مولا ﷺ کے اشارے پر دو ٹکڑے ہو گیا، کیا وہ اپنے سینے پر کسی غیر مسلم کا پہلا قدم پڑنے دیتا؟ ایسا ہونے سے پہلے وہ ہزاروں ٹکڑوں میں نہ بٹ جاتا۔ نیل آرمسٹرانگ خوش بخت تھا کہ اس نے اپنا نام توحید پرستوں کی فہرست میں لکھوا لیا۔ یہ میرا یقین ہے اور آپ بھی اس

Marfat.com

پر اپنا ایقان پختہ کر لیجئے کہ نیل آرمسٹرانگ چاند کی سطح پر قدم رکھنے والا پہلا انسان نہیں، پہلا مسلمان انسان تھا۔

اطاعتِ رسول ﷺ

اور جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق، شہید اور نیک لوگ۔ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے اور خدا جاننے والا کافی ہے۔ (سورہ النساء آیت 70-69)

☆ اللہ اور نبی آخر الزماں ﷺ پر ایمان لانے والوں کے لئے دنیا میں تو عزت والی زندگی کی نوید ہے ہی، آخرت میں اس کا انعام ایسا ہے کہ جس کا تصور ہی انسان کو سجدۂ شکر ادا کرنے پر مائل کر دیتا ہے۔ مقربینِ الٰہی کو انجام بالخیر سے بڑھ کر اور کیا درکار ہے۔ اللہ کا یہ خاص فضل محض اس کی اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا صلہ ہے۔

اطاعتِ رسول ﷺ اور اطاعتِ الٰہی میں سرِ مو فرق نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ کا یہ فرمان اس بات پر مہرِ تصدیق ثبت کر رہا ہے کہ "نبی کریمؐ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ وہ تو جو کہتے اور کرتے ہیں، محض اللہ کے حکم سے کہتے اور کرتے ہیں۔"

اسی لئے قرآن حکیم میں بارہا فرمایا گیا کہ "اطاعت کرو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی"۔ اس فرمان کی روح یہی ہے کہ رسول کریم ﷺ صرف اور صرف اللہ کے احکام اور شریعت ہم انسانوں تک پہنچانے کا فریضہ ادا کرنے کے لئے ہماری دنیا میں تشریف لائے اور ان کا ہر ہر قول و فعل اللہ کی رضا و احکام کا عکس ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

اسلام اور ابلیس

مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو- وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے- پھر اگر تم احکامِ روشن پہنچ جانے کے بعد لڑکھڑا جاؤ تو جان رکھو کہ خدا غالب (اور) حکمت والا ہے- (سورہ البقرہ آیت 209)

☆انسان خطا کا پتلا ہے مگر جب اسے دینِ اسلام کے بارے میں آیاتِ روشن پہنچ گئیں تو اب اس کے لئے گنجائش نہیں ہے کہ وہ احکامِ خداوندی کی خلاف ورزی کرے- ہاں ایک حیلہ اس کے پاس موجود ہے کہ اسے شیطان بہکاتا ہے- تاہم اس بارے میں بھی جب صاف صاف کہہ دیا گیا کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے- جس طرح آنکھوں دیکھی مکھی نہیں نگلی جاتی اسی طرح تمام خیر و شر سے واقف ہونے کے بعد بھی اگر ہم شیطان کو اپنے گناہوں کا بہانہ بنا کر عذر پیش کریں گے تو اب یہ اللہ کی حکمت اور قدرت پر ہے کہ وہ ہمارا عذر قبول کرے یا اس کی تہہ میں پوشیدہ اصلیت پرکھ کر سزا و جزا کا حکم جاری فرمادے-

دینِ اسلام میں زبردستی نہیں

دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت (صاف طور پر ظاہر اور) گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔ تو جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے' اس نے ایسی مضبوط رسی تھام لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور خدا (سب کچھ) سنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے۔ (سورہ البقرہ آیت 256)

Marfat.com

اسلام دینِ فطرت ہے۔ اسی لئے اس میں جبر و اکراہ نہیں ہے۔ فطرتِ سلیم اسے بلا حیل و حجت قبول کر لیتی ہے کہ یہ اس کا ورثہ ہے اور فطرتِ کج رو اس میں رخنے تلاش کرتی رہ جاتی ہے کہ اس میں قبولِ خیر کا مادہ نہیں ہوتا۔ بت پرستی اسی دوسری فطرت کی گھٹی میں پڑی ہوتی ہے' جس سے پرہیز اس کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ تاہم ایمان والوں کا توحید سے جو رشتہ خدائے سمیع و خبیر نے قائم فرما دیا اس پر وہ خود نگہبان ہے' شرط صرف خلوصِ نیت اور استقامتِ ایمان کی ہے۔

اللہ بے نیاز ہے

اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبرؐ کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے۔

(سورہ النساء آیت 115)

☆ اسلام سے باخبر ہونے کے بعد بھی جو شخص گمراہی میں مبتلا رہے' نبی خاتم ﷺ کی مخالفت پر کمر بستہ رہے اور سیدھے راستے پر نہ آنا چاہے تو اللہ ایسے ہر فرد سے بے نیاز ہے۔ اسے ایسے لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ ایسے لوگوں کی طرف سے رخ پھیر لیتا ہے اور ان کو آزاد چھوڑ دیتا ہے کہ وہ برائی کے راستے پر چلتے رہیں۔ ہاں' آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم قرار دے دیا اور جس ٹھکانے کو اللہ بُرا کہہ دے وہ کیا ہی عبرت و عذاب کی جگہ ہوگی؟

☆☆☆

Marfat.com

انسان حیلہ جُو ہے

اور جب ہم لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد (اپنی) رحمت (سے آسائش) کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ ہماری آیتوں میں حیلے کرنے لگتے ہیں- کہہ دو کہ خدا بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے اور جو حیلے تم کرتے ہو ہمارے فرشتے ان کو لکھتے جاتے ہیں-

(سورہ یونس آیت 21)

☆ مصیبت میں مبتلا انسان چیخ چیخ کر اللہ کو مدد کے لئے پکارتا ہے مگر جب اس کی تکلیف دور ہو جاتی ہے تو وہ سوچتا' ظاہر کرتا اور محسوس کرتا ہے کہ یہ سب راحت تو اس کی اپنی کسی تدبیر کے نتیجے میں میسر ہوئی ہے- اس وقت وہ خدا کو بھول جاتا ہے- اس کی عنایات اور رحمت کو بھول جاتا ہے- اسے اپنے حیلے بہت خوش کن لگتے ہیں- اسے یاد نہیں رہتا کہ سب سے بڑا حیلہ کرنے والا خدا عنقریب اسے گرفت میں لینے والا ہے اور جو کچھ وہ خود کر رہا ہے اسے فرشتے تحریر کرتے جا رہے ہیں جو اس کے خلاف گواہی کے طور پر پیش ہونے والا ہے- یاد رکھنا چاہئے کہ اگر تکلیف یعنی آزمائش اللہ کی طرف سے آتی ہے تو اس کے بعد راحت بھی اسی کی طرف سے آتی ہے- اسی پر ایمانِ کامل میں نجات ہے-

امانت داری کا حکم

خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو- اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو- خدا تمہیں بہت خوب

Marfat.com

نصیحت کرتا ہے۔ بیشک خدا سنتا (اور) دیکھتا ہے۔

(سورہ النساء آیت 58)

☆امانت اور عدل کا حکم ایسا اہم ہے کہ اللہ نے اسے اپنی نصیحت میں داخل کیا۔ بے ایمان اور خائن کے ساتھ ساتھ ناانصاف حاکم کو بھی اللہ نے بیحد ناپسند کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ایسے معاملات اور ان سے متعلقہ افراد پر اللہ کی نظر رہتی ہے اور وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ خدائے سمیع و بصیر جب تمام معاملات سے باخبر ہے تو یوم الدین میں ہم اس کے سامنے کیسے اپنی بے ایمانیوں' خیانتوں اور ناانصافیوں کا عذر پیش کر سکیں گے؟ کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم مذکورہ معاملات میں اس کے احکامات کی تعمیل اور اس کے غضب سے محفوظ رہنے کا سامان کریں۔

ناشکرا اور صبر کرنے والا

اور اگر ہم انسان کو اپنے پاس سے نعمت بخشیں' پھر اس سے اس کو چھین لیں تو ناامید (اور ناشکرا) ہو جاتا ہے۔ اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد آسائش کا مزہ چکھائیں تو (خوش ہو کر) کہتا ہے کہ (آہا) سب سختیاں مجھ سے دور ہو گئیں۔ بیشک وہ خوشیاں منانے والا (اور) فخر کرنے والا ہے۔ ہاں جنہوں نے صبر کیا اور عمل نیک کیے' تو یہی ہیں جن کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔

(سورہ ہود آیات 9-11)

☆ذرا سی تکلیف پر اللہ سے گلہ گزاریاں اور شکوے کرنا انسان کی بے صبری کی دلیل ہے' حالانکہ بعض اوقات ہوتا یہ ہے کہ ایک چھوٹی تکلیف کسی بڑی مصیبت سے حفاظت اور نجات کا پیش خیمہ ہوتی ہے مگر انسان اس پر صبر نہیں کرتا اور ناامید ہو کر ناشکر گزار بن جاتا ہے۔ اگر اس حال میں وہ صبر کرے تو اسے تکلیف سے نجات بھی مل جائے' آنے والی بڑی مصیبت سے اس کی بچت بھی ہو جائے اور صبر کرنے کے اجر میں اسے بخشش جیسے عظیم انعام سے بھی نواز دیا جائے۔

☆

Marfat.com

''صرف دنیا'' کے طلب گاروں کو وعید

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوں ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتش (جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل انہوں نے دنیا میں کیے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے سب ضائع ہوا۔

(سورہ ہود آیات 16-15)

☆ ہم دیکھتے ہیں کہ کفار اور مشرکین دنیا میں دولت و ثروت' ناموری اور آسائشوں سے مالا مال ہیں۔ ان کے مقابلے میں مسلمان اکثر غربت' تکالیف اور دکھوں میں مبتلا ہیں۔ کافر و مشرک دنیا کے طالب ہوتے ہیں اور اللہ ان کو ان کی طلب سے بھی سوا دنیا عطا کرتا ہے تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ان کو منہ مانگا نہیں ملا۔ مگر ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اپنے مال و منال کے بل پر وہ دنیا میں جی بھر کر عیاشیاں کرتے ہیں۔ گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں اور اللہ کو بھلائے رکھتے ہیں۔ ان کے ایسے اعمال کا بدلہ آخرت میں صرف اور صرف جہنم کی آگ ہے جو ان کو وافر مہیا کی جائے گی۔ اس کے برعکس وہ ایمان والے جو دنیاوی آسائشوں سے محروم رہے' ان کو آخرت میں جنت اور وہاں کی نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم کفار و مشرکین کی طرح دنیا کے طلبگار بننا چاہتے ہیں یا آخرت میں حصہ پانا چاہتے ہیں۔

انفاق فی سبیل اللہ

اور خدا کی راہ میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بیشک خدا نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(سورہ البقرہ آیت 195)

☆ اللہ کے عطا کیے ہوئے مال میں سے اس کے راستے میں خرچ کرنے سے انسان اس کے نیکوکار بندوں میں شمار ہوتا ہے اور ساتھ ہی اللہ اسے اپنے دوستوں میں

Marfat.com

حق و باطل

جو لوگ ہمارے احکام اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرضِ فاسد سے) چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم نے ان لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ ایسوں پر خدا اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ ہاں، جو توبہ کرتے ہیں اور اپنی حالت درست کر لیتے اور (احکامِ الٰہی کو) صاف صاف بیان کر دیتے ہیں تو میں ان کے قصور معاف کر دیتا ہوں اور میں بڑا معاف کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہوں۔

(سورہ البقرہ آیت 160-159)

☆ایک بار پھر اسی حکمِ الٰہی کو یاد کیجئے کہ ''میرے معاملے میں کسی سے نہ ڈرو''۔ اس آیت مبارکہ میں مذکورہ حکم کا شائبہ موجود ہے۔

کسی دنیاوی لالچ، خواہشِ نفس یا عارضی فائدے کی خاطر اللہ کے احکام اور ہدایات سے اغماض، ان سے جان بوجھ کر چشم پوشی یا ان پر اپنی غرض کو ترجیح دینے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتوں کی طرف سے لعنت بھیجی گئی ہے۔ تاہم چونکہ اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے اس لئے اگر کسی انسان کو اس کی ایسی غلطی کا احساس ہو جائے اور وہ سچے دل سے اس پر توبہ کر لے۔ اپنے قصور پر اللہ سے معافی مانگ لے تو اس کی ذاتِ رحمانی تقصیریں معاف کر دیتی ہے۔ توبہ قبول کر لیتی ہے اور اس کا رحم و کرم انسان کو اپنے دامنِ عفو میں سمیٹ لیتا ہے۔

Marfat.com

حقوق العباد اور عبادت

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے یہ وہی (بدبخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لئے (لوگوں کو) ترغیب نہیں دیتا۔ تو ایسے نمازیوں کے لئے خرابی ہے جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔ جو ریاکاری کرتے ہیں اور استعمال کی چیزیں مانگنے پر نہیں دیتے۔

(سورہ الماعون آیات 7-1)

☆ سورہ الماعون ساری کی ساری ایسے احکامِ الٰہی پر مشتمل ہے جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ اس میں صرف ایک حکم قیامت کے دن اور دوسرا نماز کے بارے میں ہے باقی سب انسانی اور خاص طور پر اسلامی معاشرے کی ان خرابیوں سے بچنے کی وعیدیں ہیں جن کی طرف ہم عام زندگی میں دھیان ہی نہیں دیتے جبکہ یہ بظاہر عام اور معمولی مگر حقیقت میں بے پناہ اہمیت و افادیت کی حامل ہیں۔ یوم الدین کو جھٹلانے والے تو ظاہر ہے کہ عذاب و ذلت کا شکار ہونے والے ہیں ان کے بارے میں تشریح کی ضرورت ہی نہیں۔ ایسا شخص اگر خود کو مسلمان کہلاتا ہے تو اس میں شک ایک لازمی امر ہے وگرنہ یہ یقین کر لینے کی بات ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اگر مسلمان ہو کر وہ روزِ جزا میں تشکیک یا بطلان کا شکار ہے تو قدرتی طور پر اس کا دل سخت ہو جائے گا۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کو یہ یقین ہو کہ اسے اس کے کسی برے عمل پر سزا نہیں ملے گی تو وہ بے قابو اور لاپرواہ ہو کر ظلم و زیادتی پر کمر باندھ لیتا ہے یہ اپ جو شخص روزِ جزا کو جھٹلا رہا ہے اس کے اس فعلِ قبیح اور ناقابلِ معافی گناہ کا محرک اس کا

Marfat.com

یہ یقینِ باطل ہے کہ اسے کونسا کسی عمل پر گرفت میں لیا جانا ہے؟ اس کے دل اور دماغ پر پوری طرح نفسانی اور مادی خواہشات کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ سخت دلی اسے دوسروں سے سنگدلانہ سلوک کرنے پر اکساتی ہے اور وہ یتیم و یسیر کی مدد و استعانت کرنے کے بجائے اسے جھڑکیاں اور دھکے دیتا ہے۔ فقیر اور سائل کو خود کھانا کھلانا تو ایک طرف دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہے نہ اس پر عمل پیرا ہونے دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان نمازیوں کے لئے خرابی کی وعید دی گئی ہے جو اپنی نمازوں کی پرواہ نہیں کرتے یعنی نماز کو وقت پر، جماعت کے ساتھ اور خشوع و خضوع سے ادا نہیں کرتے۔ وہ لوگ دکھاوے کی نماز میں مبتلا ہیں جو نماز کی اصل روح یعنی اپنے خالق و مالک کے حضور موم ہو کر جھک جانے کے جذبے سے عاری ہیں۔ آخر میں ان لوگوں کو برے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے جو اپنے ہمسایوں کو روزمرہ استعمال کی اشیاء مانگنے پر بھی عارضی طور پر نہیں دیتے۔ اس کے لئے صاف انکار کر دیتے ہیں یا کوئی بہانہ بنا کر ٹال دیتے ہیں۔

ہمسائے کے حقوق میں اس قدر شدت کا ذکر ہے کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''مجھے ہمسائے کے حقوق کے بارے میں جبریلؑ نے اللہ کے احکام سے اس قدر شدت سے آگاہ کیا اور ایسی تاکید کی کہ مجھے احتمال ہوا کہ کہیں ہمسائے کو وراثت میں حصہ دار نہ بنا دیا جائے۔''

نبی برحق ﷺ کا یہ فرمان ہمارے معاشرے کے ان افراد خاص طور پر مسلمان خواتین کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو مذکورہ کوتاہیوں کا ارتکاب روزمرہ زندگی میں عام کرتی ہیں اور اس کے جواب میں خود سے ہونے والے اس دردناک سلوک سے بے خبر ہیں جو ربِ عادل ان سے کرسکتا ہے۔

ایمان کی یہ کمزوری جو ہماری خواتین میں رواج پا رہی ہے اس کے لئے وہ اکیلی نہیں، ہم مرد بھی برابر کے مجرم ہیں۔ اگر ہم مرد انہیں دین سیکھنے اور سکھانے کا موقع فراہم کریں تو وہ اس غفلت سے بچ سکتی ہیں مگر ہوتا یہ ہے کہ ہم انہیں دنیا بھر کی خرافات کے لئے تو وقت صرف کرنے دیتے ہیں، دین کی طرف نہ ہماری اپنی توجہ ہوتی ہے نہ ہم ان کی توجہ اس طرف ہونے دیتے ہیں۔ اس لئے اپنی ذمہ داری کو محسوس

Marfat.com

کرتے ہوئے پہلا قدم ہمیں خود اٹھانا ہو گا اور انہیں دین کی طرف مائل کرنا ہو گا ورنہ ان سے پہلے ہم اللہ کے ہاں سزا کے مستوجب ٹھہریں گے کہ عورتیں ہر شعبے میں سب سے پہلے ہماری ذمہ داری ہیں۔ ہمارا فرض صرف یہی نہیں ہے کہ ہم انہیں ہر قسم کی آسائشیں اور نرمیاں فراہم کریں بلکہ ہم پر سب سے پہلا فرض یہ عائد ہوتا ہے کہ انہیں دین سکھائیں اور اس پر کاربند رکھنے کے لئے ان پر مناسب حد تک سختی سے کام لینا پڑے تو اس سے بھی گریز نہ کریں۔ اس دنیا میں کی ہوئی یہ سختی کل آخرت میں ہمیں اللہ کی جس نرمی سے نوازنے والی ہے اس کے بارے میں بار بار بتانا ضروری نہیں۔ اس کے لئے تو ایک ہی بات یاد رکھنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں ہمیں کسی کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرنے کا حکم ہے۔ اب خواہ وہ ناراض ہونے والی ہماری پیاری بیوی ہی کیوں نہ ہو۔

☆☆☆

Marfat.com

حکمت

وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے اور جس کو دانائی ملی بے شک اس کو بڑی نعمت ملی۔ اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل مند ہیں۔

(سورہ البقرہ آیت 269)

☆ روزمرہ میں ایک مثال دی جاتی ہے کہ ہر شخص کو اپنی عقل دوسرے سے زیادہ محسوس ہوتی ہے یعنی ہر انسان خود کو دوسرے انسان سے زیادہ عقل مند خیال کرتا ہے جبکہ قرآن حکیم کا فرمان یہ ہے کہ دانا وہی ہے جسے اللہ اپنی مرضی سے دانائی بخشے۔ اور یہ ایسی بڑی نعمت ہے کہ جو اس سے بہرہ ور ہو جائے اس کی خوش بختی میں کوئی شک نہیں ہے۔ دانائی کیا ہے؟ اس کا ایک فقرے میں جواب یہ ہے کہ ''دانائی' نصیحت کا دوسرا نام ہے اور یہ نعمت اللہ جسے چاہتا ہے اسے بخش دیتا ہے۔ یہ انسان کے چاہنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ اور اللہ کے حکم سے نصیحت وہ قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہیں اور عقل ان کے حصے میں آتی ہے جن کو اللہ منتخب کر لیتا ہے۔ مختصر یہ کہ دانائی' نصیحت اور عقل ایک ہی مثلث کے تین پہلو ہیں اور یہ اللہ کی دین ہے۔ وہ جسے چاہے بخش دے۔ اس سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ ہمیں اپنے ان بندوں میں شامل کر لے جن کو وہ دانائی سے نوازنے والا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

حکومت اللہ کی طرف سے ہے

اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ ہمارے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہوں گے۔عبادت کرنے والے لوگوں کے لئے اس میں خدا کے احکام کی تبلیغ ہے۔

(سورہ الانبیاء آیات 106-105)

☆آسمانی کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں دو کتابوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس کے نیکوکار بندے ہی زمین پر اس کے ملک کے وارث ہوں گے۔جب ان کو حکومت دی جائے گی تو وہ عابد و زاہد لوگ اللہ کی زمین میں اس کے احکام کی تبلیغ کریں گے۔خود بھی اس تبلیغ کے ثمرات سے مالا مال ہوں گے اور دوسروں کو بھی سیدھے راستے کی طرف دعوت دیں گے۔ان کو حکومت دینے کا مقصود ہی یہ ہے کہ وہ اللہ کی زمین پر اس کی حکومت میں اسی کا حکم نافذ کرنے کی کوشش اور اس کے احکام کی تبلیغ کریں۔تاہم یہاں ایک اہم بات کی صراحت ضروری ہے اور وہ یہ کہ آج ہم جن حالات سے دوچار ہیں' جس قسم کے لوگ ہم پر حاکم بنا دیے گئے ہیں' جن لوگوں کو حکومت سپرد کر دی گئی ہے ان کا اس حکمِ الٰہی سے کیا تعلق؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فرمان بھی اللہ ہی کا ہے کہ جس قسم کے ہمارے اعمال ہوں گے اسی قسم کے لوگ ہم پر حاکم بنا دیے جائیں گے۔آج ہم گناہوں میں غرق ہیں تو ہم عابد و زاہد حاکم کی امید کیسے لگائے بیٹھے ہیں۔ہاں! ایسا حاکم آ سکتا ہے اور ایک دن آئے گا مگر اس وقت جب ہم اپنی حالت خود بدلنے کی کوشش کریں گے یا پھر اللہ تعالیٰ ہماری بداعمالیوں کے

Marfat.com

نتیجے میں بالآخر ہم پر کوئی ایسا مردِ درویش حاکم بنا کر بھیج دے گا جو ہمارے اعمال پر ایک ہی گرفت کا اختیار اللہ سے لے کر آئے گا جس کے ہم مستحق ہوں گے۔ جو ہمیں تیر کی طرح سیدھا کر دے گا اور ہمیں عملی طور پر سمجھائے گا کہ اللہ کی طرف سے جب اللہ کے کسی نیک بندے کو حکومت دی جاتی ہے تو اس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟

اس کے اغراض و مقاصد کیا ہوتے ہیں؟

اور ان پر عمل پیرا ہونے اور ان کے نتائج کے حصول کا طریقہ کیا ہوتا ہے؟

☆☆☆

Marfat.com

حیاتؒ بعد الممات

۱۔(کافرو) تم خدا سے کیونکر منکر ہو سکتے ہو؟ جس حال میں کہ تم بے جان تھے تو اس نے تم کو جان بخشی۔ پھر وہی تم کو مارتا ہے۔ پھر وہی تم کو زندہ کرے گا۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ (سورہ البقرہ آیت 28)

۲۔اس طرح خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ (سورہ البقرہ آیت 73)

☆ کفار اکثر اس بات پر کج بحثی کیا کرتے تھے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کا جسم کیڑے کھا جاتے ہیں۔ مٹی چاٹ جاتی ہے۔ ہڈیاں بوسیدہ ہو کر خاک ہو جاتی ہیں۔ ایک جگہ پر کئی کئی افراد دفن کیے جاتے ہیں یا مرنے والوں کو جلا کر راکھ کر دیا جاتا ہے۔ ہزاروں سال بعد جب قیامت آئے گی تو کس طرح اللہ تعالیٰ ان مذکورہ حالتوں کے شکار لوگوں کو دوبارہ زندہ کرے گا؟ اس کا جواب اللہ نے یہ دیا کہ جب وہ خالق و مالکِ حقیقی عدم سے تم کو وجود میں لا سکتا ہے۔ تمہارے بے جان اجسام میں روح پھونک سکتا ہے تو اسی کو یہ اختیار بھی حاصل ہے اور وہی اس بات پر بھی قادر ہے کہ تمہیں دوبارہ زندہ کر دے۔ تمہارے بوسیدہ تباہ حال اور خاک ہو چکے جسموں کو دوبارہ زندگی بخش دے۔ یہ اس کی قدرتِ کاملہ کا اظہار ہے اور اس کے بعد تمہیں پھر اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ اپنی ان نشانیوں سے وہ تمہیں اس لئے آگاہ کرتا ہے کہ تم اس کی ذات قدیر کی طاقتوں کو سمجھو۔ اس پر ایمان لاؤ اور اس کے منکروں میں شامل ہونے سے بچو۔ انسان اگر اس بات پر غور شروع کر دے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کس طرح کرے گا تو

Marfat.com

سوچتے سوچتے کفر کی حدوں میں جا پہنچتا ہے' کیونکہ اس کی محدود عقل اللہ کی قدرت کی وسعت کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ اس لئے کافروں کی طرح کج بحثی اور کج فہمی کا شکار ہونے کے بجائے اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ ہمارے اللہ کی قدرت سے کیا کیا ظہور میں آسکتا ہے نہ کہ اس تشکیک میں وقت ضائع کیا جائے کہ ایسا کس طرح ہوسکتا ہے۔ اسی میں ہماری نجات ہے اور یہی ہمارے اللہ کی وحدانیت و قدرت کا تقاضا ہے کہ ہم اس کی طاقتوں پر شک کے بجائے اس کی قدرتِ کاملہ پر ایمانِ محکم کے ساتھ ثابت قدم ہو جائیں۔ شک کرنے کا کام ہمیں کافروں اور مشرکوں پر چھوڑ دینا چاہئے جو اس تشکیک کے بدلے' اللہ کے تیار کردہ دردناک عذابوں میں گرفتار ہونے والے ہیں۔

منکروں کے لئے دنیا و آخرت میں عذاب

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔ (یہ مزہ تو یہاں چکھو اور) یہ (جانے رہو) کہ کافروں کے لئے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار) ہے۔ (سورہ الانفال آیات 13-14)

☆ اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں مخالفت تو کفار اور مشرکین کے لئے ذلت و رسوائی کا باعث ہے ہی۔ آخرت میں بھی اللہ نے ان کے لئے دوزخ یعنی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ کسی بھی معاملے میں ہمیں ایسی ہر بات سے اجتناب و پرہیز کرنا چاہئے جو نادانستہ طور پر بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صریحاً نافرمانی کے زمرے میں آتی ہو۔ جیسے کہ سود کا معاملہ۔ سود کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے کہ سود خور کی اللہ سے کھلی جنگ ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علی الاعلان مخالفت ہی تو ہے جس کا صلہ دنیا میں عوام الناس کی پھٹکار اور آخرت میں عذاب النار کی شکل میں ملنے والا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

خدا کے مقرب بندے کون ھیں؟

جو لوگ تمہارے پروردگار کے پاس (مقبول) ہیں وہ اس کی عبادت سے گردن کشی نہیں کرتے اور اس پاک ذات کو یاد کرتے اور اس کے آگے سجدے کرتے رہتے ہیں۔ (سورہ الاعراف آیت 206)

☆اس آیت میں اللہ کے مقبول بندوں کی تین نشانیاں بتلائی گئیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اس کی عبادت سے منہ نہیں موڑتے۔ وقت پر اور خلوصِ نیت سے اس کی پرستش میں محو رہتے ہیں۔ ان کی دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان کی زبان بظاہر خاموش بھی ہوگی تو وہ دل میں اپنے معبود کا ذکر کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ اور تیسری نشانی یہ کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ سجدہ نماز کا لازمی جزو ہے۔ اس کے بغیر نماز کا تصور ہی محال ہے۔ طویل' آہ و زاری سے سجے ہوئے اور عبدیت کے سچے اظہار کے لئے نماز کے اس جزوِ لاینفک کی بجا آوری ان کو اللہ کے قرب سے نوازتی ہے اور وہ اس کے مقبول بندوں میں شمار ہوتے ہیں۔ کیا ہم ان بندوں میں شامل ہیں؟

خدا کے دوستوں کی علامات

سن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ (یعنی) وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت (کی زندگی) میں بھی۔ خدا کی باتیں بدلتی نہیں۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (سورہ یونس آیات 62-64)

Marfat.com

☆ دنیاوی اور اخروی زندگی میں کامیابی کے حامل لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوشخبریاں دی ہیں۔ یہاں ان کے لئے آخرت میں ہر خوف' ہر غم سے آزادی کے ساتھ ساتھ یہ نوید بھی دی جا رہی ہے کہ ایمانداروں اور پرہیزگاروں کو دنیا اور آخرت یعنی دونوں جہانوں میں بہترین زندگی سے نوازا جائے گا۔ اس کی ضمانت کے طور پر کہا گیا کہ اللہ کا ہر فرمان اٹل ہے۔ اس میں تبدیلی ممکن نہیں۔ اور اس کا وعدہ ہی تو نیکوکاروں کے لئے سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اور کامیاب کون ہیں؟ صرف وہ جو ایمان لائے۔ پھر اس پر ثابت قدم رہے اور پرہیزگاروں میں شامل ہوئے۔

گمراہ' ہدایت یافتہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا

اے ایمان والو! اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔ جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ تم سب کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اس وقت وہ تم کو تمہارے ان سب کاموں سے جو (تم نے دنیا میں) کئے تھے آگاہ کرے گا اور ان کا بدلہ دے گا۔ (سورہ المائدہ آیت 105)

☆ جس طرح کوئی زبردستی کسی کو برائی پر آمادہ کار نہیں کر سکتا اسی طرح کوئی گمراہ شخص کسی ہدایت یافتہ شخص کو بھٹکا نہیں سکتا۔ بشرطیکہ وہ خود نہ بھٹکنا چاہے۔ اپنی جان یعنی ایمان کی حفاظت کے لئے سچی سعی کرے اور اس سلسلے میں اللہ سے مدد کا طالب ہو تو اس کے بھٹک جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا یقین اس بات پر پختہ ہونا چاہئے کہ اسے ایک دن اپنے خالق کی طرف لوٹ جانا ہے اور اس بات کا ہمہ وقت خیال اسے کسی گمراہ کے چنگل میں پھنسنے ہی نہیں دے گا۔ پھر جب وہ ایمانِ محکم کے ساتھ اپنے اللہ کے حضور حاضر ہو گا تو اسے ان تمام اعمالِ خیر کا بہترین صلہ دیا جائے گا جو اس نے دنیا میں سرانجام دیے تھے۔ اس کا اپنے ایمان و ایقان پر سچے دل سے قائم رہنا اور اس سلسلے میں اللہ کی مدد چاہتے رہنے کے احسن اعمال اس وقت اسے جن انعامات سے مالا مال کریں گے' وہ بیان کرنے سے زبانِ قلم عاجز ہے۔

☆

Marfat.com

جنتی اور دوزخی لوگ

جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لئے بھلائی ہے (مزید برآں) اور بھی- اور ان کے چہروں پر نہ تو سیاہی چھائے گی اور نہ رسوائی- یہی جنتی ہیں کہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے-اور جنہوں نے بُرے کام کیے تو بُرائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا اور ان کے چہروں پر ذلت چھا جائے گی اور کوئی ان کو خدا سے بچانے والا نہ ہوگا- ان کے چہروں کی سیاہی کا یہ عالم ہوگا کہ (ان پر) گویا اندھیری رات کے ٹکڑے اُڑھا دیئے گئے ہیں- یہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس (دوزخ) میں رہیں گے-

(سورہ یونس آیات 27-26)

☆ نیکی کرنا اور اس پر قائم رہنا مشکل ضرور ہے مگر اس کا صلہ بہت خوب ہے جبکہ گناہ اور بُرائی کا راستہ بظاہر آسان مگر اس کا انجام بہت دردناک ہے۔ دنیا میں چند روزہ تکلیف اور دکھ اٹھانے والے آخرت میں جنت کا انعام پائیں گے۔ ان کے چہروں کو عزت سے نوازا جائے گا اور ان کے چہرے خوشی اور صلے کے نور سے چمک رہے ہوں گے جبکہ گناہگاروں کے چہرے ذلت کی سیاہی سے رات کے اندھیرے جیسے سیاہ ہوں گے۔ جنتی ہمیشہ جنت میں اور دوزخی ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ جنتی سکون و اطمینان میں ہوں گے اور دوزخی عذابِ دائم میں گرفتار ہوں گے۔ اس ساری صورتحال کا بنظرِ طائر جائزہ لیں تو ایک عجیب بات سامنے آتی ہے اور وہ یہ کہ صبر کے ساتھ نیکی پر قائم رہنے والوں نے اگر دنیائے فانی میں چند روزہ مشکلات اور دکھوں کا سامنا کیا ہوگا تو ان کے حال سے ان کے رشتہ دار، احباب، محلے دار ہی واقف ہوں گے۔ ان کی تکلیفوں کی ایسی تشہیر نہیں ہوئی ہو گی کہ ان کو اپنی زندگی میں رسوائی کا احساس بے چین رکھے۔ اس کے مقابلے میں برائی کے رستے پر گامزن رہ کر دنیاوی عیش و آرام کے مزے لینے والوں کی رسوائی کا تماشا آخرت میں وہ سب انسان دیکھیں گے جو میدانِ حشر میں موجود ہوں گے۔ رسوائی اور شرمندگی کا احساس تو ایک دو افراد کے سامنے ہی مار ڈالتا ہے چہ جائیکہ انسان کو کروڑوں کے سامنے اپنے اعمال کے حوالے سے ذلت کا سامنا کرنا پڑے۔

Marfat.com

دعا' بے شک اللہ قبول کرتا ہے

اور (اے پیغمبرؐ) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں - جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ تو ان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں۔ (سورہ البقرہ آیت 186)

☆ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے یہ یقین انسان کے دل میں راسخ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو سننے اور قبول کرنے والا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ وہ ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے' اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ اس کے احکام کی بجا آوری اور اس کی وحدانیت پر ایمان اس دعا میں تاثیر کو دوآتشہ کر دیتا ہے۔ اب یہاں دعا کی قبولیت کے بارے میں چند مراحل کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے جو انسان کو کئی قسم کے وہموں سے نجات دلانے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

ہم جب اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں تو فوراً ہی اس کی قبولیت اور ثمرات کے ظاہر ہونے کی امید پر کرتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ ہم دعا قبول ہونے کی شرائط بھی پوری کرتے ہیں یا نہیں؟ دعا کی قبولیت کے لئے سب سے پہلی شرط تو رزقِ حلال کی ہے جس سے آج ہم مسلسل دور ہوتے جا رہے ہیں۔ جسم پر حلال اور پاکیزہ لباس نہیں مگر دعا میں تاثیر ہمارا پہلا تقاضا ہے۔ مطلب یہ کہ جسم کے اندر حلال رزق نہیں اوپر حلال لباس نہیں' پھر بھی دعا کی قبولیت پر اصرار ہے۔ اور اگر اس کی تاثیر میں دیر ہو رہی ہے تو اللہ سے گلے شکوے شروع۔ اسے ایک طرف رکھئے کہ ہماری سب قبیح حرکات

Marfat.com

نافرمانیوں کے باوجود ہمارا اللہ ہمیں رزق بھی دے رہا ہے اور مسلسل چھوٹ بھی کہ ہم کسی وقت ہی اس کی طرف لوٹ آئیں‘ ہم اس کے اس فرمان پر غور کیوں نہیں کرتے کہ ’’وہ دعائیں جن کے بارے میں انسان کو محسوس ہوتا ہے کہ اس کی وہ دعائیں قبول نہیں ہوئیں اور دنیا میں ان دعاؤں کا اسے صلہ نہیں ملا‘ ان دعاؤں کا صلہ ہم اسے آخرت میں دیں گے۔ اور آخرت میں وہ صلہ پا کر انسان سوچے اور کہے گا کہ کاش میری ایک بھی دعا دنیا میں قبول نہ ہوتی‘ سب کا صلہ مجھے یہیں ملتا۔‘‘ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ ’’انسان ہم سے جو (دعا) مانگتا ہے اور جو نہیں مانگتا‘ ہم اسے عطا کرتے ہیں‘ کبھی اس کا کچھ حصہ اور کبھی سارے کا سارا۔ اور کبھی ہم اسے (دنیا میں اس کی دعا کے بدلے) کچھ بھی نہیں دیتے۔ اور ہمارا یہ ’’نہ دینا‘‘ بھی انسان کے لئے ہماری طرف سے عین راحت ہے۔‘‘

نادان اور ناسمجھ بچہ اگر ماں سے دہکتا ہوا انگارا مانگ لے تو کیا ماں اس کے ہاتھ میں چمکتا ہوا انگارا تھما دے گی؟ نہیں ناں۔ تو پھر وہ خالق و مالک جو ہمیں جنم دینے والی ماں سے ستر گنا زیادہ ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے‘ ہماری مانگی ہوئی دعا میں پوشیدہ مضمرات سمیت اسے کس طرح قبولیت کے ثمرات سے نواز دے گا؟ وہ بہتر جانتا ہے کہ ہمیں کس وقت‘ کیا اور کس طرح درکار ہے۔ اور غور کر کے دیکھئے۔ کیا ہمیں ٹھیک وقت پر ہمیشہ اس کی طرف سے نوازا نہیں جاتا؟ سب کچھ دنیا میں اور اپنی مرضی کے مطابق اللہ سے مانگ کر اور بنا مانگے پا لینے کے خواہشمند ہم انسان ہر ہر قدم پر اللہ کی نوازشات اور عنایات کے احسانمند ہیں مگر کبھی اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ پھر بھی وہ ہمیں دیے جا رہا ہے۔ ہماری دعائیں کسی نہ کسی رنگ میں قبول کیے جا رہا ہے۔ جو دعائیں ہمیں رنگ لاتی محسوس نہیں ہوتیں‘ ان کا بہترین صلہ آخرت میں دینے کا سچا وعدہ اس کے علاوہ ہے۔ اور حکم صرف اتنا ہے کہ اس کے فرمودات کو مانیں۔ سیدھے راستے پر چلیں۔ اور یہ بھی ہمارے ہی حق میں بہتر ہے۔ ورنہ اسے کسی کی نیکیوں اور گناہوں سے کیا غرض؟ جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ مگر اس کی رحمت ایسی گداز ہے کہ وہ ہمیں اپنے عذاب سے بچ جانے کے لئے راستے سجھاتا‘ راہیں دکھاتا رہتا ہے۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم آخرت میں دائمی زندگی کے لئے اچھا ٹھکانہ چاہتے ہیں یا بُرا۔

Marfat.com

ایک مکمل دعا

اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہوگئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ اے پروردگار۔ ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھنا اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے۔ اور ہم کو کافروں پر غالب کر۔

(سورہ البقرہ آیت 286)

☆اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی دعا سکھا دی ہے جس کے مکمل ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ جس میں ہم اس قادرِ مطلق سے اپنی تمام کمزوریوں اور کوتاہیوں کے حوالے سے آسانیاں اور اس کی مہربانیاں طلب کر رہے ہیں۔ اس کی بخشش و مغفرت سے فیضیاب ہونے کے آرزومند ہیں۔ کیسا مہربان ہے ہمارا خدا کہ ہمیں خود ہی وہ سب کچھ مانگ لینے کے سلیقے سے آگاہ کر رہا ہے جو وہ ہمیں ہر وقت عطا کرنا چاہتا ہے۔ آخر میں کافروں پر غالب آنے کے لئے اس کی مدد و استعانت کی درخواست اس کے علاوہ ہے۔ جب انسان یہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ پر میری طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈال تو درحقیقت وہ اللہ کے اس فرمان کی تائید و تصدیق کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم انسان پر اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔ اس سب کے باوجود اگر ہم اللہ کے راستے کی طرف مائل نہیں ہوتے تو یہ ہماری کم نصیبی کے ساتھ ساتھ اس کوتاہی اور غفلت کا بھی نتیجہ ہے جس کا شکار ہو کر ہم لوگ حیاتِ فانی کے چند روزہ آرام کو ہر دینی و روحانی تقاضے پر ترجیح دینے کا جرم کرتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ جرم کی سزا یہاں ملے نہ ملے آخرت میں بہرحال مل کر رہے گی۔

سیدھے راستے کی دعا

(اے خدا) ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے' جن پر تو اپنا

Marfat.com

(انعام) فضل و کرم کرتا رہا۔ نہ کہ ان کے (راستے پر) جن پر تو مغضوب ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے (راستے پر)۔ (سورہ الفاتحہ آیات 7-5)

☆ سورہ فاتحہ پوری کی پوری ایک جامع دعا ہے۔ مغز القرآنِ حکیم فرقانِ حمید ہے۔ احکاماتِ قرآن کا نچوڑ ہے۔ دنیا و آخرت کی بھلائیاں اس سات آیات پر مشتمل سورہ میں اللہ سے مانگ لی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ ایک نعمتِ غیر مترقبہ کی شکل میں ہمیں عنایت فرما دی ہے۔

اس سورہ میں سیدھے راستے کی تشریح ایک ہی فقرے میں کر دی گئی ہے۔ یہ راستہ ہے ان لوگوں کا جن پر اللہ نے اپنا انعام و اکرام کیا۔ جن پر اس نے فضل و کرم کیا۔ اور وہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو اس کے احکامات پر خلوصِ نیت سے عمل پیرا رہے۔ اس کی بخشی ہوئی ہدایت کو سینے سے لگائے خارزارِ حیات میں آبلہ پا منزلِ رضائے الٰہی کی طرف گامزن رہے۔ اس امید اور یقین کے ساتھ کہ ان کا اللہ ان کو آخرت میں خیرِ کثیر سے نوازے گا۔ یہی وہ انعام، وہ فضل و کرم ہے جس کا ذکر اس سورہ میں کیا گیا۔ پھر ان لوگوں کے راستے پر چلنے سے پناہ مانگی گئی، امان طلب کی گئی جن پر اللہ کا غضب ہوا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو گمراہ ہوئے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر دھیان نہیں دیا۔ اس کے فرمودات کا مذاق اڑایا۔ جنہیں یومِ آخرت پر یقین نہیں ہے۔ جنہیں انتخاب کے وقت ہدایت کے راستے کے بجائے گمراہی کا راستہ زیادہ خوش کن محسوس ہوا۔ اللہ کا غضب اور ناراضگی ایسے ہی لوگوں کے لئے خاص ہے۔ سورہ فاتحہ کی ان آیات میں انسان اپنے لئے جو کچھ طلب کر رہا ہے وہ مختصر الفاظ میں ہونے کے باوجود ایسی جامع دعا کی صورت میں ہمارے سامنے ہے جس کی کوئی مثال میسر نہیں ہے۔ اس سورہ کو نماز میں بنیادی اہمیت حاصل ہے اور ہم پانچ وقت نماز میں روزانہ اسے بار بار اللہ کے حضور عرض کرتے ہیں۔ کیا جانے کس وقت ہماری یہ عرض اللہ کے حضور مقبول ہو جائے اور ہماری دنیا و آخرت سنور جائے!

☆☆☆

Marfat.com

دنیا پرستی اور عقیدہ آخرت

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو (خدا سے) التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو (جو دینا ہے) دنیا ہی میں عنایت کر' ایسے لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ دعا کرتے ہیں کہ پروردگار ہم کو دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت بخش اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے ان کے کاموں کا حصہ (یعنی نیک اجر تیار) ہے اور خدا جلد حساب لینے والا (اور جلد اجر دینے والا) ہے۔

(سورہ البقرہ آیات 200-202)

☆ اپنے اعمال کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے ان کا اجر طلب کرنا انسان کا حق ہے نہ وہ اس کے قابل ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جن فرائض کی ادائیگی کے لئے دنیا میں بھیجا ہے وہ انہیں ادا کرنے کے بجائے اپنے ہی لہو ولعب میں گم ہو چکا ہے۔ اب یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ اس کی نادانیوں اور گناہوں پر گرفت کرنے کے بجائے اسے اس کی دعاؤں پر نیکی کا اجر دیتا اور پھر آخرت میں مزید صلہ عطا فرمانے کا وعدہ کرتا ہے۔ محض دنیا میں اپنے اعمال کا صلہ مانگنے والے تو اپنی طلب پر یہیں فارغ ہو جائیں گے اور ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا تاہم دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی صلہ چاہنے والے وہ باشعور لوگ جو عذابِ جہنم سے اس کی امان کے طلب گار ہیں' وہی اصل میں خیر یافتہ اور ہدایت پائے ہوئے ہیں۔ اگر خدا خیر عطا کرنے میں دیر نہیں لگاتا تو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ وہ حساب لینے میں بھی جلدی کرنے پر قادر ہے۔ اس لئے ہمیں اس کی عنایات کے ساتھ ساتھ اس کی گرفت کا بھی خیال رکھنا چاہئے جو

Marfat.com

کسی بھی وقت ہمیں ہمارے گناہوں کے بدلے عذاب میں مبتلا کر سکتی ہے۔

عاجزی، خوف اور ذکرِ الٰہی

اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز میں صبح وشام یاد کرتے رہو اور (دیکھنا) غافل نہ ہونا۔

(سورہ الاعراف آیت 205)

☆ یہاں ہمیں اللہ کو یاد کرنے، اسے پکارنے اور اس کے ذکر کا سلیقہ بتایا جا رہا ہے۔ عاجزی وہ صفت ہے جو اللہ نے صرف انسان کو عطا فرمائی اور اسے سب سے پسندیدہ افعالِ انسانی میں شمار کیا۔ عاجزی سے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد کو کوئی نسبت نہیں ہے۔ وہ تو متکبر ہے اور تکبر اس نے انسان کے لئے ناپسند کیا جو عاجزی کی ضد ہے۔ یعنی ایک ایسی صفت جو صرف اللہ تعالیٰ کو اپنے لئے پسند ہے اس کے مقابلے میں اس نے انسان کو ایک ایسی خوبی سے متصف فرما دیا جو اس نے اپنی ذات کے لئے نہیں رکھی۔ یہ وہ سمجھنے کی بات ہے جس سے ہم کوسوں دور ہیں۔ تکبر کر کے ہم اللہ سے دُور بلکہ اس کے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں جبکہ عاجزی کے ساتھ اس کے حضور جھک جانے پر ہم اس کا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔ اس نکتے کو سمجھ لیا جائے تو انسان اللہ کے قرب سے نواز دیا جاتا ہے۔

عاجزی کے ساتھ ساتھ اللہ کا فرمان یہ ہے کہ اسے یاد کرو تو دل میں اس کا خوف بھی ہونا چاہئے۔ خوف کس بات کا؟ یہ ایک دوسرا دوررس نکتہ ہے جس سے آگاہ ہونا بدرجہ اتم ضروری ہے کیونکہ ایک طرف تو ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی جنم دینے والی ماں سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہے اور دوسری طرف اسے یاد کرتے وقت عاجزی کے ساتھ خوف کا بھی حکم دیا جا رہا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جو فطرت کے قریب ترین ہے اور جسے سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی مثال سے اس نے میرے شعور کو نوازا ہے کہ میں اس کی عنایات کے قربان ہو جاؤں تو بھی کم ہے۔ دیکھئے۔ ماں کے بارے میں اگر اللہ کا یہ فرمان ہے کہ ہر انسان کے لئے اس کی ماں کے پاؤں تلے جنت ہے تو باپ کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ ہر انسان کے

Marfat.com

اس کے باپ کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی کے مترادف ہے۔ اب اس تناظر میں اس فرمان پر غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے وقت عاجزی کے ساتھ ساتھ خوف کیوں ضروری ہے؟ تو بات بالکل واضح ہو جائے گی۔ باپ کی ناراضگی اس کی نافرمانی میں مضمر ہے اور اللہ کو یاد کرتے وقت اگر ہمارے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم سے کوئی ایسی نافرمانی سرزد ہو گئی ہو جس پر وہ ہمارا مواخذہ کر لے؟ تو اس خیال کے ساتھ ہی ہماری نافرمانی' گناہ یا غلطی پر اس کی طرف سے ہونے والی گرفت کا خوف ہمارا رنگ اڑا دے' ہماری سانس روک دے' ہمارے جسم و جان پر لرزہ طاری کر دے تو خوف کا سبب اور مفہوم سمجھ میں آ جاتا ہے اور یہ تو طے ہے کہ ہم انسان خطا کے پتلے ہیں اور ہماری خطائیں اس بات کی متقاضی ہیں کہ اللہ کو یاد کرتے وقت اپنی خطاؤں کا احساس ہمیں خوفِ خدا میں مبتلا رکھے تاکہ وہ ہماری عاجزی کو قبول کر کے ہمیں اپنے بیکراں دامنِ عفو و درگذر میں سمیٹ لے۔

اس کے بعد اسے یاد کرنے کے ایک لازمی جزو کا ذکر ہے کہ اسے پست آواز میں یاد کرو۔ اس ادب کو سمجھنے کے لئے اگر ہم اپنی روزمرہ زندگی پر غور کریں تو بآسانی دیکھ سکتے ہیں کہ اگر ہم اپنے کسی مربی و محسن سے کسی بات پر توجہ' عنایت اور دھیان چاہتے ہوں تو کوشش کرتے ہیں کہ ہم اس کے کان میں' چپکے چپکے' آہستہ آہستہ' کسی اور کے علم میں لائے بغیر بات کریں۔ بعض اوقات ہم اپنی اس طلب کے لئے ایسے شخص کو بھری محفل سے اٹھا کر تنہائی میں بھی لے جاتے ہیں اور اکیلے میں بات کرتے ہیں اور اس وقت بھی ہماری آواز اسی قدر بلند ہوتی ہے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا نہ سن سکے۔ رازداری اور توجہ کا یہ عالم کیا اس وقت انتہائی خاص کیفیت کا حامل نہیں ہونا چاہیے جب ہم اپنے سب سے بڑے محسن' اپنے خالق اور اپنی جان و مال' دنیا و آخرت کے مالک کے حضور گڑگڑا رہے ہوں۔ ہاں' کبھی کبھی انسان پر ایسا وقت بھی آتا ہے جب وہ چیخ چیخ کر اپنے اللہ کو پکارتا اور اس سے مدد کا طالب ہوتا ہے مگر ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا۔ اس کے لئے بڑے خاص مواقع پیش آتے ہیں۔ عام طور پر اسے یاد کرنے کے لئے جو سلیقہ درکار ہے وہ یہی ہے کہ اسے دھیمی آواز میں اور حالتِ سجدہ میں پکارا جائے۔ اس سے اپنی حاجتیں بیان کی جائیں تو آواز میں رقت اور دل میں موم کا سا گداز ہو اور

Marfat.com

اسے یاد کرنے کے لئے صبح وشام اہتمام کیا جائے۔ یہ نہیں کہ جب مشکل پیش آئی تب اسے یاد کر لیا اور اس کے بعد بھول گئے۔ صبح وشام اسے یاد کرنے کا مطلب نماز سے ہے جو اسے پکارنے' اس کا شکر ادا کرنے اور اس کی عبادت کرنے کا بہترین انداز ہے اور اس آیت میں اسی سے غافل نہ رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ جس بات سے غافل نہ ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنِ حکیم میں بار بار تاکید کرتا ہے' دکھ اور تاسف کی بات یہ ہے کہ ہم اسی فعلِ احسن سے بے اعتنائی برتنے مین ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں دن رات کوشاں ہیں۔ کاش یہ سچی اور پُرخلوص کوشش نماز کا فرض ادا کرنے میں اختیار کی جائے تو ہماری دنیاوی و اخروی زندگی میں کامیابی کسی شک وشبہ سے بالاتر ہو جائے۔

مومنوں کے لئے اللہ کا تحفہ

اے اہلِ ایمان! خدا کا بہت ذکر کیا کرو۔ اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔ وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور خدا مومنوں پر مہربان ہے۔ جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (خدا کی طرف سے) سلام ہو گا اور اس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

(سورہ الاحزاب آیات 44-41)

☆ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنا ایسا احسن اور بابرکت عمل ہے جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین اعمال میں شمار ہوتا ہے۔ ذکر اللہ کا صلہ اللہ نے اپنے ذاکرین کے لئے جو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ قیامت کے دن ان پر اللہ کی طرف سے سلام کہا جائے گا۔ دنیا میں ایسے مومنوں کے لئے اللہ اور اس کے فرشتے ہمہ وقت رحمت کا پیغام بھیجتے رہتے ہیں۔ اللہ کے ذکر کا یہ دنیاوی و اخروی صلہ کیسا خوش کُن ہے جو اپنے ساتھ آخرت میں بہت بڑے ثواب کی نوید لئے ہوئے ہے۔

ذکر اللہ کے لئے ہمیں ایسی آسانیاں فراہم کی گئی ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو سوتے جاگتے اللہ کے اس پسندیدہ اور اس کی بارگاہ میں مقبول ترین عمل پر کاربند ہو سکتے ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے' کھاتے پیتے' چلتے پھرتے' خلوت وجلوت' سفر وحضر میں غرض ہر جگہ اور ہر

Marfat.com

مقام پر ہم اللہ کا ذکر کر سکتے ہیں اور اس کی تعداد و مقدار کا تعین کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہم اللہ کا ذکر یہ نیت کر کے بنا گنے کریں کہ وہ رحمان و رحیم ہمیں جب عطا کرتا ہے تو اس کی رحمت کا کوئی شمار ہی نہیں ہوتا تو پھر ہم اس کا نام گن گن کر کیوں لیں' تو یقین کامل ہے کہ یہ نیت بھی اس کے دربار میں عجب رنگِ قبولیت آثار کی حامل ثابت ہوگی۔ وہ اپنے بندے کی نیت ہی تو دیکھتا ہے۔ اسے نہ کسی کا مال نہ جان' نہ اولاد نہ جاہ وحشم' کچھ درکار ہے نہ ان کی احتیاج' کہ یہ سب تو وہ اپنے بندوں کو خود دے رہا ہے۔ یہ سب تو اسی کی دی ہوئی نعمتیں ہیں۔ پھر وہ ان کا بندے سے طالب کیسے اور کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں' اسے اپنے بندے سے اگر کوئی امید ہے تو سچے اقرارِ وحدانیت کی۔ ہر ہر حال میں حق گوئی کی۔ خلوصِ نیت کی۔ ادائیگی حقوق العباد کی۔ اور یہ سب اعمال بھی بندے ہی کی بہتری کے لئے ہیں' جن کی توفیق اور ان پر اصرار اس خالق و مالک کی طرف سے بندے کی بھلائی ہی کے لئے ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

ربٰو (سود) کے احکام

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپیٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ تو جس شخص کے پاس خدا کی نصیحت پہنچی اور وہ سود لینے سے باز آ گیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا۔ اور (قیامت میں) اس کا معاملہ خدا کے سپرد۔ اور جو پھر (دوبارہ) لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے۔

(سورہ البقرہ آیت 275)

☆ سود ایک ایسی لعنت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں اپنی آیات اور احادیثِ نبوی ﷺ میں زبانِ رسالتؐ سے بار بار وعیدیں فرمائی ہیں۔

قرآنِ حکیم میں اللہ کا صاف صاف حکم ہے کہ جس نے سود کھایا اس کی اللہ سے کھلی جنگ ہے۔ حجتہ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے جب اپنا آخری خطبہ ارشاد فرمایا تو اللہ کے حکم پر وہاں صاف صاف الفاظ میں سود کے لین دین کو قیامت تک حرام قرار دیا۔ اس کی عملی مثال کے لئے وہاں نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اپنے خاندان کا سود باطل قرار دیا تا کہ لوگوں پر تا ابد واضح ہو جائے کہ سودؔ حرام اور اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ترین فعل ہے۔ سود خور کے بارے میں ایک بار نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سود کھانے والا ایسا گناہ گار ہے جیسے کوئی اپنی ماں کے ساتھ حرام

Marfat.com

کاری کر لے۔ سود کھانے والوں کے بارے میں جن عذابوں کا ذکر آیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سودخوروں کے پیٹ قیامت کے دن اس قدر وزنی مٹکوں کی طرح پھولے ہوئے ہوں گے جن کا بوجھ سودخور سے اٹھائے نہ اٹھے گا۔ نیز یہ کہ ان پیٹوں کے اندر سانپ' بچھو اور دوسرے زہریلے حشرات بھرے ہوں گے جو اس مال کا بدل ہوں گے جو سودخور نے سود کے نام پر دنیا میں کھایا ہوگا۔

عذابوں اور وعیدوں کا ذکر ایک طرف رہنے دیجئے' صرف یہ سوچئے کہ جس عمل کی بدبختی کا یہ عالم ہے کہ اللہ اس کے عامل کو اپنا کھلا دشمن قرار دے کر اسے اپنا مدمقابل سمجھ رہا ہے اور اس کے سود کھانے کے عمل کو اپنی ذاتِ قہار کے ساتھ صریحاً جنگ کہہ رہا ہے' اس پر آج کس قدر دیدہ دلیری کے ساتھ عمل کیا جا رہا ہے۔ ہمارے ملک کا نظام سود پر چل رہا ہے۔ گلی گلی' محلے محلے میں سود کا کاروبار عروج پر ہے۔ لوگوں نے کرائے پر مکان دینا چھوڑ دیے ہیں۔ ایڈوانس کے اوپر یا مکان رہن رکھ کر جو رقم حاصل ہوتی ہے اسے سیدھا سیدھا سود پر چڑھا دیا جاتا ہے۔ سود سے حاصل ہونے والی رقم ناقابلِ یقین حد تک کرائے کے نام پر ملنے والی رقم سے زیادہ ہوتی ہے۔ ایک مثال عرض کر دوں تو بات آپ کی سمجھ میں آ جائے گی کہ لوگ بینکوں میں رقم رکھ کر سالانہ منافع لینے کے بجائے سود کی طرف اس قدر تیزی سے کیوں مائل ہو رہے ہیں۔ شہر میں کسی بھی جگہ پر ایک کمرے کا ماہانہ کرایہ ایک ہزار سے تین ہزار تک ہو سکتا ہے۔ اس کا ایڈوانس دس سے پچیس ہزار تک ہوگا۔ ہاں' کمرشل علاقوں میں یہ رقم دگنی بھی ہو سکتی ہے۔ مگر سود پر دی جانے والی رقم پر ماہانہ منافع کے نام پر جو روپیہ حاصل ہوتا ہے اس کا تناسب کسی بھی جگہ دس فیصد سے کم نہیں ہے۔ یعنی ایک لاکھ کی رقم پر ماہانہ دس ہزار روپیہ سود آسانی سے مل جاتا ہے۔ ایک لاکھ پر دس ہزار اور پچاس ہزار پر پانچ ہزار روپیہ۔ آج کوئی کاروبار اتنا منافع نہیں دے رہا۔ یہی وہ لالچ ہے جس نے لوگوں کو مکان کرائے پر دینے کے بجائے رہن یا گروی رکھ کر پچاس ہزار روپیہ فی کمرہ کے حساب سے وصول کر کے وہ رقم سود پر چڑھا دینے کی طرف اس شدت سے مائل کر دیا ہے کہ وہ آنکھیں بند کر کے اللہ سے کھلی جنگ کا اہتمام کرنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ یہی حال دوسرے کاروباروں کا ہے۔ لوگ زیادہ سے زیادہ ماہانہ منافع حاصل کرنے کے

Marfat.com

لئے اس قبیح اور حرام کام میں مسلسل ملوث ہو رہے ہیں۔ نہ ان کو اللہ کی نافرمانی کا خوف ہے نہ رسول ﷺ کی ناراضگی کا۔ ان کو صرف اور صرف مہینہ گزرنے پر سود کی رقم وصول ہونی چاہئے اور بس۔ مرنے کے بعد ان سے کیا سلوک ہوگا' اس سے وہ لاپرواہ ہو چکے ہیں۔ بے شمار لوگ گھر بیٹھے سود کا کاروبار کر رہے ہیں۔ روپیہ سود پر دے کر وہ ہر مہینے مخصوص تاریخوں پر وصولی کے لئے نکلتے ہیں۔ سود کا روپیہ اکٹھا کرتے ہیں۔ گھر واپس آتے ہیں اور سارا مہینہ اس روپے سے عیش کرتے ہیں۔ سود ادا کرنے والا جو اس لعنت میں گرفتار ہو جاتا ہے' وہ عمر بھر اس دلدل سے نکل نہیں پاتا۔ وہ سود ادا کرتے کرتے مر جاتا ہے مگر اصل قرض اپنی جگہ قائم رہتا ہے جس پر وہ ہر ماہ سود دے رہا ہے۔ پہلے صرف پٹھان لوگ اس کاروبار کے لئے مشہور تھے مگر اب اس کی کوئی تخصیص باقی نہیں رہی۔ اب تو جس کے پاس رقم ہے اور وہ اس غلاظت میں لتھڑنا چاہتا ہے وہ کوئی بھی ہو' اس کے لئے مجبور لوگوں کی مجبوریاں فرشِ راہ ہیں۔

سودخوروں کی شقی القلبی کے بے شمار واقعات ہمارے اردگرد عبرت کے نمونوں کے طور پر بکھرے پڑے ہیں۔ کہیں سودخور سود ادا نہ کرنے پر مقروض کی بیٹی بہن کو اٹھا لینے کے درپے نظر آتا ہے تو کہیں وہ اس کے مکان و جائداد پر قبضہ کرتا دکھائی دیتا ہے۔ کہیں وہ مقروض کو اس لئے جان سے مار دینے کے لئے مغلوب الغضب ہے کہ وہ اس کا سود وقت پر ادا نہیں کر رہا' تو کہیں وہ اس کی میت کو قبر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتا کہ پہلے اس کا سود اور اصل زر ادا کیا جائے۔ ایسے سنگدلوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جہنم کی وعید سنائی ہے مگر ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی مہر سے کسی بھی وقت راہِ ہدایت پر آ جاتے ہیں اور اپنے سودی کاروبار کے گزشتہ گناہ پر نادم ہو کر توبہ کے راستے پر چل پڑتے ہیں۔ ان کے لئے اللہ نے معافی کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اب یہ اس کی عنایت و بخشش پر منحصر ہے کہ وہ ایسے تائب ہونے والے کے ساتھ آخرت میں کیا سلوک کرتا ہے۔ اگر اس کی توبہ سچی ہے تو اس کی رحمت سے اغلب امید یہی ہے کہ ایسے تائب کو بخش دیا جائے گا اور اگر اس کی توبہ میں ریاکاری کا شائبہ بھی ہے تو اسے جہنم کے عذاب کے لئے تیار رہنا چاہئے جس میں اسے ہمیشہ ہمیشہ مبتلا رہنا ہوگا۔

Marfat.com

کیا ہم خود کو اس عذاب سے بچانے کے لئے کوئی کوشش کر رہے ہیں؟
ہمارے افعال میں سود خوری کی کوئی رمق تو شامل نہیں ہے؟
کہیں ہم اللہ سے کھلی جنگ کے مرتکب تو نہیں ہو رہے؟

یہ چند ایسے سوال ہیں جن کا جواب ہمیں پہلی فرصت میں خود سے لینا ہے تا کہ ہم اللہ کے دشمنوں کی فہرست میں شامل ہونے سے بچ سکیں کہ اللہ کے دشمنوں کے لئے بظاہر دنیا بڑی خوش کن اور آسانیوں سے لبالب ہے مگر ان کی آخرت۔ الامان الحفیظ۔ کوئی ان کی آخرت کی ہولناکی کا تصور بھی کر لے تو اس کا دم نکل جائے۔

☆☆☆

Marfat.com

رزق (معاش)

اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق خدا کے ذمے ہے۔ وہ جہاں رہتا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اسے بھی۔ یہ سب کچھ کتابِ روشن میں (لکھا ہوا) ہے۔ (سورہ ھود آیت 6)

☆ خالقِ کائنات نے جو جاندار بھی پیدا کیا' اس کا رزق پہلے مقرر کر دیا۔ اب یہ رزق اسے کب' کہاں اور کس کس طرح سے ملنا ہے؟ یہ بھی لوحِ محفوظ میں مرقوم ہے' اس لئے انسان کو اپنے رزق کے معاملے میں کبھی اللہ کے سوا کسی اور کی طرف نہیں دیکھنا چاہئے کہ جو اس کا مقدر ہے' اس سے کوئی نہیں چھین سکتا' وہ اسے مل کر رہے گا۔ پتھر کے اندر ایک کیڑے کو زندگی دینے والے رب کائنات نے اس منہ بند پتھر کے اندر اس کیڑے کا رزق اسے کس طرح اور کب کب پہنچایا؟ اس بات پر غور کرنے سے اللہ کی قدرتِ کاملہ پر ایسا یقین اور بھروسہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان اگر عقل و خرد کی مادی بحث میں الجھ کر الحاد کا رُخ نہ کرے تو پکا مومن بن جاتا ہے۔ اپنے خالق و مالک اور اس کی قدرتِ کاملہ پر اندھا اعتقاد ہی ہمارے دین کی وہ بنیادی سچائی ہے جس پر ایمان لا کر ہم گمراہی سے بچ سکتے ہیں۔

رزق کی فراخی اور تنگی

خدا جس کا چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کا چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ اور کافر لوگ دنیا کی زندگی پر خوش ہو رہے ہیں۔ اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے

Marfat.com

میں (بہت) تھوڑی فائدہ مند ہے۔ (سورہ الرعد آیت 26)

☆ کب' کس کا رزق وسیع کرنا ہے اور کب کس کو تنگی رزق کے حوالے کرنا ہے' یہ اللہ تعالیٰ کی منشاء پر ہے۔ ہم اس کے حضور اپنے رزق کی تنگی کو وسعت و فراخی میں بدل دینے کے لئے گڑگڑا تو سکتے ہیں' اس کے آگے دعا تو کر سکتے ہیں مگر اس کے لئے اسے مجبور نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ وہ بہتر سمجھتا ہے کہ کس کے لئے کتنی فراخی اور کیسی تنگی ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جسے اس نے فراخی عطا فرمائی ہے وہ اس کے راستے میں دل کھول کر خرچ کر رہا ہو اور جسے اس نے رزق کی تنگی ترشی کا شکار کر دیا ہے وہ دولت حاصل ہوتے ہی لہو و لعب میں مشغول ہو جاتا۔ اب اس بات کو تو وہی بہتر سمجھتا ہے ناں کہ اسے کس کو کیسی صورتحال میں کس طرح گناہ یا گمراہی سے بچانا ہے یا اسے تنگی رزق میں ڈال کر آزمانا ہے کہ وہ بدحالی میں بھی اسے یاد رکھتا ہے یا نہیں؟ ہاں' یہ سب ان کافروں کے لئے نہیں ہے جو دنیاوی زندگی کے عیش و آرام پر پھولے نہیں سماتے اور مسلمانوں کی خراب معاشی حالت پر بغلیں بجاتے ہیں' کیونکہ ان کافروں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی طلب اور خواہش پر جو کچھ دیا وہ دنیا ہی میں دے دیا ہے۔ ان کا آخرت کی حیاتِ دائمی میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ وہاں کی آرام دہ' پُر آسائش اور انعام و اکرام سے لبالب زندگی صرف اور صرف مومنوں اور ان مسلمانوں کا حصہ ہے جنہوں نے دنیا میں عسرت و تکلیف میں دن گزارے ہوں گے اور اس پر صبر کیا ہو گا' اس امید پر کہ اللہ ان کو ان ساری تکلیفوں کا صلہ آخرت میں اچھی زندگی کی صورت میں دے گا۔ وہاں ان کافروں کو معلوم ہو گا کہ دنیاوی زندگی کے آسائش و آرام' اخروی حیاتِ باقی کے مقابلے میں پرِ کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ تب وہ اپنی طلب اور دنیاوی زندگی پر افسوس کریں گے مگر اس وقت یہ پچھتاوا بعد از مرگ واویلا سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہو گا۔

☆☆☆

Marfat.com

رشتہ داروں' مسافروں اور محتاجوں کے حقوق اور

فضول خرچی و اعتدال

اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (یعنی) ناشکرا ہے۔ اگر تم اپنے پروردگار کی رحمت (یعنی فراخ دستی) کے انتظار میں جس کی تمہیں امید ہو' ان (مستحقین) کی طرف توجہ نہ کر سکو تو ان سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو۔ اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کر لو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ بالکل ہی کھول دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو) کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔

(سورہ بنی اسرائیل آیات 29-26)

☆ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہمیں جو مال و دولت عطا فرمایا ہے اس میں ہمارے رشتہ داروں کے علاوہ مسافروں اور محتاجوں کا بھی بہت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ ہمیں مال و منال کی صورت میں دیتا ہے اس کا استعمال یہ نہیں کہ ہم اس پر سانپ بن کر بیٹھ جائیں بلکہ اس کے دیے ہوئے پر سب سے پہلے ہمارے ان رشتہ داروں کا حق ہے جو نادار ہیں' غریب ہیں اور ہماری مدد کے مستحق ہیں۔ ہماری زکوٰۃ' صدقات اور خیرات پر سب سے پہلا حق انہی عزیز و اقربا کا ہے۔ اس کے بعد مسافروں کا حق ہے کہ ہم ان کے لئے مسافر خانوں' پانی کی سبیلوں' سرائے اور آرام گاہوں کی شکل میں آسانیاں بہم

Marfat.com

پہنچائیں۔ محتاجوں کی مدد کرنا ہم پر اسی طرح فرض ہے جیسے ہم اپنے لئے اللہ سے نرمی کے طالب ہیں۔ محتاج کی مدد پر اللہ خوش ہوتا ہے اور ہمیں اسی آسانی اور مہربانی سے نوازتا ہے جس انداز میں ہم کسی محتاج کی پریشانی دور کرتے ہیں۔ رشتہ دار ہو مسافر ہو یا محتاج' کسی نادار کی بچی کا احسن طور پر نکاح کر کے ہم اس مستحق کا جو بوجھ ہلکا کرتے ہیں' اللہ ہماری اس نیکی کا صلہ دنیا ہی میں ایسا خوب عطا کرتا ہے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اللہ کے دیے ہوئے مال سے کی جانے والی بیشمار نیکیاں ہیں جو ہم اس کی خوشنودی کے لئے کر سکتے ہیں اور ہمیں اس کی توفیق کے لئے اس کے حضور دعا گو رہنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں فضول خرچی سے بچنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ فضول خرچ شیطان کا بھائی بند ہے۔ یہ فضول خرچی ہمارے ذاتی مصارف میں ہوتی ہے نہ کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تو اللہ کو قرض دینا ہے جس کا صلہ وہ دنیا و آخرت میں بہترین طریقے سے دیتا ہے۔ اپنے لئے ہم جو راہ اختیار کر سکتے ہیں اسے اعتدال کا نام دیا گیا ہے جو فضول خرچی سے بچنے اور آسانی حاصل کرنے کا بڑا احسن ذریعہ ہے۔

اس ساری صورتحال میں ایک اور چیز کا تذکرہ بڑے خوبصورت انداز میں کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ اگر کبھی کوئی سائل آ جائے اور ہم اس کی ضرورت پوری نہ کر سکتے ہوں یعنی ہمارے پاس اپنے رشتہ دار' مسافر یا محتاج کی مدد کرنے کے لئے وسائل میسر نہ ہوں تو اس پر اسے جھڑکنے یا بد اخلاقی سے انکار نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسے اس امید پر نرمی سے جواب دینا چاہئے کہ اللہ جونہی فراخی سے نوازے گا' کہیں سے مال عطا کرے گا' ہم سائل کی ضرورت پوری کر دیں گے۔

آیت کے آخر میں ایک ایسی نصیحت فرمائی گئی ہے جس پر غور کرنے سے زندگی گزارنے کا ایک ایسا سنہری اصول ہاتھ آتا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہم دم آخر تک محتاجی' تنگی اور عسرت کا شکار نہیں ہو پاتے۔ یہ اصول' یہ نصیحت یہ ہے کہ جب خرچ کریں تو اعتدال سے کریں۔ نہ تو کنجوسی کا ایسا مظاہرہ کریں کہ مانگنے والا ہمارے سامنے ایڑیاں رگڑتا رہے اور ہم اس کی طرف توجہ دینا حرام سمجھ لیں اور نہ ہی ایسی سخاوت کا مظاہرہ کریں کہ سائل کے مانگنے پر اسے تن کے کپڑے بھی اتار کر دے

Marfat.com

دیں۔ پہلی صورتحال میں ہم بخیلی کے مرتکب ہوں گے جو اللہ کو سخت ناپسند ہے اور وہ اس پر گرفت کر سکتا ہے اور دوسری صورتحال کا انجام وہ مفلسی' غربت اور محتاجی ہے جس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں کج بحثی کا ایک نکتہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اللہ کی راہ میں سب کچھ دے دینے میں کیا حرج ہے؟ یہ تو سب سے بڑی نیکی ہے۔ کہنے والے کی بات ایک طرح سے درست ہے مگر اس آیت میں جو حکم دیا جا رہا ہے وہ ہم عام انسانوں کے لئے ہے جن کو اپنے اہل و عیال کی ذمہ داریاں پہلے پوری کرنے کی تاکید کی جاتی ہے' بعد میں محتاجوں اور مستحقین کی باری آتی ہے۔ اگر ہم ان لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے بجائے' جن کی کفالت ہمارے ذمے ہے' باہر بتاشے بانٹتے پھریں' تو اس پر ہمیں اللہ کے آگے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اس جوابدہی سے بچنے کے لئے ہی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس آیت کے آخر میں اول خویش بعد درویش کا کلیہ سمجھایا ہے۔ اس لئے اس پر عمل کرنے کے بجائے اگر ہم اپنے طور پر ضرورت سے زیادہ اور اپنوں کا حق مار کر نیکیاں کرنے کا وطیرہ اپنالیں گے تو یہ احکامِ الٰہی سے بڑھ جانے والی بات ہو گی جسے اللہ ناپسند بھی کر سکتا ہے۔ ہاں اگر ہم پر سوائے اپنے اور کوئی ذمہ داری نہ ہو' یا ہمارے اہلِ خانہ بھی ایسے درویش صفت ہوں کہ اللہ کی راہ میں سب کچھ لٹا کر تنگی ترشی سے زندگی گزارنے کو سعادت سمجھتے ہوں اور کسی بھی حال میں شکوہ شکایت نہ کریں تو اور بات ہے۔ پھر نیکی کے کسی بھی اعلیٰ مقام کو چھوا جا سکتا ہے اور اس کا صلہ اللہ سے پانے کی نیت ہمیں اس ثواب سے مالا مال کر سکتی ہے جس کا وعدہ اس نے اپنے بندوں سے بار بار کیا ہے۔ لیکن اگر ایسی صورتحال ناپید ہے تو ہمیں اسی انداز میں اللہ کے احکام پر عمل پیرا رہنا چاہئے' جس طرح اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ یہی اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔

دُکھ کے بعد راحت

ہاں (ہاں) مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ (اور) بے شک مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ (سورہ الانشراح آیات 5-6)

☆ دھوپ کے بعد چھاؤں' رات کے بعد صبح' اندھیرے کے بعد اجالا۔ یہ

Marfat.com

فطرت کا ازلی و ابدی اصول ہے۔ اس سے انحراف ممکن نہیں۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ چھاؤں کا وقت شروع ہونے میں، صبح کا نور پھیلنے میں، اجالے کی آمد میں کچھ دیر ہو جائے اور اس کے محرکات کچھ بھی ہو سکتے ہیں، مگر یہ ممکن نہیں کہ دھوپ ہمیشہ کے لئے اپنا دامن پھیلا دے، رات ختم ہی نہ ہو اور اندھیرا جانے کا نام ہی نہ لے۔ ان آیاتِ مبارکہ میں انسانی زندگی میں در آنے والی ان مشکلات کا ذکر ہے جو اس کا خاصا ہیں اور جن کے بغیر زندگی کا مفہوم نامکمل رہتا ہے۔ ان مشکلات، ان دکھوں کا دورانیہ طویل تو ہوسکتا ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ ان کا خاتمہ نہ ہو اور ان کے بعد راحت، خوشی اور مسرت کا وقت نہ آئے۔ اس بات کی صراحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی جگہ اس بات کو دو بار دہرایا تاکہ انسان مشکلات سے گھبرا کر ایسا ناامید نہ ہو جائے کہ اسے راحت، اور مسرت سے کوئی علاقہ ہی نہ رہے اور وہ یہ سمجھ لے کہ اب مرتے دم تک اس کے لئے دکھ ہی دکھ لکھ دیئے گئے ہیں۔ نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ صبر اور شکر کے ساتھ مشکل وقت اس امید پر کاٹ لیا جائے جس کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے تو اچھا وقت آنے میں دیر نہیں لگتی۔ اور یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ اگر رات کے ساتھ دن، اندھیرے کے ساتھ اجالے کا تصور نہ ہوتا تو دکھ کے بعد خوشی، رنج کے بعد راحت کی قدر کیسے ہوتی؟ مشکل کے بعد حاصل ہونے والی آسانی ہی بیش قیمت محسوس ہوتی ہے۔ بغیر دِقت کے مل جانے والی نعمت کی قدر کہاں ہوتی ہے؟ اس مفہوم کو ہم دنیا میں برداشت کی جانے والی ان تکلیفوں کے حوالے سے سمجھنے کی کوشش کریں جن کا اجر مرنے کے بعد دینے کا وعدہ کیا گیا ہے تو آخرت میں اللہ کی طرف سے عطا ہونے والے انعامات کا احساسِ راحت دوچند ہو جاتا ہے۔ ان آیات کے بین السطور یہ مفہوم بہرحال پوشیدہ ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

روزِ جزا و سزا

جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی کو سامنے پالے گا اور ان کی برائی کو بھی (دیکھ لے گا) تو آرزو کرے گا کہ اے کاش کہ اس میں اور اس برائی میں دُور کی مسافت ہو جاتی اور خدا تم کو (اپنے غضب) سے ڈراتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔ (سورہ آل عمران آیت 30)

☆یومِ حساب وہ اَن دیکھی مگر اٹل حقیقت ہے جس کا ادراک ہر مسلمان مرد اور عورت کے ایمان کا حصہ ہے۔ دنیا میں اپنے عیش و آرام میں محو رہنے والے لوگ اُس دن جب اپنی نیکیوں اور برائیوں کو اپنے سامنے مجسم دیکھیں گے اور ان کو حساب کتاب کے مشکل ترین مراحل سے گزرنا پڑے گا تو وہ خواہش کریں گے کہ اے کاش! ہماری یہ برائیاں' یہ اعمالِ بد ہم سے لامتناہی مسافت پر دور چلے جائیں' لیکن تب وقت گزر چکا ہو گا اور ان کی ہر خواہش ان کا پچھتاوا بن کر رہ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ ابدی یعنی قرآنِ حکیم اور سنتِ نبوی ﷺ کے ذریعے ہمیں دنیاوی زندگی کے ہر ہر پل میں اس بات سے آگاہ کیا' ڈرایا کہ دنیا میں اچھے اعمال ہی آخرت میں ہماری نجات کا باعث ہوں گے اس لئے ہمیں بُرے اعمال سے بچ کر رہنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں خطا کا پتلا ہونے کا فائدہ دیتے ہوئے ہماری خطاؤں پر معافی کی رعایت بھی دی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نویدیں' یہ رعایتیں' اپنے غضب سے ڈرانے کی یہ وعیدیں اس کی وہ مہربانیاں ہیں جن کا شکر ہم ادا ہی نہیں کر سکتے۔ کون ایسا ممتحن ہو گا جو امتحان سے پہلے سارا پرچہ پوری تشریحات

Marfat.com

کے ساتھ ہمارے آگے کھول کر رکھ دے اور ساتھ ہی رعایتی نمبروں کی چھوٹ دے کر کہے کہ اب تمہیں پرچہ حل کرنے کی کھلی آزادی ہے۔ اس کے باوجود اگر ہم اللہ کی مہربانی سے منہ موڑ کر اپنے لئے نقل (یعنی اعمالِ بد) کا قبیح راستہ اپناتے ہیں تو اس پر سزا ملنا ہمارا نصیب نہیں' بلکہ ہم قرارِ واقعی ایسی ہی سزا کے مستحق ہیں کہ ہم نے اپنے خدا کی مہر و عنایت کا دامن چھوڑ کر اپنے لئے خود گمراہی کے راستے کا انتخاب کیا جو ہمیں اگر جہنم کے گڑھوں میں لے جائے تو یہ ہماری اپنی سعیِ بد کا انعام ہے۔ اس کے لئے ہم مقدر کو الزام نہیں دے سکتے۔

دنیا کی زندگی کیا ہے؟

ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا تو جو شخص آتشِ جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔ اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

(سورہ آل عمران آیت 185)

☆ موت ہر جاندار کے لئے مقدر کر دی گئی ہے' اس میں شک کرنا تو ایک ایسی خود فریبی ہے جس کا کوئی علاج ممکن نہیں۔ موت کے بعد قیامت کا قائم ہونا بھی برحق ہے اور اس دن ہر متنفس کو اس کے اچھے اور بُرے اعمال کا صلہ دیا جائے گا۔ اعمالِ خیر انسان کو جنت میں لے جائیں گے اور اسے وہ مراد حاصل ہو جائے گی جو اللہ کی رضا اور خوشنودی سے رابطہ استوار رکھتی ہے جبکہ جن لوگوں کو جہنم کے سپرد کیا جائے گا انہیں اُس وقت سمجھ آئے گی کہ دنیا کی زندگی تو محض دھوکا تھا جس میں وہ فقط چند روز تک عیش و آرام' لہو ولعب اور دولت و آسائش کے وہم کے ساتھ سانس لیتے رہے۔ اصل زندگی تو یہ ہے جو مرنے کے بعد' جزا و سزا کے فیصلے ہو جانے کے بعد شروع ہوئی اور جو ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس اصل حیاتِ دائمی کے لئے ہم کتنی اور کیا سعی کر رہے ہیں؟ اس کا فیصلہ ہمیں پہلی فرصت کا انتظار کئے بغیر کر لینا ہوگا کہ جب موت آ جائے تو مہلت نہیں ملا کرتی۔ مہلت' نزع سے پہلے پہلے ہے۔ اس کا ادراک ایک مسلمان کا وہ احساس ہے جو اسے پیدائش کے ساتھ ہی ودیعت کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

روزہ اللہ کے لئے ھے

مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں' جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بنو۔ (روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں۔ تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کرلے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن کسی عذر کے تحت رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں۔ اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔

(سورہ البقرہ آیات 184-183)

☆ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو خالص اللہ کے لئے ہے اور اس نوید کے ساتھ اتاری گئی کہ اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ اور جو اجر اللہ نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ اس کے ثواب کے بارے میں کوئی بھی اندازہ انسانی عقل و احساس سے بعید ہے۔

روزہ' امت محمدی ﷺ سے پہلی امتوں پر بھی فرض رہا اور ہر نبی کی امت پر اس کا اطلاق مختلف صورتوں میں ہوا۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انعام اس موقع پر عطا کیا جب نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔ اس نعمتِ غیر مترقبہ کا حصول ہمارے لئے ایسی خوشخبریاں لایا جن کے بارے میں سوچ کر ہی روح جھوم اٹھتی ہے۔ سال بھر کے تین سو پینسٹھ دنوں میں سے صرف انتیس یا تیس دن کے یہ روزے ہم پر اللہ کی بخشش و مغفرت اور عنایاتِ بیکراں کے دروازے وا کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

اس فرض عین کی ادائیگی میں بھی بیشمار سہولتیں دی گئیں۔ مثلاً یہ کہ اگر کوئی مسلمان سفر میں ہو یا بیمار ہو تو وہ سفر سے واپس اپنی منزل پر پہنچ کر یا صحت یاب ہونے کے بعد چھوٹ جانے والے روزوں کو پورا کر لے۔ اگر روزہ رکھنے کی جسمانی طاقت رکھنے کے باوجود کوئی ایسا عذر درپیش ہو جو اس فرض کی ادائیگی میں مانع ہو تو اپنی جگہ کسی اور کو سحری و افطاری کرا کے اس کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے تاہم اگر اس حال میں بھی شوق کے تحت روزہ خود ہی رکھے تو یہ اور بھی بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ شوق اور نیت کو دیکھتے ہوئے روزہ نبھا دینے کی طاقت بخش دینے پر قادر ہے اور اپنے راستے میں کوشش کرنے والے کو تو وہ ویسے ہی محبتوں اور عنایتوں سے نواز دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آیاتِ مذکورہ کے آخر میں یہی فرمایا گیا کہ روزہ رکھ لینا ہی تمہارے لئے بہتر ہے کہ بہر حال اللہ تعالیٰ تمہاری حالتوں اور نیتوں سے باخبر ہے۔ اسے علم ہے کہ تمہیں کس طرح تمہاری نیت کا صلہ دیتے ہوئے روزے کی ادائیگی کا شوق عطا فرماتا ہے اور کیسے اس کی بھوک پیاس کو تم پر آسان کر دیتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ تم اس کے لئے خلوصِ نیت سے سعی پر تیار ہو جاؤ۔ اور یہ سعی بھی اللہ کی توفیق ہی سے ممکن ہے اس لئے اس سے اس توفیق کے لئے گڑگڑاتے رہو۔ گڑگڑاتے رہو۔ گڑگڑاتے رہو کہ اسے عاجزی بیحد پسند ہے۔ عاجزی وہ وصف ہے جو اس نے صرف اور صرف اپنے بندوں کے لئے پسند کیا ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ تمہاری عاجزی سے منہ پھیر لے۔ سو جب تک تمہیں خلوصِ نیت کی سعی کی توفیق نہ مل جائے اس کا دامن تھام کر زاری اشکبار کرتے رہو۔ کرتے رہو کہ یہی اسے پسند ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

زکوۃ و صدقات

ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کرلو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دعا ان کے لئے موجب تسکین ہے اور خدا سننے والا جاننے والا ہے۔

(سورہ التوبہ آیت 103)

☆زکوٰۃ، حقوق العباد میں ایسے درجے کا حامل عمل ہے جس کے بارے میں باقاعدہ جہاد بھی کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے عہدِ خلافت میں جب تارکین زکوٰۃ نے مال کا یہ نصاب ادا کرنے سے انکار کیا تو جنابِ ابوبکرؓ نے اس کے لئے ان منحرفین سے باقاعدہ جنگ کی اور ان سے مالِ زکوٰۃ وصول کر کے رہے کہ یہ مال غرباء و مساکین کا حق ہے جو ان پر خرچ کرنا بدرجہ اتم لازم ہے۔

فرمایا گیا کہ زکوٰۃ اموال کا مَیل ہے جو اموال کو پاک کر دیتا ہے۔ اس پاک کر دینے کا مفہوم یہ ہے کہ مال میں اگر سہواً کسی قسم کی آلائش ہو گئی ہو تو زکوٰۃ اس کو ختم کر دیتی ہے۔ ہاں، حرام مال کو پاک کر لینے کی نیت سے زکوٰۃ ادا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کہ یہ صرف مالِ حلال کا حصہ ہے۔

نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مالِ زکوٰۃ، اہلیانِ نصاب سے لے کر (اسے مستحقین پر خرچ کریں اور) زکوٰۃ دینے والوں کے حق میں دعائے خیر فرمائیں تاکہ ان کو سکون حاصل ہو کہ ان کا یہ عملِ خیر اللہ کے حضور مقبول ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ کا دعا فرما دینا ان کے دلوں کو تسکین دیتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے

Marfat.com

اگر ان سے مستحقین کے لئے زکوٰۃ وصول کرلی تو یقیناً اللہ کے ہاں یہ عملِ خیر قبول ہو گیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ دعائیں سننے والا اور نیتوں کو جاننے والا ہے۔ اس سے کسی کے دل کا حال پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کسی نے کس نیت سے مال دیا ہے۔ اس کی راہ میں' اپنے مال کو اس کے حکم پر آلائشوں سے پاک کرنے کے لئے یا نمود و نمائش کے خیال سے۔ اور اجر تو نیتوں پر منحصر ہے۔ جیسی کوئی نیت رکھے گا ویسی مراد پالے گا۔

آج لوگوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے والے جب زکوٰۃ کے نام پر انہیں بلیک میل کرتے ہیں۔ ان کی عزتوں اور انا سے کھیلتے ہیں۔ اس نازک مد میں جمع شدہ روپیہ اللہ کے بندوں پر خرچ کرنے کے بجائے اپنی عیاشیوں کی نذر کرتے ہیں تب انہیں یہ کیوں خیال نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہر فعل اور ان کی ہر ہر بدنیتی سے باخبر ہے۔ شاید اس لئے کہ ہم نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا جانے والا روپیہ اپنے سیاسی فائدوں کے لئے نااہلوں کے ہاتھوں سونپ دیا ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ اس کا حساب کل کو ان نااہلوں سے پہلے ہمیں اپنے اللہ کو دینا ہے۔ اور جب وہ حساب لے گا تو کون ہمیں اس کے احتساب سے بچائے گا؟

☆☆☆

Marfat.com

جزا و جزا اور وعید و نوید

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان لوگوں کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔ (سورہ المائدہ آیت 10-9)

☆ اللہ تعالیٰ سے آخرت میں اجرِ عظیم یعنی جنت پانے کے لئے دو بڑی بڑی باتوں کی طرف قرآنِ حکیم میں بار بار توجہ دلائی گئی یعنی اللہ پر بلا شک و شبہ ایمان لانا اور دنیا میں رہ کر اعمالِ صالحہ کا جاری رکھنا۔ اس کے جواب میں جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد میں غیر اللہ کو شریک کیا' کفر کیا اور قرآنِ حکیم کو جھٹلایا' اس پر ایمان لانے کے بجائے اس کی مخالفت پر کمر باندھے رکھی' ان کے لئے جہنم کی وعید بار بار دی گئی۔ اس طرح کھول کھول کر اپنے احکام کو بیان کرنے سے مقصود صرف یہ ہے کہ انسان سیدھے راستے پر رہے' بھٹک نہ جائے یا بھٹکنے سے بچا رہے۔ ایک بات کو کئی بار کہا جائے تو بہرحال وہ دل پر اثر کر جاتی ہے تاہم جن دلوں پر ہدایت و رشد کی بارانِ کرم کا کوئی فیض جاری نہیں ہوتا' وہ ایسے گمراہوں سے نسبت رکھتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے قفل لگا دیے ہیں۔ ہمیں اللہ سے دعا کرنی چاہئے کہ ہم اس کی طرف سے نوید پانے والوں میں سے ہوں نہ کہ اہلِ وعید میں سے۔

☆☆☆

Marfat.com

سفارش و شفاعت کون کرے گا؟

اور اللہ کے ہاں (کسی کے لئے) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کے لئے جس کے بارے میں وہ اجازت بخشے۔ یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے اضطراب دور کر دیا جائے گا تو کہیں گے کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ (فرشتے) کہیں گے کہ حق (فرمایا ہے) اور وہ عالی رتبہ (اور) گرامی قدر ہے۔

(سورہ سبا آیت 23)

☆ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی کسی کے لئے سفارش نہ کرے گا نہ کر سکے گا' سوائے اس کے جسے اس کی اجازت دی جائے گی اور یہ ہمارے لئے تنی خوش نصیبی اور اعزاز کی بات ہے کہ یومِ نشور میں صرف اور صرف ہمارے آقا و مولا ﷺ کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے سے ہم کلامی کا اذن دے گا۔ پھر آپ ﷺ سے کہا جائے گا کہ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے سفارش و شفاعت کیجئے۔ تب ہمارے نبی کریم ہر دو جہاں ﷺ ہمارے لئے اللہ کے حضور زبانِ شفاعت کو جنبش دیں گے اور امتِ محمدی ﷺ کو اللہ تعالیٰ اپنی بخشش و مغفرت' مہر و عنایات سے نوازے گا۔

پھر یوں ہو گا کہ سزاؤں کو جزا میں بدل دیا جائے گا۔

غضب پر اللہ کی رحمت حاوی ہو جائے گی۔

خطاؤں پر عطا کا دامن دراز ہو جائے گا۔

نادموں اور گریہ زاروں کی اشک شوئی کی جائے گی۔

دنیا میں کی گئی ایسی نیکیوں کا اجر بخشش کی صورت میں ظاہر ہو گا جن کی طرف ہم نے کبھی دھیان ہی نہیں دیا کہ یہ بھی نیکی کا کام ہو سکتا ہے مگر وہ قادرِ مطلق سوئی کی

Marfat.com

نوک برابر بھی کسی اچھائی کو ہمارے لئے اپنی مہر و عنایت کا بہانہ بنا سکا تو کم نہیں کرے گا۔

مضطربانِ یوم الدین، نبی رحمت کی شفاعت پر یقین کامل کے اہلیان کو سکون و اطمینان سے مالا مال کیا جائے گا۔

اور یہ سب ہمارے آقا و ہادی ﷺ کی اس شفاعت و سفارش کی وجہ سے ممکن ہو گا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں شافع محشر ﷺ کہہ کر پکارا۔ شفیع المذنبین ﷺ کے یکتا مرتبے پر فائز کیا۔ کلیم اول ﷺ کے رتبے سے نوازا۔ ہم اپنے آپ پر جتنا بھی ناز کریں کم ہے کہ ہم محبوبِ ربِ کائنات ﷺ کی امت میں شامل ہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں ہمارے شفیع ہیں اور آخرت میں ہمیں آپ ﷺ کی سفارش و شفاعت کی نعمت سے نوازا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ الکریم بجاہِ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆

Marfat.com

شراب اور جوا

اے پیغمبرؐ۔ لوگ تم سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ ان میں نقصان بڑے ہیں اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے نقصانات فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ (سورہ البقرہ آیت 219)

☆ نبی کریم ﷺ سے جب مومنین میں سے کسی نے شراب اور جوئے کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت وحی فرمائی۔ اس آیت میں یہ وضاحت فرما دی گئی کہ شراب نوشی اور جوا بظاہر کچھ فوائد بھی رکھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے نقصانات ان کے فائدوں سے کہیں زیادہ اور ناقابلِ برداشت ہیں۔

سوچنے کی بات ہے کہ شراب کا (بظاہر) کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی بھی برے عمل کے لئے اس کے کرنے والے عجیب عجیب جواز، فوائد اور حیلے گھڑ لیتے ہیں۔ مثلاً شرابی یہ کہیں گے کہ شراب پینے سے ہم عارضی طور پر ہی سہی، غم اور دکھ کے احساس سے عاری ہو جاتے ہیں اور ہمارا وقت کسی حد تک بے فکری میں گزر جاتا ہے۔ یہ خودفریبی کا وہ راستہ ہے جس پر وہ اس کے بے منزل ہونے کے احساس کے باوجود جھوٹے سہارے کی آڑ لے کر چلتے رہتے ہیں۔ بالآخر دماغ کے مفلوج ہونے، معدے کی ناقابلِ علاج بیماریوں اور ہوش و حواس سے محرومی کا شکار ہو کر ایسے لوگ ذلت و رسوائی کے گڑھے میں جا گرتے ہیں۔ گھر بار کا سکھ اور کاروبار ان کے لئے خواب ہو کر رہ جاتا ہے۔ شرابی اپنے نشے کے عالم میں جھوٹ، جھوٹی قسموں اور شور شرابے کا عادی ہو جاتا ہے۔ شراب کے لئے وہ پہلے گھر کی چیزیں بیچتا ہے، پھر گھر والی اور گھر کو بھی داؤ پر لگا دیتا ہے۔ شراب کے نشے کی حالت میں نماز جیسی عظیم الشان عبادت کی ادائیگی سے اسی لئے روک دیا گیا کہ اس حالت میں انسان کو کچھ پتہ نہیں

Marfat.com

ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا کر رہا ہے۔ ظاہر ہے اپنے آپ سے غافل انسان نماز کے مراحل سے کماحقہٗ احسن طریقے سے کیسے گزر سکتا ہے؟ وہ قرات کرے گا تو غلط' رکوع و سجود ہو یا قیام و قعدہ' اسے کسی بات کا ہوش ہی نہیں ہوگا۔ تب وہ عبادت کے بجائے اپنے نامہ اعمال میں محض گناہ کی سیاہی بکھیرنے کے سوا اور کیا کرے گا؟ اسی لئے نماز شرابی کے لئے روک دی گئی۔ اب ایک عاقل و بالغ سے پوچھئے کہ شراب نوشی میں کون سا فائدہ پنہاں ہے جس کے لئے اللہ کی نافرمانی اور رسولِ خدا ﷺ کی ناراضگی مول لے لی جائے۔ نقصانات بہر حال ان گنت ہیں جن میں سے چند ایک عرض کر دیے گئے۔

یہی معاملہ جُوے کا ہے۔ اس میں بظاہر یہ فائدہ نظر آتا ہے کہ انسان تھوڑے پیسے داؤ پر لگا کر کم وقت میں زیادہ رقم حاصل کر لیتا ہے' لیکن کیا کبھی کوئی جواری ہمیشہ جیتتا ہے؟ ایسی کوئی مثال ہمارے سامنے موجود نہیں ہے کہ جیتنے والا جواری کبھی بارا نہ ہو۔ اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ جواری جب ہارتا ہے تو اگلی پچھلی ساری جیت کی کسر نکل جاتی ہے۔ اس کا گھر بار' زمین جائیداد' حتیٰ کہ تن کے کپڑے تک بک جاتے ہیں مگر جُوا اپنا خراج لے کر ٹلتا ہے۔ سو روپیہ جیت کر خوش ہونے والا جواری جب ہارتا ہے تو گلیوں کے تنکے اس سے بھاری ہو جاتے ہیں۔

ایک عجیب بات جو اس ضمن میں عام لوگوں کے علم میں نہیں ہے' یہ بھی ہے کہ جُوے میں چند خاص مواقع ایسے آتے ہیں جب جواری جیتنے کی آس' امید اور مسلسل ضد میں بے غیرتی کی انتہا کو چھو لیتا ہے۔ بارہا اخباروں میں ایسی خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ جواری نے گھر بار ہار دینے کے بعد آخر میں اپنے بچوں کو مخالف کھلاڑی کے ہاتھ رہن رکھ دیا' یعنی بچوں کو داؤ پر لگا دیا مگر وہ یہ داؤ بھی ہار گیا اور اس کے معصوم بچے زندگی بھر کے لئے کسی کی غلامی میں چلے گئے۔

اس کے بعد بے غیرتی کا ایک اور مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ہارتا ہوا جواری اپنی شریکِ حیات کو داؤ پر لگا دیتا ہے۔ اگر وہ جیت جائے تو فبہا' ورنہ اس کی بے گناہ بیوی کسی ایک یا زیادہ غیر آدمیوں کے قبضے میں چلی جاتی ہے۔ اس بیچاری کا رونا پیٹنا' چیخنا چلانا' دہائیاں دینا سب بیکار جاتا ہے۔ کوئی مجبور عورت تو اس صورتحال کو قسمت کا

Marfat.com

کھا جان کر زندگی بسر کرتی ہے اور زندگی گناہوں کی دلدل میں گزار دیتی ہے اور جو اس صورتحال کو سہہ نہیں پاتی وہ خودکشی کر کے اس عذاب سے چھوٹ جاتی ہے جو اس کا بے غیرت شوہر اس کے جسم و جان پر مسلط کر دیتا ہے۔

ایک تیسرا مرحلہ بے غیرت جواریوں کو اس وقت درپیش آتا ہے جب ان کے پاس بیوی بچوں کے بعد کچھ بھی ہارنے کو نہیں بچتا۔ تب وہ "سر دھڑ کی بازی" لگا دیتے ہیں۔ اس بازی کی خبر کبھی اخباروں میں اس لئے نہیں آتی کہ یہ جیتنے والے کو پھانسی کے پھندے تک لے جاتی ہے۔ اس بازی کے تحت ہارنے والا اگر آخری داؤ کے طور پر جیت جائے تو ہارا ہوا داؤ جیت بن کر اس کی جھولی میں مالی فائدہ ڈال دیتا ہے اور اگر وہ شومئی قسمت سے یہ آخری اور انتہائی حدوں کو چھوتا ہوا انوکھا داؤ بھی ہار جائے تو مخالف کھلاڑی اس کا سر اڑا دیتا ہے۔ معاذاللہ۔ جوا اگر اچھی اور فائدہ مند چیز ہوتی تو ہمارا مذہب کبھی اس سے نہ روکتا۔ اس کے مضمرات میں مذکورہ بالا کے علاوہ یہ نقصان بھی شامل ہے کہ جواری راتوں رات امیر بننے کے چکر میں غریب سے غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے اور قرض اس کے گھر کی راہ دیکھ لیتا ہے۔ آخرکار انجام یہ ہوتا ہے کہ یا وہ خودکشی کر لیتا ہے یا پھر مفلسی اور پریشانیوں کے عمیق سمندر میں غرق ہو جاتا ہے جہاں سے ابھرنا اس کی قسمت میں نہیں ہوتا۔ کیا یہ سب کچھ جاننے کے بعد بھی شراب اور جوا ہمیں فائدہ مند نظر آئے گا؟

☆☆☆

Marfat.com

شرک
ایک ناقابلِ معافی گناہ

خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور جس گناہ کو چاہے معاف کر دے۔ اور جس نے خدا کا شریک مقرر کیا اس نے بڑا بہتان باندھا۔ (سورہ النساء آیت 48)

☆ شرک ایسا گناہ ہے جس سے بڑا گناہ اور کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم احادیث قدسی اور احادیث نبوی ﷺ میں بار بار اس گناہ کو ناقابلِ معافی قرار دیا اور صاف صاف کہا کہ اس کے لئے میرے ہاں کوئی رعایت نہیں ہے۔ ہاں اس کے علاوہ اور جو بھی گناہ ہوگا اسے معاف کرنے کے لئے اللہ کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ اس کے لئے اس کے حبیب کریم ﷺ کی سفارش و شفاعت کا اشارہ کافی ہے مگر شرک کے لئے نہ تو اللہ کے ہاں کوئی رُو رعایت ہے نہ اس کے لئے نبی کریم ﷺ کوئی سفارش فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بے عیب نے اس بات کو اپنے اوپر بہتان سمجھا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کرے یعنی شرک کا مرتکب ہو۔ اور بہتان کی سزا تو عام انسانی زندگی میں بھی ''حدود'' کے دائرہ کار میں آتی ہے جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ پر جھوٹا بہتان باندھنے والے ''واقعہ افک'' کے ذمہ داروں پر حد شرعی جاری کی گئی اور ان کو باقاعدہ کوڑے مارے گئے۔ ان سے کوئی رعایت نہیں کی گئی۔ حضرت عائشہؓ نے ان لوگوں کو قطعاً معاف نہیں کیا اور ان کی سزا برقرار رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی ذاتِ واحد پر شرک کا بہتان باندھنے والوں کو کیسے اور کیونکر معاف فرمائے گا؟ وہ خالق و مالک جو قیامت کے دن آخر کار ہر اُس شخص کو بھی معاف فرما دے گا جو بیشک مسلمان نہیں ہوگا لیکن اس نے زندگی میں کبھی شرک نہیں کیا ہوگا اور اللہ

Marfat.com

کو ایک مانا یا سمجھا ہوگا' اس نے تو انسان کی بخشش کا معیار ہی شرک سے اجتناب کو قرار دے دیا ہے۔ پھر انسان کیوں نہیں سوچتا کہ وہ اس گناہِ عظیم سے بچنے کی پرخلوص اور مکمل سعی کرے تاکہ جب جہنم سے نجات' امان اور بریت کے لئے اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فیصلہ کرنے لگے تو اس کے سامنے انسان کے نامہ اعمال میں شرک کے نام پر کوئی دھبہ موجود نہ ہو۔ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں مگر ہم بھی اپنی روزمرہ زندگی میں دانستہ یا نادانستہ طور پر ایسے افعال کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں جو شرک کے ضمن میں آتے ہیں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو ایسی نعمتیں بخشی ہیں جن سے فیضیاب ہو کر ہم اللہ کی بارگاہ میں' معلومہ اور غیر معلومہ شرک کی معافی کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو چھٹا کلمہ ''ردِ کفر'' ہے جس میں اور کتنی ہی غلطیوں' کوتاہیوں' گناہوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے' شرکِ معلومہ اور غیر معلومہ کے ضمن میں بھی معافی طلب کی گئی ہے۔ اور دوسرا حکم ایک حدیثِ رسالت مآب ﷺ میں موجود ہے کہ:

''اے ایمان والو۔ دن بھر میں اکثر اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو (یعنی کلمۂ طیبہ) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) بار بار زبان سے ادا کرتے رہا کرو۔''

دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی کلمہ ایسا زبان سے نکل جائے جو شرک کے زمرے میں آتا ہو' یا کوئی ایسا فعل صادر ہو جائے جو شرک کے معنی رکھتا ہو تو ایسی تمام صورتوں میں مذکورہ بالا دونوں اعمال ایسے ہیں جن کی ادائیگی ہمیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرک معلومہ اور غیر معلومہ کی معافی دلانے کی ضامن ہے۔ اور بُرے سے بُرا مسلمان بھی جان بوجھ کر شرک کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اس کے دل میں اس کے اللہ کے سوا کوئی دوسرا جاگزیں ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں' زبان و فعل کی خطا' جس میں نیت کو کوئی دخل نہ ہو اس کی معافی کے لئے اللہ تعالیٰ کے عفو و درگذر کا دامن بیحد وسیع اور ہر وقت کھلا ہے۔ اس میں پناہ لینے کے لئے' ہمیں سوائے اپنے آقا و مولا ﷺ کی نگاہ کرم کے اور کسی شے کی حاجت نہیں ہونی چاہئے اور یہ بھی طے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے گناہ گار کو مایوس نہیں لوٹاتا جو اس کی بارگاہ میں توبہ اور معافی کا خواستگار ہو۔

☆☆☆

Marfat.com

شہید زندہ ہے

اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔

(سورہ البقرہ آیت 154)

☆ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انسان کا سب سے بڑا عمل جو اس کی توحید کے اقرار کے بعد مقبول ترین ٹھہرا' وہ اس کی راہ میں' اس کے نام پر' اس کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنا ہے۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ کی راہ میں جان دینے والے شہید کے خون کا قطرہ بعد میں زمین پر گرتا ہے' اللہ تعالیٰ کا دامنِ قبولیت و عافیت شہید کو پہلے اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔

شہداء کے بارے میں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ ''وہ زندہ ہیں' انہیں مردہ مت کہو مگر تمہیں ان کی زندگیوں کا شعور نہیں'' --- ہم عام انسانوں کے لئے غور و فکر کی وسیع و عریض دنیائیں وا کرتا ہے۔ بیشمار واقعات و شواہد اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ کے نام پر مرنے والوں کے اجسام صدیوں بعد بھی ترو تازہ حالت میں پائے گئے۔ چند سال قبل سعودی عرب میں ایک جگہ کھدائی کے دوران جنگِ بدر اور جنگِ احد میں شہید ہونے والے اصحابِ رسول (ﷺ) میں سے چند ایک کے جسدِ مبارک ظاہر ہوئے۔ ایک دنیا گواہ ہے کہ سوا چودہ سو سال بعد بھی ان متبرک و مبارک شہدا کے اجساد ترو تازہ تھے' مہک رہے تھے' ان کے زخموں سے خون رس رہا تھا جیسے ابھی ابھی ضرب آئی ہو۔ کیا یہ ان کی حیات بعد الموت کی شہادت نہیں ہے' جس کے بارے میں قرآن حکیم کا فرمان ہم نے اوپر ملاحظہ کیا؟

Marfat.com

اصحابِؓ رسول اللہ (ﷺ) تو جنت کے ان حقداروں میں ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگیوں میں بشارت دے دی تھی' ہم اپنے حالیہ زمانے کی بات کریں تو اس ازلی وابدی شہادت پر دم بخود رہ جاتے ہیں۔ جنگِ ستمبر (1965ء) میں شہید ہونے والوں میں ایک محمد محفوظ (نشانِ حیدر) بھی تھے۔ محمد محفوظ کی شہادت کے چند سال بعد پاکستان ٹی وی پر ایک بار یومِ دفاع کے موقع پر خاص پروگرام میں ان کے بڑے بھائی کو مدعو کیا گیا جو اپنے ساتھ اپنے گاؤں کے چند معتبر گواہوں کے ساتھ تشریف لائے اور انہوں نے بتایا کہ شہادت کے چھ ماہ بعد محمد محفوظ شہید کا تابوت قبر سے نکالنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ قبرستان کی زمین میں پانی مار کر گیا اور قبریں منہدم ہو رہی تھیں۔ محمد محفوظ شہید کا تابوت دوسری جگہ منتقل کرنے کی غرض سے جب ان کی قبر کشائی کی گئی تو اعزہ واقارب کی خواہش پر شہید کے ایک بار پھر دیدار کی غرض سے ان کا تابوت کھول دیا گیا۔

پھر اللہ کی وحدانیت پر جان دے دینے والے محمد محفوظ شہید کے جسم کو لوگوں نے کس حال میں دیکھا؟

یہ ایک ایسی کیفیت اور حالت کا عیاں ہونا تھا جس نے وہاں موجود ہر شخص کی آنکھ اللہ تعالیٰ کی قدرت' اس کے وعدے اور فرمان کی سچائی اور حقانیت کے اقرار میں اشکبار کر دی۔ ہر زبان پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور دلوں میں اس کی عظمت کے اعتراف کا دریا موجزن ہو گیا' اس لئے کہ محمد محفوظ شہید کا جسم یوں تروتازہ تھا جیسے اسے چند دن پہلے دفن کیا گیا ہو۔ اس کے ہونٹوں پر ایک معصوم مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ چہرے پر شیو بڑھی ہوئی تھی جو دفن کے وقت ناپید تھی اور سب سے بڑا اعجازِ خداوندی یہ ظاہر تھا کہ اس کے ہاتھوں کے ناخن بڑھ چکے تھے۔ اس کے جسم پر موجود زخموں سے خون رس پڑا جب اسے تابوت سے نکالنے کے لئے لوگوں کے ہاتھوں نے چھوا۔

کیا کسی عام مردہ انسان کا جسم قبر میں چھ مہینے کیا چھ گھنٹے تک بھی سلامت رہ پاتا ہے؟ کیا کسی مردہ آدمی کے چہرے پر داڑھی کے بال بڑھتے ہیں؟ کیا کسی مردہ شخص کے ہاتھ پاؤں کے ناخن بڑھوتری اختیار کرتے ہیں؟ کیا کسی مردہ انسان کے زخموں سے چھ مہینے بعد بھی یوں خون چھلچھلاتا ہوا امڈ پڑتا ہے جیسے اسے چند لمحے قبل زخم آیا ہو؟

Marfat.com

نہیں ناں۔ تو پھر میرے اللہ کا فرمان سچا ہوا۔ اس کا وعدہ حق ہوا۔ اس نے شہید کو جو حیات بعد الممات سے نوازا' اس میں کوئی شک وشبہ نہ رہا۔ اور یہ سب اعزازات و اعجازات کس سبب سے ہیں؟ صرف اس کی راہ میں جان دینے کے باعث۔

شہید کے بارے میں اللہ کا فرمان یہ بھی ہے کہ اس کے سب گناہان صغیرہ و کبیرہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں اور اسے جنت عطا کر دی جاتی ہے سوائے ایک بوجھ کے اور وہ ہے قرض۔ قرض اسے قرض خواہ معاف کرے گا تبھی معاف ہو گا' باقی اس کا ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور مجھے یہ بتایئے کہ شہید کسی کا مقروض ہو تو کیا اس کی شہادت کی خبر پا کر قرض خواہ اس کا قرض معاف نہ کرے گا۔ یقیناً سن کر معاف کر دے گا' اس امید پر کہ اس شہید کی بدولت اللہ اسے بھی بخش دے گا۔ تو شہید تو سیدھا جنت میں چلا گیا ناں۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ایک اور فرمان آپ کے نظر گزار کر دوں کہ ''شہید کو جب وہ زخم آتا ہے جس سے وہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے تو اسے اس زخم کی تکلیف فقط اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کسی کو عام زندگی میں سوئی چبھنے سے ہوتی ہے۔'' اللہ کی راہ میں ہم شہادت کی سعادت سے سرفراز ہوں' یہ دعا آپ اکثر اپنے لئے بھی کیا کیجئے اور ساری امتِ مسلمہ کے لئے بھی۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

اللہ سے جان کا سودا

اور کوئی شخص ایسا ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور خدا بندوں پر بہت مہربان ہے۔

(سورہ البقرہ آیت 207)

☆ اللہ تعالیٰ کا قرآنِ حکیم میں فرمان ہے کہ بیشک انسان خسارے میں ہے۔ اس فرمان کی تانیت میں شبہ کفر ہے مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ لوگ خسارے میں نہیں ہیں جو صابر اور اعمالِ صالح بجالانے والے ہیں۔

اعمالِ صالح کی تفصیل ہمیں موضوع سے دور لے جائے گی تاہم جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دنیائے فانی کی حیاتِ مستعار میں خسارے سے بچنے اور نفع ہی نفع

Marfat.com

کے ساتھ ہمارے آگے کھول کر رکھ دے اور ساتھ ہی رعایتی نمبروں کی چھوٹ دے کر کہے کہ اب تمہیں پرچہ حل کرنے کی کھلی آزادی ہے۔ اس کے باوجود اگر ہم اللہ کی مہربانی سے منہ موڑ کر اپنے لئے نقل (یعنی اعمالِ بد) کا قبیح راستہ اپناتے ہیں تو اس پر سزا ملنا ہمارا نصیب نہیں' بلکہ ہم قرارِ واقعی ایسی ہی سزا کے مستحق ہیں کہ ہم نے اپنے خدا کی مہر وعنایت کا دامن چھوڑ کر اپنے لئے خود گمراہی کے راستے کا انتخاب کیا جو ہمیں اگر جہنم کے گڑھوں میں لے جائے تو یہ ہماری اپنی سعیِ بد کا انعام ہے۔ اس کے لئے ہم مقدر کو الزام نہیں دے سکتے۔

دنیا کی زندگی کیا ہے؟

ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا تو جو شخص آتشِ جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔ اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

(سورہ آل عمران آیت 185)

☆موت ہر جاندار کے لئے مقدر کر دی گئی ہے' اس میں شک کرنا تو ایک ایسی خود فریبی ہے جس کا کوئی علاج ممکن نہیں۔ موت کے بعد قیامت کا قائم ہونا بھی برحق ہے اور اس دن ہر متنفس کو اس کے اچھے اور بُرے اعمال کا صلہ دیا جائے گا۔ اعمالِ خیر انسان کو جنت میں لے جائیں گے اور اسے وہ مراد حاصل ہو جائے گی جو اللہ کی رضا اور خوشنودی سے رابطہ استوار رکھتی ہے جبکہ جن لوگوں کو جہنم کے سپرد کیا جائے گا انہیں اُس وقت سمجھ آئے گی کہ دنیا کی زندگی تو محض دھوکا تھا جس میں وہ فقط چند روز تک عیش و آرام' لہو ولعب اور دولت و آسائش کے وہم کے ساتھ سانس لیتے رہے۔ اصل زندگی تو یہ ہے جو مرنے کے بعد' جزا و سزا کے فیصلے ہو جانے کے بعد شروع ہوئی اور جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس اصل حیاتِ دائمی کے لئے ہم کتنی اور کیا سعی کر رہے ہیں؟ اس کا فیصلہ ہمیں پہلی فرصت کا انتظار کئے بغیر کر لینا ہوگا کہ جب موت آ جائے تو مہلت نہیں ملا کرتی۔ مہلت' نزع سے پہلے پہلے ہے۔ اس کا ادراک ایک مسلمان کا وہ احساس ہے جو اسے پیدائش کے ساتھ ہی ودیعت کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

روزہ اللّٰہ کے لئے ھے

مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں' جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم پرہیز گار بنو۔ (روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں۔ تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کر لے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن کسی عذر کے تحت رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں۔ اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔

(سورہ البقرہ آیات 184-183)

☆ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو خالص اللہ کے لئے ہے اور اس نوید کے ساتھ اتاری گئی کہ اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ اور جو اجر اللہ نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے اس کے ثواب کے بارے میں کوئی بھی اندازہ انسانی عقل و احساس سے بعید ہے۔

روزہ' امتِ محمدی ﷺ سے پہلی امتوں پر بھی فرض رہا اور ہر نبی کی امت پر اس کا اطلاق مختلف صورتوں میں ہوا۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انعام اس موقع پر عطا کیا جب نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔ اس نعمتِ غیر مترقبہ کا حصول ہمارے لئے ایسی خوشخبریاں لایا جن کے بارے میں سوچ کر ہی روح جھوم اٹھتی ہے۔ سال بھر کے تین سو پینسٹھ دنوں میں سے صرف انتیس یا تیس دن کے یہ روزے ہم پر اللہ کی بخشش و مغفرت اور عنایاتِ بیکراں کے دروازے وا کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

اس فرض عین کی ادائیگی میں بھی بیشمار سہولتیں دی گئیں۔ مثلاً یہ کہ اگر کوئی مسلمان سفر میں ہو یا بیمار ہو تو وہ سفر سے واپس اپنی منزل پر پہنچ کر یا صحت یاب ہونے کے بعد چھوٹ جانے والے روزوں کو پورا کر لے۔ اگر روزہ رکھنے کی جسمانی طاقت رکھنے کے باوجود کوئی ایسا عذر درپیش ہو جو اس فرض کی ادائیگی میں مانع ہو تو اپنی جگہ کسی اور کو سحری و افطاری کرائے اس کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے تاہم اگر اس حال میں بھی شوق کے تحت روزہ خود ہی رکھے تو یہ اور بھی بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ شوق اور نیت کو دیکھتے ہوئے روزہ نبھا دینے کی طاقت بخش دینے پر قادر ہے اور اپنے راستے میں کوشش کرنے والے کو تو وہ ویسے ہی محبتوں اور عنایتوں سے نواز دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آیاتِ مذکورہ کے آخر میں یہی فرمایا گیا کہ روزہ رکھ لینا ہی تمہارے لئے بہتر ہے کہ بہرحال اللہ تعالیٰ تمہاری حالتوں اور نیتوں سے باخبر ہے۔ اسے علم ہے کہ تمہیں کس طرح تمہاری نیت کا صلہ دیتے ہوئے روزے کی ادائیگی کا شوق عطا فرمانا ہے اور کیسے اس کی بھوک پیاس کو تم پر آسان کر دینا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ تم اس کے لئے خلوصِ نیت سے سعی پر تیار ہو جاؤ۔ اور یہ سعی بھی اللہ کی توفیق ہی سے ممکن ہے اس لئے اس سے اس توفیق کے لئے گڑگڑاتے رہو۔ گڑگڑاتے رہو۔ گڑگڑاتے رہو کہ اسے عاجزی بیحد پسند ہے۔ عاجزی وہ وصف ہے جو اس نے صرف اور صرف اپنے بندوں کے لئے پسند کیا ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ تمہاری عاجزی سے منہ پھیر لے۔ سو جب تک تمہیں خلوصِ نیت کی سعی کی توفیق نہ مل جائے اس کا دامن تھام کر زاری اشکبار کرتے رہو۔ کرتے رہو کہ یہی اسے پسند ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

زکوۃ و صدقات

ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کرلو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دعا ان کے لئے موجب تسکین ہے اور خدا سننے والا جاننے والا ہے۔

(سورہ التوبہ آیت 103)

☆ زکوٰۃ، حقوق العباد میں ایسے درجے کا حامل عمل ہے جس کے بارے میں باقاعدہ جہاد بھی کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں جب تارکین زکوٰۃ نے مال کا یہ نصاب ادا کرنے سے انکار کیا تو جنابِ ابوبکرؓ نے اس کے لئے ان منحرفین سے باقاعدہ جنگ کی اور ان سے مالِ زکوٰۃ وصول کر کے رہے کہ یہ مال غرباء و مساکین کا حق ہے جو ان پر خرچ کرنا بدرجہ اتم لازم ہے۔

فرمایا گیا کہ زکوٰۃ اموال کا میل ہے جو اموال کو پاک کر دیتا ہے۔ اس پاک کر دینے کا مفہوم یہ ہے کہ مال میں اگر سہواً کسی قسم کی آلائش ہوگئی ہو تو زکوٰۃ اس کو ختم کر دیتی ہے۔ ہاں، حرام مال کو پاک کر لینے کی نیت سے زکوٰۃ ادا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کہ یہ صرف مالِ حلال کا حصہ ہے۔

نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مالِ زکوٰۃ، اہلیانِ نصاب سے لے کر (اسے مستحقین پر خرچ کریں اور) زکوٰۃ دینے والوں کے حق میں دعائے خیر فرمائیں تاکہ ان کو سکون حاصل ہو کہ ان کا یہ عملِ خیر اللہ کے حضور مقبول ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ کا دعا فرما دینا ان کے دلوں کو تسکین دیتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے

Marfat.com

اگر ان سے مستحقین کے لئے زکوٰۃ وصول کر لی تو یقیناً اللہ کے ہاں یہ عملِ خیر قبول ہو گیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ دعائیں سننے والا اور نیتوں کو جاننے والا ہے۔ اس سے کسی کے دل کا حال پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کسی نے کس نیت سے مال دیا ہے۔ اس کی راہ میں' اپنے مال کو اس کے حکم پر آلائشوں سے پاک کرنے کے لئے یا نمود و نمائش کے خیال سے۔ اور اجر تو نیتوں پر منحصر ہے۔ جیسی کوئی نیت رکھے گا ویسی مراد پالے گا۔

آج لوگوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے والے جب زکوٰۃ کے نام پر انہیں بلیک میل کرتے ہیں۔ ان کی عزتوں اور انا سے کھیلتے ہیں۔ اس نازک مد میں جمع شدہ روپیہ اللہ کے بندوں پر خرچ کرنے کے بجائے اپنی عیاشیوں کی نذر کرتے ہیں تب انہیں یہ کیوں خیال نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہر فعل اور ان کی ہر ہر بدنیتی سے باخبر ہے۔ شاید اس لئے کہ ہم نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا جانے والا روپیہ اپنے سیاسی فائدوں کے لئے نااہلوں کے ہاتھوں سونپ دیا ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ اس کا حساب کل کو ان نااہلوں سے پہلے ہمیں اپنے اللہ کو دینا ہے۔ اور جب وہ حساب لے گا تو کون ہمیں اس کے احتساب سے بچائے گا؟

☆☆☆

Marfat.com

جزا و جزا اور وعید و نوید

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان لوگوں کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔ (سورہ المائدہ آیت 10-9)

☆ اللہ تعالیٰ سے آخرت میں اجر عظیم یعنی جنت پانے کے لئے دو بڑی بڑی باتوں کی طرف قرآنِ حکیم میں بار بار توجہ دلائی گئی یعنی اللہ پر بلا شک و شبہ ایمان لانا اور دنیا میں رہ کر اعمالِ صالحہ کا جاری رکھنا۔ اس کے جواب میں جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات واحد میں غیر اللہ کو شریک کیا' کفر کیا اور قرآنِ حکیم کو جھٹلایا' اس پر ایمان لانے کے بجائے اس کی مخالفت پر کمر باندھے رکھی' ان کے لئے جہنم کی وعید بار بار دی گئی۔ اس طرح کھول کھول کر اپنے احکام کو بیان کرنے سے مقصود صرف یہ ہے کہ انسان سیدھے راستے پر رہے' بھٹک نہ جائے یا بھٹکنے سے بچا رہے۔ ایک بات کو کئی بار کہا جائے تو بہرحال وہ دل پر اثر کر جاتی ہے تاہم جن دلوں پر ہدایت و رشد کی بارانِ کرم کا کوئی فیض جاری نہیں ہوتا' وہ ایسے گمراہوں سے نسبت رکھتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے قفل لگا دیے ہیں۔ ہمیں اللہ سے دعا کرنی چاہئے کہ ہم اس کی طرف سے نوید پانے والوں میں سے ہوں نہ کہ اہلِ وعید میں سے۔

☆☆☆

Marfat.com

سفارش و شفاعت کون کرے گا؟

اور اللہ کے ہاں (کسی کے لئے) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کے لئے جس کے بارے میں وہ اجازت بخشے- یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے اضطراب دور کر دیا جائے گا تو کہیں گے کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ (فرشتے) کہیں گے کہ حق (فرمایا ہے) اور وہ عالی رتبہ (اور) گرامی قدر ہے-

(سورہ سبا آیت 23)

☆ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی کسی کے لئے سفارش نہ کرے گا نہ کر سکے گا' سوائے اس کے جسے اس کی اجازت دی جائے گی اور یہ ہمارے لئے کتنی خوش نصیبی اور اعزاز کی بات ہے کہ یومِ نشور میں صرف اور صرف ہمارے آقا و مولا ﷺ کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے سے ہم کلامی کا اذن دے گا۔ پھر آپ ﷺ سے کہا جائے گا کہ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے سفارش و شفاعت کیجئے۔ تب ہمارے نبی کریم ہر دو جہاں ﷺ ہمارے لئے اللہ کے حضور زبانِ شفاعت کو جنبش دیں گے اور امت محمدی ﷺ کو اللہ تعالیٰ اپنی بخشش و مغفرت' مہر و عنایات سے نوازے گا۔

پھر یوں ہوگا کہ سزاؤں کو جزا میں بدل دیا جائے گا۔

غضب پر اللہ کی رحمت حاوی ہو جائے گی۔

خطاؤں پر عطا کا دامن دراز ہو جائے گا۔

نادموں اور گریہ زاروں کی اشک شوئی کی جائے گی۔

دنیا میں کی گئی ایسی نیکیوں کا اجر بخشش کی صورت میں ظاہر ہوگا جن کی طرف ہم نے کبھی دھیان ہی نہیں دیا کہ یہ بھی نیکی کا کام ہو سکتا ہے مگر وہ قادر مطلق ہونے کی

Marfat.com

نوک برابر بھی کسی اچھائی کو ہمارے لئے اپنی مہر و عنایت کا بہانہ بنا سکا تو کم نہیں کرے گا۔

مضطربانِ یوم الدین، نبی رحمت کی شفاعت پر یقین کامل کے اطمینان کو سکون و اطمینان سے مالا مال کیا جائے گا۔

اور یہ سب ہمارے آقا و ہادی ﷺ کی اس شفاعت و سفارش کی وجہ سے ممکن ہو گا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں شافع محشر ﷺ کہہ کر پکارا۔ شفیع المذنبین ﷺ کے یکتا مرتبے پر فائز کیا۔ کلیم اول ﷺ کے رتبے سے نوازا۔ ہم اپنے آپ پر جتنا بھی ناز کریں کم ہے کہ ہم محبوبِ ربِ کائنات ﷺ کی امت میں شامل ہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں ہمارے شفیع ہیں اور آخرت میں ہمیں آپ ﷺ کی سفارش و شفاعت کی نعمت سے نوازا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ الکریم بجاہِ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆

Marfat.com

شراب اور جوا

اے پیغمبرؐ۔ لوگ تم سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ ان میں نقصان بڑے ہیں اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے نقصانات فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ (سورۃ البقرہ آیت 219)

☆ نبی کریم ﷺ سے جب مومنین میں سے کسی نے شراب اور جوئے کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت وحی فرمائی۔ اس آیت میں یہ وضاحت فرمادی گئی کہ شراب نوشی اور جوا بظاہر کچھ فوائد بھی رکھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے نقصانات ان کے فائدوں سے کہیں زیادہ اور ناقابلِ برداشت ہیں۔

سوچنے کی بات ہے کہ شراب کا (بظاہر) کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی بھی برے عمل کے لئے اس کے کرنے والے عجیب عجیب جواز، فوائد اور حیلے گھڑ لیتے ہیں۔ مثلاً شرابی یہ کہیں گے کہ شراب پینے سے ہم عارضی طور پر ہی سہی، غم اور دکھ کے احساس سے عاری ہو جاتے ہیں اور ہمارا وقت کسی حد تک بے فکری میں گزر جاتا ہے۔ یہ خودفریبی کا وہ راستہ ہے جس پر وہ اس کے بے منزل ہونے کے احساس کے باوجود جھوٹے سہارے کی آڑ لے کر چلتے رہتے ہیں۔ بالآخر دماغ کے مفلوج ہونے، معدے کی ناقابلِ علاج بیماریوں اور ہوش و حواس سے محرومی کا شکار ہو کر ایسے لوگ ذلت و رسوائی کے گڑھے میں جا گرتے ہیں۔ گھر بار کا سکھ اور کاروبار ان کے لئے خواب ہو کر رہ جاتا ہے۔ شرابی اپنے نشے کے عالم میں جھوٹ، جھوٹی قسموں اور شور شرابے کا عادی ہو جاتا ہے۔ شراب کے لئے وہ پہلے گھر کی چیزیں بیچتا ہے، پھر گھر والی اور گھر کو بھی داؤ پر لگا دیتا ہے۔ شراب کے نشے کی حالت میں نماز جیسی عظیم الشان عبادت کی ادائیگی سے اسی لئے روک دیا گیا کہ اس حالت میں انسان کو کچھ پتہ نہیں

Marfat.com

ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا کر رہا ہے۔ ظاہر ہے اپنے آپ سے غافل انسان نماز کے مراحل سے کماحقہٗ احسن طریقے سے کیسے گزر سکتا ہے؟ وہ قرات کرے گا تو غلط' رکوع و سجود ہو یا قیام و قعدہ' اسے کسی بات کا ہوش ہی نہیں ہوگا۔ تب وہ عبادت کے بجائے اپنے نامہ اعمال میں محض گناہ کی سیاہی بکھیرنے کے سوا اور کیا کرے گا؟ اسی لئے نماز شرابی کے لئے روک دی گئی۔ اب ایک عاقل و بالغ سے پوچھئے کہ شراب نوشی میں کون سا فائدہ پنہاں ہے جس کے لئے اللہ کی نافرمانی اور رسولِ خدا ﷺ کی ناراضگی مول لے لی جائے۔ نقصانات بہر حال اَن گنت ہیں جن میں سے چند ایک عرض کر دیئے گئے۔

یہی معاملہ جُوے کا ہے۔ اس میں بظاہر یہ فائدہ نظر آتا ہے کہ انسان تھوڑے پیسے داؤ پر لگا کر کم وقت میں زیادہ رقم حاصل کر لیتا ہے' لیکن کیا کبھی کوئی جواری ہمیشہ جیتتا ہے؟ ایسی کوئی مثال ہمارے سامنے موجود نہیں ہے کہ جیتنے والا جواری کبھی ہارا نہ ہو۔ اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ جواری جب ہارتا ہے تو اگلی پچھلی ساری جیت کی کسر نکل جاتی ہے۔ اس کا گھر بار' زمین جائیداد' حتیٰ کہ تن کے کپڑے تک بک جاتے ہیں مگر جُوا اپنا خراج لے کر ٹلتا ہے۔ سو روپیہ جیت کر خوش ہونے والا جواری جب ہارتا ہے تو گلیوں کے تنکے اس سے بھاری ہو جاتے ہیں۔

ایک عجیب بات جو اس ضمن میں عام لوگوں کے علم میں نہیں ہے یہ بھی ہے کہ جُوے میں چند خاص مواقع ایسے آتے ہیں جب جواری جیتنے کی آس' امید اور مسلسل ضد میں بے غیرتی کی انتہا کو چھو لیتا ہے۔ بارہا اخباروں میں ایسی خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ جواری نے گھر بار ہار دینے کے بعد آخر میں اپنے بچوں کو مخالف کھلاڑی کے ہاتھ رہن رکھ دیا' یعنی بچوں کو داؤ پر لگا دیا مگر وہ یہ داؤ بھی ہار گیا اور اس کے معصوم بچے زندگی بھر کے لئے کسی کی غلامی میں چلے گئے۔

اس کے بعد بے غیرتی کا ایک اور مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ہارتا ہوا جواری اپنی شریکِ حیات کو داؤ پر لگا دیتا ہے۔ اگر وہ جیت جائے تو فبہا' ورنہ اس کی بے گناہ بیوی کسی ایک یا زیادہ غیر آدمیوں کے قبضے میں چلی جاتی ہے۔ اس بیچاری کا رونا پیٹنا' چیخنا چلانا' دہائیاں دینا سب بیکار جاتا ہے۔ کوئی مجبور عورت تو اس صورتحال کو قسمت کا

Marfat.com

کہا جاتا ہے کہ وہ روز مرتی ہے اور زندگی گناہوں کی دلدل میں گزار دیتی ہے اور جو اس صورتحال کو سہہ نہیں پاتی وہ خودکشی کر کے اس عذاب سے چھوٹ جاتی ہے جو اس کا بے غیرت شوہر اس کے جسم و جان پر مسلط کر دیتا ہے۔

ایک تیسرا مرحلہ بے غیرت جواریوں کو اس وقت درپیش آتا ہے جب ان کے پاس بیوی بچوں کے بعد کچھ بھی ہارنے کو نہیں بچتا۔ تب وہ "سر دھڑ کی بازی" لگا دیتے ہیں۔ اس بازی کی خبر کبھی اخباروں میں اس لئے نہیں آتی کہ یہ جیتنے والے کو پھانسی کے پھندے تک لے جاتی ہے۔ اس بازی کے تحت ہارنے والا اگر آخری داؤ کے طور پہ جیت جائے تو ہارا ہوا داؤ جیت بن کر اس کی جھولی میں مالی فائدہ ڈال دیتا ہے اور وہ شومئی قسمت سے یہ آخری اور انتہائی حدوں کو چھوتا ہوا انوکھا داؤ بھی ہار جائے تو مخالف کھلاڑی اس کا سر اڑا دیتا ہے۔ معاذ اللہ۔ جوا اگر اچھی اور فائدہ مند چیز ہوتی تو ہمارا مذہب کبھی اس سے نہ روکتا۔ اس کے مضمرات میں مذکورہ بالا کے علاوہ یہ نقصان بھی شامل ہے کہ جواری راتوں رات امیر بننے کے چکر میں غریب سے غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے اور قرض اس کے گھر کی راہ دیکھ لیتا ہے۔ آخر کار انجام یہ ہوتا ہے کہ یا وہ خودکشی کر لیتا ہے یا پھر مفلسی اور پریشانیوں کے عمیق سمندر میں غرق ہو جاتا ہے جہاں سے ابھرنا اس کی قسمت میں نہیں ہوتا۔ کیا یہ سب کچھ جاننے کے بعد بھی شراب اور جوا ہمیں فائدہ مند نظر آئے گا؟

☆☆☆

Marfat.com

شرک
ایک ناقابلِ معافی گناہ

خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور جس گناہ کو چاہے معاف کر دے۔ اور جس نے خدا کا شریک مقرر کیا اس نے بڑا بہتان باندھا۔ (سورہ النساء آیت 48)

☆ شرک ایسا گناہ ہے جس سے بڑا گناہ اور کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم، احادیث قدسی اور احادیث نبوی ﷺ میں بار بار اس گناہ کو ناقابل معافی قرار دیا اور صاف صاف کہا کہ اس کے لئے میرے ہاں کوئی رعایت نہیں ہے۔ ہاں اس کے علاوہ اور جو بھی گناہ ہوگا اسے معاف کرنے کے لئے اللہ کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ اس کے لئے اس کے حبیب کریم ﷺ کی سفارش و شفاعت کا اشارہ کافی ہے مگر مشرک کے لئے نہ تو اللہ کے ہاں کوئی رُو رعایت ہے نہ اس کے لئے نبی کریم ﷺ کوئی سفارش فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بے عیب نے اس بات کو اپنے اوپر بہتان سمجھا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کرے یعنی شرک کا مرتکب ہو۔ اور بہتان کی سزا تو عام انسانی زندگی میں بھی "حدود" کے دائرہ کار میں آتی ہے جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ پر جھوٹا بہتان باندھنے والے "واقعہ افک" کے ذمہ داروں پر حد شرعی جاری کی گئی اور ان کو باقاعدہ کوڑے مارے گئے۔ ان سے کوئی رعایت نہیں کی گئی۔ حضرت عائشہؓ نے ان لوگوں کو قطعاً معاف نہیں کیا اور ان کی سزا برقرار رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی ذات واحد پر شرک کا بہتان باندھنے والوں کو کیسے اور کیونکر معاف فرمائے گا؟ وہ خالق و مالک جو قیامت کے دن آخر کار ہر اُس شخص کو بھی معاف فرما دے گا جو بیشک مسلمان نہیں ہوگا لیکن اس نے زندگی میں کبھی شرک نہیں کیا ہوگا اور اللہ

Marfat.com

کو ایک مانا یا سمجھا ہوگا' اس نے تو انسان کی بخشش کا معیار ہی شرک سے اجتناب کو قرار دے دیا ہے۔ پھر انسان کیوں نہیں سوچتا کہ وہ اس گناہِ عظیم سے بچنے کی پر خلوص اور مکمل سعی کرے تا کہ جب جہنم سے نجات' امان اور بریت کے لئے اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فیصلہ کرنے لگے تو اس کے سامنے انسان کے نامہ اعمال میں شرک کے نام پر کوئی دھبہ موجود نہ ہو۔ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں مگر ہم بھی اپنی روزمرہ زندگی میں دانستہ یا نادانستہ طور پر ایسے افعال کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں جو شرک کے ضمن میں آتے ہیں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو ایسی نعمتیں بخشی ہیں جن سے فیضیاب ہو کر ہم اللہ کی بارگاہ میں' معلومہ اور غیر معلومہ شرک کی معافی کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو چھٹا کلمہ ''ردِ کفر'' ہے جس میں اور کتنی ہی غلطیوں' کوتاہیوں' گناہوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے' شرکِ معلومہ اور غیر معلومہ کے ضمن میں بھی معافی طلب کی گئی ہے۔ اور دوسرا حکم ایک حدیث رسالت مآب ﷺ میں موجود ہے کہ:

''اے ایمان والو۔ دن بھر میں اکثر اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو (یعنی کلمہ طیبہ) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) بار بار زبان سے ادا کرتے رہا کرو۔''

دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی کلمہ ایسا زبان سے نکل جائے جو شرک کے زمرے میں آتا ہو' یا کوئی ایسا فعل صادر ہو جائے جو شرک کے معنی رکھتا ہو تو ایسی تمام صورتوں میں مذکورہ بالا دونوں اعمال ایسے ہیں جن کی ادائیگی ہمیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرک معلومہ اور غیر معلومہ کی معافی دلانے کی ضامن ہے۔ اور بُرے سے بُرا مسلمان بھی جان بوجھ کر شرک کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اس کے دل میں اس کے اللہ کے سوا کوئی دوسرا جاگزیں ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں' زبان و فعل کی خطا' جس میں نیت کو کوئی دخل نہ ہو اس کی معافی کے لئے اللہ تعالیٰ کے عفو و درگذر کا دامن بیحد وسیع اور ہر وقت کھلا ہے۔ اس میں پناہ لینے کے لئے ہمیں سوائے اپنے آقا و مولا ﷺ کی نگاہِ کرم کے اور کسی شے کی حاجت نہیں ہونی چاہئے اور یہ بھی طے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے گناہ گار کو مایوس نہیں لوٹاتا جو اس کی بارگاہ میں توبہ اور معافی کا خواستگار ہو۔

☆☆☆

Marfat.com

شہید زندہ ہے

اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔

(سورہ البقرہ آیت 154)

☆ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انسان کا سب سے بڑا عمل جو اس کی توحید کے اقرار کے بعد مقبول ترین ٹھہرا' وہ اس کی راہ میں' اس کے نام پر' اس کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنا ہے۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ کی راہ میں جان دینے والے شہید کے خون کا قطرہ بعد میں زمین پر گرتا ہے' اللہ تعالیٰ کا دامنِ قبولیت و عافیت شہید کو پہلے اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔

شہداء کے بارے میں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ ''وہ زندہ ہیں' انہیں مردہ مت کہو مگر تمہیں ان کی زندگیوں کا شعور نہیں'' --- ہم عام انسانوں کے لئے غور و فکر کی وسیع و عریض دنیا ئیں وا کرتا ہے۔ بیشمار واقعات و شواہد اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ کے نام پر مرنے والوں کے اجسام صدیوں بعد بھی تر و تازہ حالت میں پائے گئے۔ چند سال قبل سعودی عرب میں ایک جگہ کھدائی کے دوران جنگِ بدر اور جنگِ احد میں شہید ہونے والے اصحابؓ رسول (ﷺ) میں سے چند ایک کے جسدِ مبارک ظاہر ہوئے۔ ایک دنیا گواہ ہے کہ سوا چودہ سو سال بعد بھی ان متبرک و مبارک شہدا کے اجساد تر و تازہ تھے' مہک رہے تھے' ان کے زخموں سے خون رس رہا تھا جیسے ابھی ابھی ضرب آئی ہو۔ کیا یہ ان کی حیات بعد الموت کی شہادت نہیں ہے' جس کے بارے میں قرآن حکیم کا فرمان ہم نے اوپر ملاحظہ کیا؟

Marfat.com

اصحابِؓ رسول اللہ (ﷺ) تو جنت کے ان حقداروں میں ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگیوں میں بشارت دے دی تھی' ہم اپنے حالیہ زمانے کی بات کریں تو اس ازلی و ابدی شہادت پر دم بخود رہ جاتے ہیں۔ جنگِ ستمبر (1965ء) میں شہید ہونے والوں میں ایک محمد محفوظ (نشانِ حیدر) بھی تھے۔ محمد محفوظ کی شہادت کے چند سال بعد پاکستان ٹی وی پر ایک بار یومِ دفاع کے موقع پر خاص پروگرام میں ان کے بڑے بھائی کو مدعو کیا گیا جو اپنے ساتھ اپنے گاؤں کے چند معتبر گواہوں کے ساتھ تشریف لائے اور انہوں نے بتایا کہ شہادت کے چھ ماہ بعد محمد محفوظ شہید کا تابوت قبر سے نکالنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ قبرستان کی زمین میں پانی مار کر گیا اور قبریں منہدم ہو رہی تھیں۔ محمد محفوظ شہید کا تابوت دوسری جگہ منتقل کرنے کی غرض سے جب ان کی قبر کشائی کی گئی تو اعزہ و اقارب کی خواہش پر شہید کے ایک بار پھر دیدار کی غرض سے ان کا تابوت کھول دیا گیا۔

پھر اللہ کی وحدانیت پر جان دے دینے والے محمد محفوظ شہید کے جسم کو لوگوں نے کس حال میں دیکھا؟

یہ ایک ایسی کیفیت اور حالت کا عیاں ہونا تھا جس نے وہاں موجود ہر شخص کی آنکھ اللہ تعالیٰ کی قدرت' اس کے وعدے اور فرمان کی سچائی اور حقانیت کے اقرار میں اشکبار کر دی۔ ہر زبان پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور دلوں میں اس کی عظمت کے اعتراف کا دریا موجزن ہو گیا' اس لئے کہ محمد محفوظ شہید کا جسم یوں تر و تازہ تھا جیسے اسے چند دن پہلے دفن کیا گیا ہو۔ اس کے ہونٹوں پر ایک معصوم مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ چہرے پر شیو بڑھی ہوئی تھی جو دفن کے وقت ناپید تھی اور سب سے بڑا اعجازِ خداوندی یہ ظاہر تھا کہ اس کے ہاتھوں کے ناخن بڑھ چکے تھے۔ اس کے جسم پر موجود زخموں سے خون رس پڑا جب اسے تابوت سے نکالنے کے لئے لوگوں کے ہاتھوں نے چھُوا۔

کیا کسی عام مردہ انسان کا جسم قبر میں چھ مہینے کیا چھ گھنٹے تک بھی سلامت رہ پاتا ہے؟ کیا کسی مردہ آدمی کے چہرے پر داڑھی کے بال بڑھتے ہیں؟ کیا کسی مردہ شخص کے ہاتھ پاؤں کے ناخن بڑھوتری اختیار کرتے ہیں؟ کیا کسی مردہ انسان کے زخموں سے چھ مہینے بعد بھی یوں خون چھلچھلاتا ہوا امڈ پڑتا ہے جیسے اسے چند لمحے قبل زخم آیا ہو۔"

Marfat.com

نہیں ناں۔ تو پھر میرے اللہ کا فرمان سچا ہوا۔ اس کا وعدہ حق ہوا۔ اس نے شہید کو جو حیات بعد اممات سے نوازا۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہ رہا۔ اور یہ سب اعزازات و اعجازات کس سبب سے ہیں؟ صرف اس کی راہ میں جان دینے کے باعث۔

• شہید کے بارے میں اللہ کا فرمان یہ بھی ہے کہ اس کے سب گناہان صغیرہ و کبیرہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں اور اسے جنت عطا کر دی جاتی ہے سوائے ایک بوجھ کے اور وہ ہے قرض۔ قرض اسے قرض خواہ معاف کرے گا تبھی معاف ہوگا' باقی اس کا ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور مجھے یہ بتایئے کہ شہید کسی کا مقروض ہوتو کیا اس کی شہادت کی خبر پا کر قرض خواہ اس کا قرض معاف نہ کرے گا۔ یقیناً خوش ہو کر معاف کر دے گا' اس امید پر کہ اس شہید کی بدولت اللہ اسے بھی بخش دے گا۔ تو شہید تو سیدھا جنت میں چلا گیا ناں۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ایک اور فرمان آپ کے نظر گزار کر دوں کہ '' شہید کو جب وہ زخم آتا ہے جس سے وہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے تو اسے اس زخم کی تکلیف فقط اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کسی کو عام زندگی میں سوئی چبھنے سے ہوتی ہے۔'' اللہ کی راہ میں ہم شہادت کی سعادت سے سرفراز ہوں' یہ دعا آپ اکثر اپنے لئے بھی کیا کیجئے اور ساری امتِ مسلمہ کے لئے بھی۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

اللہ سے جان کا سودا

اور کوئی شخص ایسا ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور خدا بندوں پر بہت مہربان ہے۔

(سورہ البقرہ آیت 207)

☆ اللہ تعالیٰ کا قرآنِ حکیم میں فرمان ہے کہ بیشک انسان خسارے میں ہے۔ اس فرمان کی حقانیت میں شبہ کفر ہے مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ لوگ خسارے میں نہیں ہیں جو صابر اور اعمالِ صالح بجالانے والے ہیں۔

اعمالِ صالح کی تفصیل ہمیں موضوع سے دور لے جائے گی تاہم جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دنیائے فانی کی حیاتِ مستعار میں خسارے سے بچنے اور نفع ہی نفع

Marfat.com

پانے کا آسان ترین راستہ یہ ہے کہ انسان اللہ سے سودا کر لے۔ اپنی جان کا۔ اس کی راہ میں' اس کے نام پر اپنا آپ قربان کر دے تو ایک ایسے سودے کا فریق بن جائے گا جس کا دوسرا فریق خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ سے کیا جانے والا سودا صرف اور صرف نفع دیتا ہے' یہاں بھی اور آخرت میں بھی۔ اس میں خسارے کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ ایک دوست نے بتایا کہ پبلشنگ کا کام کرنے والے ایک مسلمان نے اللہ سے سودا کیا کہ وہ جب بھی قرآنِ حکیم شائع کرے گا اس میں ایک چوتھائی اس کی پارٹنر اللہ تعالیٰ کی ذات ہوگی۔ اس کے بعد جب بھی اس نے قرآنِ حکیم کا وہ نسخہ شائع کیا' اس کے منافع میں سے ایک چوتھائی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ اور عالم یہ ہے کہ وہ مسلسل منافع میں جا رہا ہے۔ اللہ کے ساتھ کیا ہوا سودا اسے خسارے سے دور لئے جا رہا ہے۔ حضرت عثمانِ غنیؓ نے خلافتِ فاروقیؓ میں ایک بار قحط کے موقع پر اپنا سارا اناج ایک جگہ جمع کر لیا اور مدینہ کے تاجروں کے ہاتھ فروخت کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ انہیں دس گنا منافع پر بیچیں گے۔ حضرت فاروقِ اعظمؓ کو علم ہوا تو تشریف لائے اور پوچھا کہ کون تمہیں ایک کے دس دے گا اور تم خلقِ خدا کو اناج فروخت کرنے کے بجائے کس تاجر سے یہ ناقابلِ یقین سودا کر رہے ہو؟ جواب میں جنابِ عثمانؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے مال کا سودا اللہ سے کر لیا ہے جو مجھے دس گنا منافع یہاں اور ستر گنا آخرت میں دے گا۔ یہ کہا اور سارا اناج لوگوں میں مفت تقسیم کر دیا۔

جب یقین کا یہ عالم ہو کہ انسان اپنے مال کا سودا اللہ کے فرمان پر اس سے کر کے دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی منافع حاصل کرنے پر ارادہ مستحکم کر لے تو اللہ سے جان کا سودا کرنے والے کے اجر کا کیا عالم ہوگا؟ اللہ اسے کس کس ثواب سے اور کس کس انداز میں نہ نوازے گا؟ اس پر غور کرنے کے لئے اگر ہم تھوڑا سا وقت بھی نکال لیں تو ہمارا ہر سودا اللہ ہی کی عنایات و مہربانی سے ہونے لگے گا۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس میں ہماری نیت کا خلوص صرف اور صرف اللہ کے لئے مختص ہو۔

☆☆☆

Marfat.com

شیطان
تمہارا کھلا دشمن ہے

لوگو۔ جو چیزیں زمین میں حلال (طیب) ہیں وہ کھاؤ۔ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تو تم کو برائی اور بے حیائی ہی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور یہ بھی کہ خدا کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں (کچھ بھی) علم نہیں۔

(سورہ البقرہ آیت 169-168)

☆حلال و حرام اور پاک و ناپاک میں فرق ہی انسان کو اللہ اور شیطان کے پیروکاروں میں شامل کرتا ہے۔ اگر ہمارا کھانا' پینا' پہننا حلال ہے تو ہم پر احکاماتِ الٰہی کا پہرہ ہے اور اگر ہم حلال و طیب خورونوش اور لباس و کسب کے بجائے حرام و ناپاک کمائی کے رسیا ہیں اور اس میں کچھ احتیاط نہیں کرتے تو شیطان ہمارا ساتھی اور ہم اس کے چیلے ہیں اور اللہ کا یہ فرمان تو بار بار ہمارے لئے احتیاط کا راستہ دکھا رہا ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ ہمیں اس کے نقشِ قدم پر چلنے سے بچنا چاہیے۔

لالچ' عیش و آرام اور لہو و لعب انسانی فطرت میں کشش کا عجیب پہلو رکھتے ہیں۔ انسان نیکی کی طرف تو بہت مشکل سے مائل ہوتا ہے مگر بدی کی طرف مائل ہونے کے لئے اسے محض اشارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ شیطان انسان کی اسی فطری کمزوری سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اسے اپنے چنگل میں پھانسنے کے لئے شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار لہو و لعب یعنی بے حیائی اور برائی کا خوش کن نظارہ ہے جسے نظروں سے اتارتے ہی انسان اپنے اچھے برے کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ اسے صرف وقتی حظ اور لطف اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اس لمحاتی لذت کے حصول کے لئے وہ شیطان کی چلی ہوئی ہر چال کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات وہ اسے کفر کی حدود

Marfat.com

میں گھسیٹ لیتا ہے اور بہکا ہوا' لذت و شہوات کا طالب و رسیا انسان اپنے گرو شیطان کو خوش کرنے کے لئے زبان سے ایسے گمراہ کلمات بھی ادا کر جاتا ہے جن کے معنی و مفہوم کا اسے ادراک ہی نہیں ہوتا۔ اسے یہ علم ہی نہیں ہو پاتا کہ وہ جو کہہ رہا ہے ان کلمات کے اس کی زبان سے نکلتے ہی وہ شیطان کی طرح راندہ درگاہ ہو جائے گا۔ اسے تو صرف یہ پتہ ہوتا ہے کہ ایسے چند فقرے کہنے سے اس کی دنیائے عیش و طرب اس کے تصرف میں رہے گی جن کا مطلب جاننے کی اسے ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ یہ کفریہ کلمات اللہ کی وحدانیت و رحمانیت کے رد سے متعلق ہوتے ہیں مگر سننے کہنے میں بظاہر یہ ایسا مفہوم نہیں دیتے۔ جیسے انسان کسی قبر پر جا کر صاحب قبر سے یہ کہے کہ میں تو من کی مراد لے کر جاؤں گا۔ میں بے اولاد ہوں مجھے اولاد آپ ہی دیں گے۔ پھر جب اللہ اسے صاحب اولاد کر دیتا ہے تو وہ اسے صاحبِ قبر کی کرامت خیال کر کے بیٹے کا نام اللہ دتہ کے بجائے پیراں دتہ رکھ کر اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے صاحب قبر کا شکر ادا کرتا ہے۔ یہ اول تا آخر کفر اور شرک ہے۔ مگر شیطان کے چنگل میں پھنسے ہوئے انسان کے لئے جاہلیت نے اپنا دامن ایسا وا کر رکھا ہے کہ اسے یہ علم ہی نہیں ہو رہا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے' کیوں کہہ رہا ہے اور کون کہلوا رہا ہے؟ اسے صاحبِ قبر سے مراد مانگنے میں اس لئے کوئی قباحت نظر نہیں آ رہی کہ بتانے والا (شیطان اور اس کے چیلے) اسے یہ بتاتا ہے کہ اگر صاحب قبر کی کرامات سے دوسرے سائل صاحب اولاد ہو سکتے ہیں تو دو فقرے کہنے میں تمہارا کیا جاتا ہے۔ منت مان لو' مسلسل بیٹیوں کے بعد بیٹا' یا سالوں کی محرومی کے بعد گود ہری ہو جانے کے لئے چند الفاظ ادا کرنے میں تمہارا کون سا پہلو گھس جائے گا؟ یہ اور ایسی بیشمار دوسری مشرکانہ' کافرانہ اور بدعتانہ باتیں ہیں جن کے جال میں ہمارا کھلا دشمن شیطان ہمیں گرفتار کئے جاتا ہے اور ہم جملوں کے مفہوم' مرادوں کے مضمرات' اعمال کے شر اور افعال کے ضرر سے بے خبر اسے خوش کئے جاتے ہیں۔ اپنے اللہ سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اسے ناراض کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر ہم براہ راست کسی ولی اللہ سے اولاد یا کوئی اور شے مانگنے کے بجائے اس کی دعا کے وسیلے سے' اس کی نیک ہستی کے صدقے میں اللہ سے مانگیں' اور اللہ کے اس مقرب بندے سے یہ عرض کریں کہ وہ اللہ سے دعا کرے کہ وہ ہماری

Marfat.com

مشکل حل فرما دے تو اس میں کوئی شرک یا بدعت لاحق نہیں ہوتی کہ اپنے لئے کسی دوسرے مسلمان سے دعا کرانے کا حکم شرعی طور پر ثابت ہے۔

اک ذرا سا احکامِ الٰہی اور احادیثِ نبوی ﷺ پر غور و فکر، ہماری عاقبت خراب ہونے سے بچا سکتا ہے اور ہم جہنم کا ایندھن بننے سے بچ سکتے ہیں۔ مگر کیا ہم اپنے نفسِ امارہ کو خوش کرنے میں مصروف اس زندگی میں سے اک ذرا سا وقت اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے نکالنے کو تیار ہیں؟ اگر نہیں تو اس کا صرف ایک ہی سبب ہے۔ ہمارے ایمان کی کمزوری۔ اور ایمان کی کمزوری وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں ہم اپنے لئے آسانیاں اور ان آسانیوں کے حصول کے لئے حیلے تلاش کرنے نکل پڑتے ہیں۔ جب ہم اپنے اللہ سے مانگنے کے بجائے صرف اس لئے دوسروں کی طرف دیکھنا شروع کرتے ہیں کہ ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آئے کے مصداق ہمیں کچھ نہ کرنا پڑے اور مطلب بھی حاصل ہو جائے تو ایمان پر ہماری گرفت نرم پڑ جاتی ہے۔ ایمان ہمارے سینے میں اسی وقت تک محفوظ ہے جب تک حلال و حرام میں تمیز اور اللہ کے راستے میں کوشش ہماری اولیں ترجیح ہے۔ جب یہی ثانوی حیثیت اختیار کر جائے تو ایمان کو کیا پڑی ہے کہ وہ ہمارے غلاظتِ دنیا اور شرک و بدعت سے لتھڑے ہوئے سینے میں فروکش رہے۔

☆☆☆

Marfat.com

صبر و صلوٰۃ سے مدد لیا کرو

اے ایمان والو۔ صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (سورہ البقرہ آیت 153)

☆ انسان پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ بے طرح گھبرا جاتا ہے۔ اس کے حواس گم ہونے لگتے ہیں۔ اسے اپنی مصیبت اور مشکل دنیا میں سب سے بڑی محسوس ہوتی ہے۔ اسے لگتا ہے کہ جیسی مصیبت اس پر آئی ہے ایسی کبھی کسی اور پر نہیں آئی ہو گی۔ جس برے حال میں وہ گرفتار ہے اس میں کبھی کوئی دوسرا گرفتار نہیں ہوا ہوگا۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب وہ اکثر بہک جاتا ہے۔ اپنے اصلی خالق و مالک کے در سے بھٹک کر شیطان کے راستے پر چل نکلتا ہے۔ اللہ کے بجائے غیر اللہ سے مدد مانگنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اس وقت شرک کا راستہ اسے اس لئے بھی آسان لگتا ہے کہ مشرکین اس کے ہمدرد اور غمگسار بن کر اس کے اردگرد اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور یہ تو طے ہے کہ مشکل میں اگر دشمن بھی دو بول پیار کے بول دے تو انسان کو وہ اپنا محسن لگتا ہے چاہے اس ہمدردی کی آڑ میں دشمن اسے جہنم واصل ہی کیوں نہ کر دے۔

ایسی ہی خطرناک اور نازک صورتحال کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ اگر ہم کسی مصیبت میں پھنس جائیں تو بجائے ادھر اُدھر دیکھنے کے اس مشکل میں صبر کریں اور نماز کے ذریعے اللہ سے مدد مانگیں۔ صبر وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس سے فائدہ اٹھانے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں بار بار حکم فرمایا ہے۔ صبر کا اجر بے حد و حساب ہے جو دنیا و آخرت دونوں مقامات پر عطا کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ نماز پر مداومت سونے پر سہاگے والی بات ہے۔ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب کبھی آپ ﷺ کسی پریشانی

Marfat.com

میں مبتلا ہوتے تو فوراً نماز کی طرف رجوع فرماتے۔ اصل میں تو یہ عمل ہمارے لئے نمونہ تقلید بنانا مقصود تھا' ورنہ حبیبِ ربِ کریم ﷺ کو کسی پریشانی سے کیا سروکار؟ مطلب یہ ہے کہ صبر کے ساتھ نماز کے لئے اللہ کے حضور جھک جانے سے ہماری ہر وہ پریشانی اللہ دور فرما دیتا ہے جس کے لئے ہمارے بھائی بند غیراللہ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ یہی وہ اٹل حقیقت اور سچ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ ہمیں اس آیتِ مبارکہ میں متوجہ فرما رہا ہے جس کی روح کو سمجھنے کے لئے ہمیں ربِ واحد کی حقانیت اور قدرتِ مطلقہ پر اپنا ایمان مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

صلوٰۃِ وسطیٰ
اور سہولتِ نماز

(مسلمانو) سب نمازیں خصوصاً بیچ کی نماز (یعنی نمازِ فجر) پورے التزام کے ساتھ ادا کرتے رہو اور خدا کے آگے ادب سے کھڑے رہا کرو- اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پیادے یا سوار (جس حال میں ہو نماز پڑھ لو) پھر جب امن (اور اطمینان حاصل) ہو جائے تو جس طریق سے خدا نے تم کو سکھایا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے خدا کو یاد کرو- (سورہ البقرہ آیت 239-238)

پانچوں نمازوں کے ساتھ بیچ کی نماز کو جو خاص التزام سے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو سب سے پہلے ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ صلوٰۃِ وسطیٰ کون سی نماز ہے؟

صلوٰۃِ وسطیٰ سے مراد بیچ کی یعنی درمیان والی نماز ہے۔ پانچ نمازوں کے درمیان والی نماز تیسرے نمبر پر ادا کی جانے والی نماز بنتی ہے۔ بعض لوگ عصر کی نماز کو درمیان والی نماز کہتے ہیں مگر ایک ٹیکنیکل دلیل اس کے حق میں نہیں جاتی اور نماز فجر کو صلوٰۃِ وسطیٰ کا درجہ دیا جانا زیادہ قرینِ قیاس ہے۔

دیکھئے۔ اسلامی دن مغرب کی نماز سے شروع ہوتا ہے۔ اس کی آسان ترین اور واضح مثال رمضان المبارک کا آغاز ہے۔ جس شام کو رمضان المبارک کا چاند نظر آ جائے' اسی شام رمضان المبارک شروع ہو جاتا ہے اور مغرب کی نماز رمضان المبارک

Marfat.com

کی پہلی نماز کے طور پر ادا کی جاتی ہے۔ پہلے روزے کی پہلی نماز مغرب کی' دوسری عشاء کی اور تیسری فجر کی ہوئی۔ اسی طرح ہر اسلامی مہینے کا آغاز مغرب ہی کی نماز سے ہوتا ہے اور اس لحاظ سے فجر ہی کی نماز صلوٰۃِ وسطیٰ قرار پاتی ہے۔ ہاں' اگر ہم فجر کو دن نکلنے کے حوالے سے پہلی نماز فرض کر لیں تو عصر درمیانی نماز قرار پائے گی لیکن جب ہماری اسلامی تاریخ اور دن کا آغاز مغرب اور شام کے وقت سے ہو رہا ہے تو ہم سحر کے وقت کو ابتدا کے لئے کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟ پھر یہ بھی ہے کہ فجر کا وقت ایک ایسا وقت ہوتا ہے جب انسان کو بستر چھوڑنے میں سب سے زیادہ دِقت محسوس ہوتی ہے۔ سستی' شیطان کا دستِ غفلت اور نیند کا زور سب مل کر انسان کو فجر کی نماز سے دور رکھنے کی اپنی سی سعی کرتے ہیں اور اکثر کامیاب رہتے ہیں جبکہ عصر کے وقت انسان بیدار بھی ہوتا ہے اور کام کاج کسی دوسرے کے حوالے کر کے باری باری مسجد میں یا اکیلے نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ یہ سہولت فجر کی نماز میں نہیں ہے۔ وہ وقت اتنا نہیں ہوتا کہ انسان دیر کر کے وقت کے اندر اندر نماز ادا کر لے۔ دیر کرنے کی صورت میں نماز قضا ہو جاتی ہے اور ادا کا ثواب رہ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ فجر کی نماز وہ واحد نماز ہے جس کی موکدہ سنتیں بعد میں ادا کرنے کا حکم ہے۔ یعنی اگر آپ کی فجر کی سنتیں رہ جائیں تو آپ سورج چمک جانے پر ان کو ادا کرنے کے پابند ہیں اور یہ حکم کسی اور نماز کی سنتوں کے لئے نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ فجر کی سنتیں اور فرض دونوں بے پناہ اہمیت کے حامل ہیں۔ عصر کی سنتیں غیر موکدہ ہیں۔ ان کا ثواب بے حد و حساب ہے مگر ان کو کسی وقت بعد میں ادا کرنے کا حکم نہیں ہے۔

یہاں ایک اور بات میں اپنے طور پر عرض کرنا چاہوں گا جو فجر کی نماز کو صلوٰۃِ وسطیٰ ثابت کرنے کے لئے اتمامِ حجت کا کام دے گی۔

ہمارے نبی کریم ﷺ جب جہانِ ظاہر میں تشریف لائے تو وہ وقت وہی تھا جب فجر کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ یعنی رات کا اندھیرا جا رہا تھا اور سحر کا نور آنکھیں وا کر رہا تھا۔ اللہ رب العزت نے دن اور رات میں سے اپنے حبیبِ رؤف و رحیم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کے لئے سب سے مبارک' اہم اور منفرد وقت ہی کا انتخاب کیا ہوگا۔ اگر وہ وقت عصر کا ہوتا تو صلوٰۃِ وسطیٰ عصر کی نماز ہوتی اور اس کے لئے اسلامی

Marfat.com

دن کا آغاز طلوعِ سحر کے وقت سے ہوتا مگر یہ وقت فجر کا قرار پایا' جب دن کا آغاز ہو رہا ہوتا ہے' نورِ سحر اپنا دامن پھیلا رہا ہوتا ہے اور اللہ کی حمد و ثنا کے لئے شب بیداریوں کے بعد سجدہ شکر کے طور پر نمازِ وسطیٰ کا اہتمام کیا جا رہا ہوتا ہے کہ یہ وقت اس رب کے محبوب ﷺ کی ولادتِ باسعادت کا ہے۔ یہی وقت پانچ نمازوں میں سے اہم ترین نماز کا ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کیا' یقیناً یہی وہ وقت ہے جس پر صلوٰۃِ وسطیٰ کے حکم کا اطلاق ہوتا ہے۔

نماز میں اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہنے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے خالق و مالک کے حضور دست بستہ کھڑا ہو تو اس کے دل و دماغ میں سوائے اس ربِ واحد کے کسی اور کا خیال تک نہ آئے۔ وہ اسے دیکھنے کی کیفیت کے ساتھ نماز ادا کرے اور اگر ایسا محسوس نہ کر سکے تو یہ حال تو خود پر وارد کر ہی سکتا ہے کہ حالتِ نماز میں اسے اس کا اللہ دیکھ رہا ہے۔ اور ایسا سوچ کر جب انسان نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کی سانس رک جاتی ہے۔ اس کا دل پھٹنے لگتا ہے۔ اس کے لئے کھڑا رہنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس کا رواں رواں کانپنے لگتا ہے۔ دھڑکن تھم جانے کی حد تک مدھم ہو جاتی ہے۔ اس کا قیام طویل' رکوع لرزیدہ اور سجدے اشک فشاں ہو جاتے ہیں۔ تب اسے نماز میں خشوع و خضوع کا مطلب سمجھ آنے لگتا ہے۔ اور یہی نماز کی روح ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے اور نماز دینِ اسلام کا ستون مانا گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ دین کے ستون کا درجہ رکھنے والی عبادت پتھر کی طرح سخت اور لکڑی کی طرح کرخت ہو۔ نماز کی ادائیگی کے لئے اگر بے پناہ تاکید کی گئی ہے تو ساتھ ہی اس کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ممکنہ حد سے بھی زیادہ سہولتیں ہمارے لئے بہم پہنچا دی ہیں تاکہ نماز کی طرف رغبت کا راستہ آسان تر رہے۔

فرمایا گیا کہ اگر تم خوف کی کسی حالت سے گزر رہے ہو جیسے جنگ' دشمن یا درندوں کی طرف سے حملے کا خوف۔ یا ایسی ہی کسی اور حالت کا شکار ہونے پر تم سواری پر ہو یا پیدل' جیسے آسانی ہو نماز ادا کر لو۔ اور یہ سہولت تب تک تمہیں حاصل رہے گی جب تک تم امن والی جگہ یا اپنے گھر نہ پہنچ جاؤ۔ اطمینان حاصل ہوتے ہی یہ سہولت ختم

Marfat.com

ہو جائے گی اور تم اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق نماز ادا کرنے کے پابند ہو جاؤ گے۔

یہ فرمان ظاہر کرتا ہے کہ نماز کسی بھی حالت میں معاف نہیں ہے۔ جو لوگ اپنے نام نہاد پیروں کی اس بات پر یقین کر کے نماز کا دامن چھوڑ بیٹھتے ہیں کہ ان کے پیر صاحب نے فرما دیا ہے کہ ''تمہیں نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے تمہاری نمازیں پڑھ دی ہیں۔'' ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ قرآنِ حکیم تو اس بارے میں ایسی کوئی چھوٹ نہیں دے رہا جیسی ان کے پیر صاحب دے رہے ہیں تو کہیں ایسا تو نہیں کہ پیر صاحب شیطان کے چنگل میں پھنس کر اپنے ساتھ دوسروں کی عاقبت بھی خراب کرنے پر تُل گئے ہوں؟ جب حبیبِ کبریا' ہمارے آقا و مولاؑ ہادی و رہنما ﷺ نے آخر دم تک نماز کا فرض ادا کیا اور نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا تو ہم اور ہمارے پیرانِ سوء اس میں کوئی نیا راستہ نکالنے والے کون ہوتے ہیں؟ نماز بہرحال صاحبِ فراش ہونے تک ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ جو اس میں کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے وہ اس کا اور اس کے اللہ کا معاملہ ہے مگر وہ اسے جان بوجھ کر کسی بھی حیلے بہانے سے ترک کر دینے اور دوسروں کو اس کے ترک کرنے پر آمادہ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ یہ عمل اسے عذابِ الیم کے قریب تر کر دینے والا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

صحابہ کرامؓ

محمد (ﷺ) اللہ کے پیغمبر ہیں- اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں' وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحمدل۔ (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں- (کثرتِ) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں- ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں- (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی- پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے- جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہے-

(سورہ الفتح آیت 29)

☆جنگِ بدر میں بعض ایسے واقعات پیش آئے جو ابد تک تاریخِ اسلام کے ماتھے کا جھومر بن کر دمکتے رہیں گے۔ ان اور ان جیسے اَن گنت دوسرے اسلامی واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مومنین دینِ اسلام کے حوالے سے اگر ایک طرف اپنے مسلمان بھائی بندوں کے لئے نرم و گداز دل رکھتے ہیں۔ان پر اپنا تن' من' دھن وار دینے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی سعی کرتے ہیں۔مہاجرین کے لئے انصار اپنے مال و دولت حتیٰ کہ ازواج کی بھی تقسیم کر ڈالتے ہیں تو میدانِ جہاد میں

Marfat.com

اللہ کے نام پر جان دینے اور جان لینے کے جذبے سے سرشار یہ توحید کے پروانے فولاد بن جاتے ہیں۔ جنگِ بدر کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے خاندان کے باقی لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا تو آپ کے ایک صاحبزادے نے ایک موقع پر کہا کہ ابا جان۔ جنگِ بدر میں آپ کئی بار میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں نے آپ سے اعراض کیا کہ آپ میرے والد ہیں' اور میں نے آپ کو قتل نہیں کیا۔ جنابِ صدیقؓ نے جواب میں جو تاریخی کلمات زبانِ حق شناس سے ادا فرمائے وہ آج بھی روح پر وجد طاری کر دیتے ہیں' خون میں کھولاؤ پیدا کر دیتے ہیں اور دل میں اسلام کی حقانیت یوں دھڑک اٹھتی ہے کہ انسان کی زبان پر اللہ اکبر کے الفاظ جھوم جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ''فرزند۔ تو نے تو مجھے اپنا باپ سمجھ کر کئی بار چھوڑ دیا لیکن خدا کی قسم۔ اگر تو ایک بار بھی میری تلوار کی زد پر آ جاتا تو میں تیرا سر اڑا دیتا کیونکہ تو اس وقت میرا بیٹا نہیں دشمن اسلام کے طور پر میرا مدِ مقابل تھا۔''

علامہ اقبال نے اسی موقع کی مناسبت سے اور آیتِ بالا کے مفہوم کو اجاگر کرنے کے لئے کہا تھا:

ہو حلقہء یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

دینِ اسلام کی اصل روح یہی ہے جس سے نسلِ نو کو آگاہ کرنے کے لئے ہمارا فرض جو آج بنتا ہے اس سے' پہلے کبھی ایسی شدت کا طلبگار نہ تھا کہ فی زمانہ کفر و باطل جس تیزی سے پاؤں پھیلا رہا ہے ہمیں اس کا خیال رکھتے ہوئے اپنی جوان ہوتی نسلوں کو رزم و بزم کے آداب سکھانے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

مومنوں کے جو اوصاف تورات و انجیل میں مرقوم ہیں وہ اسلام کے شیدائیوں پر بھی صادق آتے ہیں۔ سجدوں (یعنی نماز) کی کثرت سے پیشانی پر پڑ جانے والے محراب اور مسلسل نیکیوں اور عبادات میں تواتر کے حامل مومنین کو لحہ بہ لحہ ترقی' عروج اور طاقت کی منزلیں طے کرتے دیکھ کر کفار و مشرکین کے دل جل جل کر خاک ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ خوش بخت ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور اجرِ عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے جو آخرت میں ان کو دیا جائے گا اور اللہ تو کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

Marfat.com

صدقہ و خیرات

صدقات (یعنی زکوٰۃ و خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنانِ صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیفِ قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرضہ داروں کے (قرض ادا کرنے میں) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال) خرچ کرنا چاہیے۔(یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ (سورہ التوبہ آیت 60)

☆ آیتِ بالا میں بڑی وضاحت سے صدقات و خیرات کی مدات بیان کر دی گئی ہیں کہ کہاں کہاں ان کو خرچ کیا جا سکتا ہے۔ ایک چھوٹی سی وضاحت یہاں ضروری ہے کہ ماضی کی طرح آج غلاموں کی خرید و فروخت نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں ہم کیا کریں؟ کیسے کسی غلام کو خرید کر آزاد کریں اور اس کا ثواب حاصل کریں؟

بدلتے زمانے کے ساتھ احکام نہیں' ان کا طریقِ نفاذ بدل جاتا ہے۔ یہی احکاماتِ الٰہی کو سمجھنے کے لئے سب سے ضروری بات ہے۔ آج ہم کسی غلام کو خرید کر آزاد نہیں کر سکتے مگر کسی مفلس کی غربت سے تو اس کی گردن چھڑا سکتے ہیں۔ یہی اس کے لئے افلاس کی غلامی سے آزادی ہو گی۔ کسی بیروزگار کو چھوٹا موٹا روزگار شروع کرا دیجئے۔ یہ اس کے لئے مصائب سے آزادی کے مترادف ہو گا۔ کسی بیوہ کے گلے سے مشقت کا طوق نکال دیجئے۔ وہ خوشحالی کی آزاد فضا میں سانس لینے پر آپ کے لئے دم آخر تک سراپا دعا بنی رہے گی۔ بیشمار ایسی مدات ہیں جو اس ضمن میں متبادل کے طور پر

Marfat.com

سامنے آ جائیں گی۔ آپ صرف اک عمل کا ارادہ کیجئے' اللہ تعالیٰ آپ کی نیت کو دیکھتے ہوئے آپ کو خرچ کرنے کے لئے وسائل بھی مہیا کرے گا اور عمل کی توفیق بھی عطا کرے گا۔

اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے خرچ کرنا

(تو) خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس (مال) میں اس نے تم کو (اپنا) نائب بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور (مال) خرچ کرتے رہے ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

(سورہ الحدید آیت 7)

☆ اللہ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے خرچ کرنے کا مفہوم یہاں یہ ہے کہ اسے مستحقین پر خرچ کیا جائے نہ کہ صرف اپنی ذات کے لئے مخصوص کر لیا جائے۔

دھیان میں رکھنے کی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہم میں کسی کو مال و دولت عطا کرتا ہے تو جہاں وہ ہمیں فراوانی رزق سے نوازتا ہے' ہمیں خوشحالی کی نعمت دیتا ہے' آسائشوں اور سہولتوں سے مالا مال کر دیتا ہے' وہیں ہماری آزمائش کا وقت بھی شروع ہو جاتا ہے۔ ہمیں مال دے کر اصل میں اللہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم اس مال میں سے اس کے دوسرے مستحق بندوں پر کتنا اور کیسے کیسے خرچ کرتے ہیں۔ کرتے بھی ہیں یا سارے کا سارا مال ہڑپ کر میسنے بن جاتے ہیں۔

اللہ کے دیے ہوئے مال میں سب سے پہلا حق ہمارے گھر والوں کا ہے۔ ان کی ضروریات پوری کرنے کے بعد اعزہ و اقارب کی باری آتی ہے۔ ہمارے مال و صدقات اور خیرات و زکوٰۃ میں ان کے بعد ہمسایوں اور عام غرباء و مساکین کا حق ہے۔ کیا ہم اپنے مال و منال میں سے یہ سب حقوق پورے کر رہے ہیں؟ اگر کر رہے ہیں تو فبہا' ورنہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک حد تک ہماری طرف سے اعمال خیر کا انتظار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ہم سے یہ مال چھین کر کسی اور کے حوالے کر کے اس کے لئے اسے آزمائش بنا دے۔ یا کسی ایسے شخص کو بخش دے جو اس کے راستے میں خرچ کرنے پر کاربند ہو۔ اور اگر ایسا نہیں ہوتا۔ ہم اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے اور ہمارا مال

Marfat.com

ہماری کنجوسی، بخیلی اور سینت سینت کر رکھنے کی عاداتِ بد کا شکار ہوتا رہتا ہے تو اس کے لئے آخرت میں لیا جانے والا حساب اور دیا جانے والا عذاب بڑا سخت ہے۔ اس سے بچنے کے لئے ہمیں آج ہی سے کوشش شروع کرنا ہوگی۔ اور ویسے بھی یہ تجربہ شدہ اور آزمائی ہوئی بات ہے کہ آپ اللہ کے راستے میں خرچ کریں تو اس کے دیے ہوئے مال میں اضافہ، برکت اور ترقی ہوتی ہے۔ ثواب اس کے علاوہ ہے جو ہمارے نامہ اعمال میں خود بخود درج ہو جاتا ہے۔

یہاں ان لوگوں کو خاص طور پر اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے جو اس بہانے اپنا مال بچائے رکھتے ہیں کہ بس کل اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے۔ یا یہ کہ جونہی گنجائش پیدا ہوگی اللہ کے راستے میں خرچ کریں گے۔ یہی حیلے بہانے کرتے کرتے موت ان کو آلیتی ہے اور وہ آخری سانس لیتے ہوئے اللہ سے کچھ اور مہلت کے طالب ہوتے ہیں تاکہ اس کی راہ میں خرچ کر کے صالحین میں داخل ہو جائیں۔

کام کوئی بھی ہو اگر ارادہ ''کل'' کا کر لیا جائے تو وہ کام کبھی نہیں ہوتا کہ کل تو کبھی آتی ہی نہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے اگر گنجائش تلاش کرنا شروع کر دی جائے تو وہ کبھی نہیں نکلتی۔ خرچ کرنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ارادہ اور دوسرا عمل۔ ہم اپنی ذاتی آسائش کے حصول، یا بیوی کی فرمائش پوری کرنے کے لئے تو نہ ''کل'' کا انتظار کرتے ہیں نہ اپنے بچوں کی ضروریات کے لئے گنجائش کا بہانہ بناتے ہیں لیکن جس نے یہ سب عطا فرمایا ہے، اس کے راستے پر خرچ کرنے کے لئے کبھی کل کا انتظار کیا جاتا ہے اور کبھی گنجائش کے حیلے کا دامن تھام لیا جاتا ہے۔ اسی آنا کانی میں زندگی کی شام ہو جاتی ہے اور تب وقت کے گزر جانے کا احساس ہمیں مزید مہلت کا طالب بنا دیتا ہے، جو اللہ کبھی نہیں دیتا۔ کیونکہ مہلت موت آنے سے پہلے تک ہے، یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اپنے وعدے کے خلاف وہ کبھی نہیں کرتا۔

☆☆☆

Marfat.com

طلاق اور تین طُہر

اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے تئیں روکے رہیں اور اگر وہ خدا اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتی ہیں تو ان کو جائز نہیں کہ خدا نے جو کچھ ان کے شکم میں پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں اور ان کے خاوند اگر پھر موافقت چاہیں تو اس (مدت) میں وہ ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسا دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے اور خدا غالب (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

(سورہ البقرہ آیت 228)

☆ طلاق وہ جائز فعل ہے جو اللہ کو حلال ہونے کے باوجود سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ تاہم انسانی زندگی میں بعض مراحل ایسے آ جاتے ہیں کہ اس کے بغیر دوسرا کوئی چارہ نہیں رہتا' اس لئے اسے انتہائی حالت ہی میں اختیار کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

طلاق یافتہ عورت کے لئے سب سے پہلا حکم یہ ہے کہ وہ تین حیض تک نئے نکاح سے باز رہے اور پوری ایمانداری کے ساتھ اس بات کو ظاہر کرے کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں۔ اگر وہ حاملہ ہے تو زچگی تک نکاح نہیں کر سکتی۔ اس دوران اگر خاوند کے ساتھ اس کی صلح ہو جائے تو طلاق منسوخ ہو جائے گی۔ اگر خدانخواستہ ایسا نہیں ہوتا تو زچگی کے بعد طلاق موثر ہو جائے گی اور اب وہ نیا گھر بسانے کے لئے آزاد ہے۔

Marfat.com

حمل کو چھپانے کی ممانعت اس لئے کی گئی ہے کہ اگر مطلقہ اسے ظاہر نہیں کرتی تو اللہ کے فرمان کے خلاف کرتی ہے۔ اب اس کا خاوند جو اسے طلاق دے چکا ہے' وہ اور دوسرے لوگ یہی سمجھیں گے کہ چونکہ وہ حاملہ نہیں ہے اس لئے اپنے لئے دوسرا مرد تلاش یا منتخب کرنے میں وہ آزاد ہے۔ اب اس حالت میں اگر وہ دوسری شادی کے عمل سے گزرتی ہے تو اس کے پیٹ میں پرورش پانے والا بچہ دوسرے خاوند کے نام لگ جائے گا جبکہ دراصل وہ پہلے خاوند کا ہے۔ باپ کا نام بدل دینے کے اس گناہ کے لئے وہ عورت آخرت میں سخت سزا کی مستوجب ہو گی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے عورت کے اس مکر کا علاج بھی ساتھ ہی فرما دیا اور تین حیض تک نکاح نہ کرنے کی پابندی لگا دی۔ اب وہ جو چاہے کرلے تین ماہ کا حمل چھپانا تو اس کے بس میں نہیں ہے۔ وہ ظاہر ہو کر ہی رہے گا اور اس سارے عمل میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں جھگڑے کا شکار میاں بیوی کے لئے تین حیض کی قدغن میں جو حکمت پوشیدہ رکھی ہے اس کا حمل سے آگاہی کے علاوہ دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہو سکتا ہے اس دوران دونوں کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ شاید وہ ایک دوسرے کی طرف رجوع پر مائل ہو جائیں اور طلاق جیسے ناپسندیدہ فعل سے بچ جائیں۔

طلاق کے احکام

طلاق (صرف) دو بار ہے (یعنی جب دو دفعہ طلاق دے دی جائے تو) پھر (عورتوں کو) یا تو بطریق شائستہ (نکاح میں) رہنے دینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ اور یہ جائز نہیں کہ جو مہر تم ان کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ ہاں اگر زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ خدا کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر عورت (خاوند کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے بدلے میں کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ خدا کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں۔ ان سے باہر نہ نکلنا اور جو لوگ خدا کی حدوں سے باہر نکل جائیں گے وہ گنہگار ہوں گے۔ پھر اگر شوہر (دو طلاقوں کے بعد تیسری) طلاق عورت کو دے دے تو اس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اس (پہلے شوہر) پر حلال نہ ہو گی۔ ہاں اگر دوسرا خاوند بھی طلاق دے دے اور

Marfat.com

عورت اور پہلا خاوند پھر ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دونوں یقین کریں کہ خدا کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ خدا کی حدیں ہیں۔ ان کو وہ ایسے لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے جو دانش رکھتے ہیں۔

(سورہ البقرہ آیات 230-229)

☆ دو بار طلاق دینے کے بعد تک یہ سہولت اور نرمی قائم رہتی ہے کہ خاوند بیوی کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ اس میں بھی یہ پابندی ہے کہ ایک ہی وقت میں دو یا تین طلاقیں نہ دے۔ ایسا کرنے والے مرد پر اللہ کی طرف سے لعنت بھیجی گئی ہے جو صلح و رجوع کا دروازہ بند کرتے ہوئے ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دینے کا قبیح عمل کر گزرتا ہے۔

دوسری طلاق کے بعد بہتر تو یہ ہے کہ رجوع کر لیا جائے اور جھگڑا ختم کر کے گھر بسا لیا جائے لیکن اگر رجوع کی کوئی صورت نہ نکلے تو اب مرد پر یہ فرض ہے کہ جب وہ مستقل طور پر عورت سے تعلق توڑنے کا فیصلہ کر ہی چکا ہے تو اسے احسن طریقے سے رخصت کر دے۔ اس احسن طریقے کا مفہوم یہ ہے کہ عورت پر کوئی بہتان بازی نہ کرے۔ اس سے کوئی نیا پرانا حساب چکانے کے لئے جھگڑا یا زیادتی نہ کرے۔ اس کے لئے ایسی کوئی مشکل پیدا نہ کرے جو اس کی آئندہ زندگی میں مصیبت بن جائے۔ ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا گیا کہ عورت کا مہر' اگر اس نے ابھی تک ادا نہیں کیا تو فوراً ادا کرے۔ اور اس کے بعد اسے رخصت کرے اور اگر ادا کر چکا ہے تو اس میں سے کچھ واپس لینے کا اسے کوئی حق نہیں ہے۔

اب آگے یہاں ایک بہت بڑا مسئلہ حل کیا گیا ہے جو ہماری معاشرتی زندگی میں مستقل جھگڑوں' برائیوں اور قتل و غارت تک کو جنم دیتا ہے اور اس کی کم از کم بُری صورتحال یہ ہے کہ عورت کی زندگی جہنم بنا دی جاتی ہے۔ یہ مسئلہ ہے عورت کے خلع لینے کا۔

عورت مرد سے طلاق چاہتی ہو اور مرد اسے طلاق نہ دے تو زندگی جس عذاب خانے کی شکل اختیار کر جاتی ہے وہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس صورتحال میں اگر مرد یہ تقاضا کرے کہ عورت خلع لینے کے لئے اسے اپنے مال میں سے کچھ دے

Marfat.com

دے تب وہ اسے آزاد کرے گا تو عورت کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ ایسا کر گزرے اور مرد کو کچھ دے دلا کر اپنی جان چھڑا لے تاکہ نئی زندگی کسی الجھن اور پریشانی کے بغیر شروع کر سکے۔ اس سارے عمل کے لئے نہ عورت گناہگار ہے نہ مرد۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو یہ سہولت دے کر اپنی حدود میں رہنا سکھایا ہے۔ اللہ کی قائم کی ہوئی حدود کو پار کرنے سے بچنے کے لئے ایسی نرمیاں عطا کی گئیں جو انسانی طبع کو سکون اور قرار دے سکیں۔ کینہ ختم کر دیں اور بدلے کی آگ کو بھڑکنے سے روک دیں۔

تیسری طلاق کے بعد عورت اور مرد میں مستقل جدائی قرار پا جاتی ہے۔ اب ان دونوں کے دوبارہ ملنے کی ایک ہی صورت ہے کہ عورت کسی دوسرے مرد کے ساتھ شادی کرے۔ وہ اسے اپنی خوشی سے طلاق دے۔ عورت عدت کا عرصہ گزارے اور پھر اگر پہلے خاوند کے پاس جانا چاہے جس پر سابقہ خاوند بھی راضی ہو تو عدت کے بعد ان دونوں کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

ہمارے ہاں اس عمل کو "حلالہ" کا نام دیا جاتا ہے۔ اور اگر سوچا جائے تو یہ عورت اور مرد دونوں کے لئے ایک ایسی سزا ہے جو طلاق جیسے قبیح عمل کو اختیار کرنے کے نتیجے میں ان کو ملتی ہے۔

طلاق، ہمیشہ طیش اور جھگڑے کے نتیجے میں قرار پاتی ہے۔ خوشی سے کوئی مرد کسی عورت کو طلاق دیتا ہے نہ کوئی عورت خوشی سے طلاق لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے اور لینے والے دونوں فریقوں کو کم از کم تین حیض کی مہلت دی کہ وہ اپنے اس فیصلے پر بار بار سوچ لیں۔ اس کے مضمرات اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پیدا ہو جانے والی جدائی پر غور کر لیں۔ ان بد اثرات کے بارے میں سوچیں جو طلاق کے نتیجے میں ان کی اولاد پر مرتب ہوں گے۔ تین طلاقوں کے موثر ہونے کی مدت تک بھی جب دونوں فریق اپنے اپنے فیصلے پر اڑے رہتے ہیں اور رجوع سے منہ موڑے رکھتے ہیں تب اللہ کی قائم کردہ حد نافذ ہو جاتی ہے اور طلاق ان دونوں میاں بیوی کے درمیان ایک ایسی دیوار بلند کر دیتی ہے جسے صرف حلالہ گرا سکتا ہے۔ طلاق کی طرح حلالہ بھی اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ترین افعال میں سے ہے۔

اور حلالہ کیا ہے؟

Marfat.com

یہ کہ ایک مرد اپنی جس بیوی کو طلاق دے چکا ہے' جو کل تک اس کی غیرت تھی' اس کے ساتھ ایک دوسرا مرد شادی کرے۔ اسے اپنے بستر پر لے جائے۔ جب تک چاہے اسے اپنی زوجیت میں رکھے۔ پھر اگر اس کا جی چاہے اور وہ اس کا کوئی معقول عذر رکھتا ہو تو اس عورت کو طلاق دے دے تاکہ وہ اپنے پہلے خاوند سے جا کر نکاح کر سکے۔

اس سارے عمل میں سب سے زیادہ سوہانِ روح بات یہی ہے کہ مرد کو اپنی عورت واپس ملتی ہے تو کسی اور کے استعمال کر لینے کے بعد۔ اللہ کی دی ہوئی سہولت اور نرمی کی مہلت سے فائدہ اٹھا لیا جاتا تو یہ نوبت نہ آتی۔ دوسری طلاق تک کی مدت کے بعد رجوع کر لیا جاتا تو کسی دوسرے مرد کے بستر پر جانے کے لمحے کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ یہ خیال جب جب مرد کو آئے گا کہ اس کے پاس لوٹ آنے والی اس کی بیوی ایک دوسرے مرد کے بستر سے ہو کر آئی ہے تو اس کا سینہ بوجھل ہوتا رہے گا۔ پچھتاوا بھی جنم لے سکتا ہے کہ میں نے دوبارہ اس عورت سے نکاح کیوں کیا؟ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں خاص طور پر فرمایا کہ یہ عمل مکرر اسی وقت اختیار کیا جائے جب تم اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکو۔ یعنی دوبارہ اپنے نکاح میں لا کر عورت کو اس خاوند کا کوئی طعنہ دینا جس سے طلاق لے کر وہ لوٹی ہے یا ایسی ہی کوئی دوسری اذیت دہ بات کرنا جس سے عورت کی دل آزاری ہو یا عورت کا دوسرے خاوند کے حوالے سے کوئی ایسا قول و فعل جو خاوند کو دکھ دے' اللہ کی حدود کو پار کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس لئے اگر تم ان حدود کو قائم نہیں رکھ سکتے تو حلالہ کے بعد دوبارہ اس عورت سے نکاح کرنے کی کوشش مت کرو جسے تم طلاق دے چکے ہو۔

ثابت یہ ہوا کہ طلاق بہر حال ایک ایسا ناپسندیدہ فعل ہے جس سے رک جانا ہی بہتر ہے اور اس کے لئے اللہ کی عطا کردہ سہولتوں سے فائدہ اٹھانے ہی میں ہماری نجات ہے۔

ثالث (طلاق میں) مقرر کرنے کا حکم

اور اگر تم کو معلوم ہو کہ میاں بیوی میں ان بن ہے تو ایک منصف مرد کے

Marfat.com

خاندان میں سے اور ایک منصف عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو۔ وہ اگر صلح کرا دینا چاہیں گے تو خدا ان میں موافقت پیدا کر دے گا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا سب کچھ جانتا اور سب باتوں سے خبردار ہے۔ (سورہ النساء آیت 35)

☆زندگی میں کبھی کبھی ایسا نازک لمحہ بھی سامنے آن کھڑا ہوتا ہے جب میاں بیوی کا مضبوط رشتہ کچے دھاگے کی مانند ٹوٹ جانے کی نوبت آ جاتی ہے۔ یہ بڑا سنبھل کر، خوب سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے کا وقت ہوتا ہے۔ اک ذرا سی لغزش انسان کو عمر بھر کے پچھتاوے کی آگ میں جھونک دیتی ہے۔ یہ وہ آزمائش ہوتی ہے جس میں پورا اترنے کے لئے انسان کو کسی ایسے ہمدرد و غمگسار کی ضرورت پڑتی ہے جو اس کے الجھے ہوئے معاملے کی ڈور سلجھا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مشکل سے نکلنے کے لئے ایسا حکمت بھرا لائحہ عمل انسان کے لئے ترتیب دیا ہے کہ اس خالق و مالک کی شان کرم پر قربان ہو جانے کو جی چاہتا ہے۔ اس نے فرمایا کہ ایسے نازک وقت میں جب انسان اکثر اپنے طور پر صحیح فیصلہ کرنے کے قابل نہیں ہوتا، وہ اپنے خاندان میں سے اور عورت اپنے میکے میں سے ایک ایک صالح مرد کو ثالث مقرر کریں۔ یہ دونوں ثالث باہم مل بیٹھ کر دونوں ناراض میاں بیوی کے معاملات کا جائزہ لیں۔ ان کے درمیان صلح کی کوشش کریں۔ ان کے اختلافات کو سمیٹ لیں اور اجڑتے ہوئے گھر کو دوبارہ بسا دینے کی پُرخلوص سعی کریں۔ اگر وہ خلوصِ نیت سے اس کوشش میں لگے ہوں گے تو اللہ کی مدد شامل حال ہوگی اور جھگڑا اللہ کے فضل سے نمٹ جائے گا۔ صلح ہو جائے گی اور دو روٹھے ہوئے من جائیں گے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے جس بات پر زور دیا وہ یہ ہے کہ "اگر ثالث چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں ثالثوں میں موافقت پیدا فرما دے گا۔" یعنی ساری ذمہ داری اب ثالثوں پر ہے کہ وہ بغیر لاگ لپٹ کے، اپنی دشمنیاں نکالنے کے بجائے دو ایسے ناراض میاں بیوی کے لئے صلح کی کوشش کریں جنہوں نے اپنے بارے میں ہر اچھے بُرے فیصلے کا کلی اختیار دے کر ایک طرح سے اپنی آئندہ زندگی کی باگ ڈور ان دونوں ثالثوں کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ اگر وہ ذرا سی بھی بدنیتی سے کام لیں گے تو بنتا ہوا کام بگڑ جائے گا۔ اور اگر وہ اللہ کی مدد چاہتے ہوئے صلح میں مخلص ہوں گے تو اللہ ان

Marfat.com

دونوں ثالثوں کے خیالات میں موافقت پیدا فرما دے گا اور ان کے ہاتھ سے درست فیصلہ کرا کے دو دلوں کو جوڑ دے گا۔

پہلی صورت میں ان کا خلوص نیت' اللہ کی طرف سے ان کے لئے ثواب کا ایسا انعام لے کر آئے گا جس کی انتہا کے بارے میں وہ کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ اور اگر ان کی دانستہ حرکت کے باعث علیحدگی یا طلاق وقوع پذیر ہو گئی تو اس کا سارا گناہ ان دونوں پر ہو گا۔ اور یہ یاد رہے کہ طلاق وہ جائز فعل ہے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ اور پھر ایسی طلاق جس کے بارے میں بیچارے فریقین اپنے ثالثوں پر امید لگائے بیٹھے ہوں کہ وہ اسے روک دیں گے' اس کے واقع ہونے کا گناہ ثالثوں کو ایسی سزا کا مستوجب بنا دے گا جس کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتے۔

اب یہ ثالثوں پر ہے کہ وہ ثواب کی انتہا کے طالب ہیں یا سزا کی۔ ہاں' اگر صلح کی ہر کوشش ناکام ہو جائے اور فریقین کسی طرح راضی نامے کی طرف آتے ہی نہ ہوں تب اور بات ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

عبادت کے لائق صرف اللہ ہے

(اے پروردگار) ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔
(سورہ فاتحہ آیت 4)

☆ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد ہی عبادت اور پرستش کے لائق ہے' اس پر ایمان محکم اور یقین کامل ہمارے دین کی بنیادی اکائی ہے۔ جس کی عبادت کی جائے وہ کوئی ایسی ذاتِ کامل ہی ہوگی جو قدرتِ مطلقہ کا جوہر رکھتی ہوگی۔ ہم عبادت اللہ کی کریں اور مدد کسی اور سے مانگیں' یہی شرک ہے جو اللہ کے نزدیک ناقابلِ معافی گناہ ہے۔ اس لئے کہ یہ اس کی قدرت پر شک کے مترادف ہے کہ ہم اس کے علاوہ کسی اور کو مدد کے لئے پکاریں۔ کیا اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود نہیں کہ جس کام کے لئے غیر اللہ کو پکارا جا رہا ہے' وہ کام (نعوذ باللہ) اللہ کے بس کا نہیں ہے؟ یہ بات اللہ تعالیٰ کی غیرت کیسے برداشت کر سکتی ہے؟ اسی لئے اسے شرک کا نام دیا گیا اور اس کی معافی سے اس نے صاف صاف انکار کر دیا۔ ہمیں اپنے اقوال و اعمال کی طرف دھیان دینا چاہئے کہ کہیں ہم دانستہ یا نادانستہ طور پر اللہ کے سوا کسی اور سے مدد مانگنے کا ناقابلِ معافی گناہ تو نہیں کر رہے؟

عہد شکن اور ناشکرے لوگ

اور جب ان پر (دریا کی) لہریں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں' تو خدا کو

Marfat.com

پکارنے (اور) خالص اس کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو بعض ہی انصاف پر قائم رہتے ہیں اور ہماری نشانیوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکرے ہیں۔ (سورہ لقمان آیت 32)

☆ یہاں دریا کے طوفان کی مثال ایسی مشکل صورتحال کی وضاحت کے لئے دی گئی ہے جس میں گھر کر انسان بے اختیار اپنے رب کو چیخ چیخ کر مدد کے لئے پکارنے لگتا ہے۔ اس کے حضور سجدے میں گر کر آہ وزاری کرتا ہے۔ وظائف ونوافل میں محو ہو جاتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل فرما دیتا ہے۔ اس کی مشکل دور فرما دیتا ہے۔ اسے نجات اور آسانی سے نواز دیتا ہے تو وہ امان کے ساحل پر آ اترتا ہے۔ تب معدودے چند لوگ اللہ کے اس احسان اور رحمت کو یاد رکھتے ہیں جس کے باعث انہیں مشکل اور مصیبت سے نجات ملی۔ باقی لوگ اسے اپنے مقدر کا لکھا' اپنی تدبیر کا کمال اور ہمت واستقلال کا نتیجہ قرار دے کر ناشکرے پن کی حدوں کو چھو جاتے ہیں۔ وہ اللہ کے ساتھ کئے ہوئے اس عہدِ قدیم کو بھول جاتے ہیں جس کے تحت وہ اللہ کو اپنا رب اور مشکل کشا ماننے کے پابند ہیں۔ قالوا بلیٰ کا وعدہ ان کے دل ودماغ سے محو ہو جاتا ہے اور اللہ کے نزدیک وہ ناشکرے اور عہد شکن قرار پاتے ہیں۔ اور اللہ شکر گزاری سے منہ موڑنے والوں اور عہد توڑنے والوں کو کب پسند فرماتا ہے۔ انہیں تو آخرت میں ان کے ایسے اعمالِ قبیحہ کی سزا مل کر رہے گی جن کے تحت وہ اللہ کی مہر وعطا سے رخ پھیر کر اپنی تدبیروں کے باعث کامیابی کے وہم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جنوں اور انسانوں کی پیدائش کا مقصود

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے طالبِ رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلائیں۔ اللہ ہی تو رزق دینے والا زور آور (اور) مضبوط ہے۔

(سورہ الذاریات۔ آیات 58-56)

☆ جن وانس کی پیدائش کا سب سے بڑا مقصد اللہ کی شکر گزاری ہے اور اس کا احسن ترین طریقہ اس ذات کریم کی عبادت ہے۔ ہم مسلمان جب کھانے پینے کی کسی

Marfat.com

چیز پر اللہ کا نام لیتے ہیں تو اس سے اصل مقصود تو اللہ کے نام کی برکات کا حصول ہوتا ہے لیکن اگر کسی کے دل و دماغ میں یہ غلط فہمی پر مبنی سوچ جڑ پکڑ لے کہ اس کھانے پینے کی چیز کا اللہ کو کوئی فائدہ یا یہ اس کی طلب ہے تو اس کا یہ خیال خام دور کرنے کے لئے اسے یہ بتانا ضروری ہے کہ اللہ تمام حاجات سے پاک ہے۔ اسے نہ کھانے پینے کی حاجت ہے نہ نیند اور لباس کی۔ یہ سب تو ہم انسانوں اور دوسری مخلوقات کی ضروریات ہیں جن کو پورا کرنے اور ہمیں رزق و آسائشات سے نوازنے والی ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہ ''رزق دینے والا'' ہے' رزق طلب کرنے والا نہیں۔ اس کی صفت ''کھلانا پلانا'' ہے' کھانا پینا اس سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ وہ ''دینے والا' عطا کرنے والا اور بخشنے والا'' ہے۔ کسی بھی فعل یا نیکی کے صلے میں کچھ مانگنے یا لینے والا نہیں۔ اس کی ذات بابرکات تو پیہم عطا کرنے والی ہے۔ اس کے سوا دینے کی صفت کسی اور میں نہیں۔ وہ دے کر لینے پر بھی قادر ہے مگر ایسا وہ اسی وقت کرتا ہے جب اس کا بندہ اسے بھول کر حد سے گزر جائے۔ ورنہ تو وہ دیتا جاتا ہے۔ دیتا جاتا ہے۔ دیتا جاتا ہے۔ شمار ہی نہیں کرتا۔ چاہتا ہے کہ اس کا بندہ اس سے مانگتا جائے اور وہ اسے عطا کرتا جائے۔ دے کر خوش ہونا صرف اسی کو آتا ہے۔ اس کے جس بندے میں یہ صفت ہوگی وہ اس کا خاص مقرب ہوگا کہ یہ صفت وہ ہر ایک میں ودیعت نہیں کرتا۔

☆☆☆

Marfat.com

عفو اور ظلم

اور برائی کا بدلہ تو اسی طرح کی برائی ہے' مگر جو درگزر کرے اور (معاملے کو) درست کر دے تو اس کا صلہ اللہ کے ذمے ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جس پر ظلم ہوا ہو' اگر وہ اس کے بعد انتقام لے لے تو ایسے لوگوں پر کچھ الزام نہیں۔ الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کو تکلیف دینے والا عذاب ہوگا۔ اور جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کام ہیں۔

(سورہ الشوریٰ آیات 40-43)

☆ان احکاماتِ الٰہی میں صاف صاف فرما دیا گیا ہے کہ کسی پر جتنا ظلم ہوا ہے اگر وہ اس کا اتنا ہی بدلہ لے لے تو اس سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ تاہم اگر وہ اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دے اور خود بدلہ لینے سے باز رہے یا قصوروار کو معاف کر دے تو اس کا یہ عمل اللہ کے نزدیک بڑے اجر والا' پسندیدہ اور بڑی ہمت کا کام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ظالموں کے لئے دردناک اور تکلیف دہ عذاب کی وعید یہ ظاہر کرتی ہے کہ بندہ تو اپنا حق اللہ کے سپرد کر کے صبر کر لے گا مگر اللہ ظالم کو آخرت میں جس خوفناک عذاب میں گرفتار کر دے گا اس کے بارے میں سوچ لینا ہی اس قدر اذیت ناک ہے کہ انسان اگر تھوڑی سی بھی سمجھ رکھتا ہو تو مظلوم سے اسی دنیا میں معاملہ صاف کر لے' چاہے اسے راضی کرنے کے لئے اسے کتنی بڑی قیمت ہی کیوں نہ ادا

Marfat.com

کرنی پڑے۔ آخرت میں اللہ کے انصاف کو جھیلنا ہم کمزور اور بے بس انسانوں کے بس کی بات کہاں ہے؟ کوشش یہی کرنی چاہئے کہ اول تو کسی پر ظلم نہ کریں اور اگر کسی سے زیادتی کر بیٹھیں تو یہیں' اسی دنیا میں اس سے اپنا قصور معاف کرالیں کہ آخرت میں اللہ جب حساب لے گا تو ہم اسے سہ نہ سکیں گے۔ وہاں تو رو رعایت کا کوئی کام ہی نہ ہوگا۔ جو کیا ہوگا اس کا بدلہ مل جائے گا۔ ہاں وہ جو عقل رسا اور توفیق الٰہی رکھتے ہیں' ان سے یہی ہوتے دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنے معاملات اسی دنیا میں صاف کر لیتے ہیں۔

میرے والدِ مرحوم جناب بشیر احمد راہی جب بھی اپنے کسی گاہک سے بل وصول کرتے تو ہمیشہ اوپر کی رقم چھوڑ دیتے۔ ایک بار انہوں نے ایک ہزار بانوے کی رقم میں اوپر کے بانوے روپے چھوڑ دیے۔ میں اس وقت بچہ تھا۔ مجھے اچھا نہ لگا کہ اتنے روپے بلا وجہ گاہک کو معاف کر دیے جائیں۔ میں نے گاہک کے جانے کے بعد کہا کہ اگر آپ کو اوپر کے روپے اچھے نہیں لگتے تو مجھے دے دیا کریں۔ والد صاحب ہنس پڑے اور فرمایا۔ ''یہ ایک بھید ہے۔ اس شرط پر بتاؤں گا کہ تم بھی اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لو۔'' میں نے حامی بھر لی تو فرمانے لگے۔ ''بیٹے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا اللہ میرا حساب کتاب اسی دنیا میں صاف فرما دے۔ ہر بل میں اوپر کی رقم اسی لئے گاہک کو چھوڑ دیتا ہوں کہ اگر اس گاہک یا کسی اور گاہک کے کام میں سہواً بھی مجھ سے کوئی کمی بیشی ہو گئی ہو تو اس کا ازالہ ہو جائے اور میرا اللہ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے میں آخرت میں مجھ سے مواخذہ نہ کرے کہ وہاں کا حساب کتاب سہنا مجھ کمزور کے بس کی بات نہیں۔'' یہ کہا اور ان کی آنکھوں سے جھڑی لگ گئی۔

میں اپنے اللہ کا شکر ادا ہی نہیں کر سکتا کہ اُس دن سے اس نے مجھے بھی یہ توفیق دے دی کہ میں اپنے کاروباری حلقے کے لوگوں سے یہ حسن سلوک کسی نہ کسی شکل میں روا رکھتا ہوں اور اللہ سے اس کی دائم توفیق کی دعا اس عرض تمنا کے ساتھ کرتا ہوں کہ وہ یہ سعادت میری نسلوں کو بھی عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆

Marfat.com

علم اور جہالت

اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باز پرس ہوگی۔

(سورہ بنی اسرائیل آیت 36)

☆ یہاں ایسے معاملات کے بارے میں کن سوئیاں لینے' بحث مباحثے اور ضد سے منع فرمایا گیا ہے جن کا علم انسان کے لئے ضروری نہیں ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے نماز کا حکم دیا تو اب ہم پر اس کی ادائیگی فرض ہے۔ یہ فرض نہیں ہے کہ ہم اس کی کھوج میں لگ جائیں کہ نماز کا حکم کیوں دیا گیا؟ یہ ہم پر کیوں فرض کی گئی؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے کہ جس طرح اللہ کو ماننا ہمارے لئے اہم اور لازم ہے۔ اس کے بغیر ہمارا دین مکمل کیا شروع ہی نہیں ہوتا۔ اس کے بارے میں سوچنا خود کو اسلام اور اس کی روح سے دور لے جانے کے مترادف ہے کہ:

اللہ کہاں سے آیا؟

اس کا وجود کیسا ہے؟

جب اس کا ناک' منہ کان' کچھ بھی نہیں ہے تو وہ سنتا بولتا کیسے ہے؟

جب وہ کھاتا پیتا نہیں ہے تو زندہ کیسے ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

کیونکہ یہ سب سوالات ہمیں اپنے ایمان کی پختگی اور اللہ کے ہونے کے اثبات سے دور' اس میں شک کے نزدیک لے جائیں گے اور ہم کفر والحاد کے دائرے میں پھنستے چلے

Marfat.com

جائیں گے۔اسی لئے غیر ضروری باتوں میں الجھنے سے پرہیز کا حکم دیا گیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا گیا کہ اپنے اعضائے بدن کے بارے میں محتاط رہیں۔ان سے کوئی ایسا کام نہ لیں جو اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کا الزام اپنے سر رکھتا ہو کہ قیامت کے دن ہر عضو اپنے اعمال و افعال کی خود گواہی دے گا۔انسان لاکھ انکار کرے مگر جب بازپرس ہوگی تو بدن کا رواں رواں بولے گا۔شہادت دے گا کہ فلاں فلاں وقت اس نے یہ عمل کیا۔ اس وقت انسان کا انکار کسی کام نہ آئے گا کہ جب مجرم خود اقرارِ جرم کر لے' تو اردگرد کی سب کج بحثیاں جھوٹی پڑ جاتی ہیں۔اور اقرارِ جرم کے بعد اب یہ اللہ کی مرضی ہے کہ وہ سزا دے یا اپنی رحمت کے صدقے میں بخش دے۔

☆☆☆

Marfat.com

عورت
حیض' طہارت اور مقاربت

اور آپؐ سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں- کہہ دیجئے کہ وہ تو نجاست ہے۔ سو ایام حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہو- اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے مقاربت نہ کرو- ہاں جب پاک ہو جائیں تو جس طریق سے خدا نے تمہیں ارشاد فرمایا ہے ان کے پاس جاؤ کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے-

(سورہ البقرہ آیت 222)

☆عورت کو اللہ تعالیٰ نے مرد کی دلجوئی' محبت اور دل بستگی کے لئے پیدا کیا۔ نسل انسانی کی نشوونما کے لئے عورت واحد ذریعہ ہے۔ اسلام دین فطرت ہے۔ عورت جتنی چاہے خوبصورت اور دلربا ہو قدرت نے اس کے جسم وصحت کی دیرپائی کے لئے اس کے بدن سے حیض کی صورت میں ان آلائشات کے اخراج کا قدرتی بندوبست فرما دیا ہے جن کی بدن میں مسلسل موجودگی اس کے لئے زہر قاتل ہے- یہ مہینے کے چند خاص ایام ہیں جن میں وہ حیض کے عمل سے گزرتی ہے۔ اس کے بدن سے غلیظ مواد نجس اور گندے خون کی شکل میں خارج ہوتا ہے جس کے خاتمے پر اسے غسل حیض کا حکم دیا گیا۔ ان ایام حیض کے دوران بہ غرض مباشرت اسے مرد کے اور مرد کو اس کے قریب آنے سے منع فرما دیا گیا کیونکہ حیض کی آلائشات سے مرد کوئی

Marfat.com

شرمناک عوارض کا خطرہ ہے جن میں سوزاک' آتشک' زہریلے پھوڑے پھنسیاں وغیرہ شامل ہیں۔ نامردی بھی ایک ایسا مرض ہے جو اس بد احتیاطی کی باعث لاحق ہوسکتا ہے۔

ایام حیض میں عورت کو نماز' روزہ' تلاوتِ قرآن وغیرہ کی چھوٹ ہے۔ حیض کے خاتمے پر جب وہ غسل حیض کر کے پاکیزہ ہو جائے تو چھوٹے ہوئے روزوں اور نمازوں کو پورا کرسکتی ہے جبکہ ایام حیض میں اسے قرآن حکیم چھونے کی بھی ممانعت ہے۔

مرد کے لئے پورے مہینے میں ان چند ایام کے لئے عورت سے دور رہنے یعنی اس سے مباشرت کرنے سے منع فرما دیا گیا جس کی جسمانی وجوہات اوپر بیان کی گئیں جبکہ اس ممانعت کے روحانی اسباب میں سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ پاکیزگی جو نصف ایمان کا درجہ رکھتی ہے' اسے مجروح کرتے ہوئے ناپاک حالت میں عورت کے پاس جانے سے مرد کا تقویٰ متاثر ہوتا ہے تو ساتھ ہی اس کے صبر وضبط پر بھی حرف آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جس کام سے روک دیا' اگر وہ اس پر چند دن بھی صبر نہیں کر سکتا تو اسے اپنے آپ پر شرم آنی چاہئے کہ وہ نافرمانی کے کس مقام پر ہے جو اپنے نفس کے آگے تھوڑی دیر کے لئے بھی اللہ کے حکم کو پورا کرنے کی غرض سے بند نہیں باندھ سکتا۔ پھر اسے اللہ کا بندہ کہلانے کا کیا حق حاصل ہے؟ کیا ہم غلاظت میں لتھڑی ہوئی روٹی کو چوم چاٹ کر کھا سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو عورت بھی ایام حیض میں ایسی ہی غلاظت میں مبتلا ہوتی ہے جسے کسی بھی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے پرہیز ہی لازم اور بہتر ہے۔

انسان خطا کا پتلا اور نفس کا غلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر اس کی اس فطری خامی کو سامنے رکھا ہے۔ یہاں بھی آخر میں فرمایا کہ (اگر نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر انسان اس پابندی پر قائم نہ رہ سکے اور عورت کے پاس ایام حیض میں چلا ہی جائے تو اپنے اس گناہ کے مترادف فعل پر توبہ کرے۔) اللہ توبہ کرنے والوں' (اس پر قائم رہنے والوں) اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ کوشش کرنی چاہئے کہ ایسی توبہ کی نوبت نہ ہی آئے جس کی عادت پڑ جانے کا خطرہ ہو کہ انسان توبہ کرے تا'

Marfat.com

اللہ معاف بھی فرمادے گا مگر اس قبیح فعل کے نتائج و بد اثرات نے اگر جسم میں گھر کرلیا تو جو مصیبت زندگی بھر کسی پوشیدہ بیماری کی صورت میں ہمیں جھیلنی پڑے گی' اس کے بارے میں طبی لٹریچر ہماری زیادہ بہتر رہنمائی کرسکتا ہے۔

عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ- اور اپنے لئے (نیک عمل) آگے بھیجو- اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ (ایک دن) تمہیں اس کے روبرو حاضر ہونا ہے اور (اے پیغمبرؐ) ایمان والوں کو بشارت سنا دو-

(سورہ البقرہ آیت 223)

☆ یہاں ایک ایسا مسئلہ حل کیا گیا جس کی آڑ میں کج ذہن افراد نکریں ڈھونڈتے اور حیلے تلاش کرتے ہیں۔

عورت کو اس آیت میں مرد کی کھیتی کہا گیا۔ساتھ ہی اجازت دی گئی کہ تم آؤ جس طرف سے چاہو یعنی عورت کو جس طرح چاہے استعمال کرو۔

بات بہت نازک اور دُوررس ہے۔جنسی طور پر کجروی کے شکار مرد حضرات اس آیت مبارکہ کو اپنے مطلب اور نفس کی تسکین کے لئے استعمال کرتے ہوئے صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم اس آیت میں دی گئی اجازت کے تحت اپنی عورت کو جس طرح چاہے استعمال کرنے کے مجاز ہیں۔ اس ''جس طرح'' کو وہ ''جس طرف سے چاہے'' استعمال کرنے کے مفہوم میں لیتے ہیں اور اس کے ساتھ ''جماع فی دُبر'' کا عمل جائز سمجھتے ہوئے دونوں راستوں کو ایک کردیتے ہیں۔

اسلام دین فطرت ہے۔ایک غیر فطری فعل' جس کی سزا میں قوم لوط کو غرق کر دیا گیا۔جس فعل کے عرصہ قیام میں زمین پھٹ کر اپنے اللہ سے' اس کے فاعل کو اپنے اندر سمو لینے کی اجازت طلب کرتی ہے۔جس فعل کے باعث زمین و آسمان لرز اٹھتے ہیں۔ وہ فعل ''اغلام بازی'' یعنی مرد کی مرد کے ساتھ بدفعلی ہے۔عورت کو دوسرے راستے سے استعمال کرنا اسی کی مداومت ہے اور جو فعل ایک مرد کے ساتھ ناجائز اور گناہ کبیرہ کا درجہ رکھتا ہے وہ عورت کے ساتھ جائز کیسے ہوسکتا ہے؟

Marfat.com

پھر اس آیت میں جو حکم فرمایا گیا' اسی میں ایسے کج ذہن' حیلہ ساز اور اپنے مطلب کے لئے آیات کو توڑ مروڑ لینے کے جرم و گناہ کے مرتکب افراد کے لئے ان کے خود ساختہ جواز کا رد بھی موجود ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ :

''عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں سو تم آؤ جس طرف سے چاہو''۔

کھیتی وہ جگہ ہوتی ہے جہاں سے فصل کی شکل میں کچھ اُگتا ہے اور عورت اگر کھیتی ہے تو اس میں سے بچے کی شکل میں فصل کبھی دوسرے راستے سے نہیں برآمد ہوتی' وہ اپنے قدرتی راستے سے ہی ''اُگتی'' یعنی برآمد ہوتی ہے۔ اس طرح دوسرا راستہ نہ تو کھیتی کے معنوں میں لیا جا سکتا ہے' نہ وہاں سے کچھ اُگایا جا سکتا ہے' نہ اسے اس کے قدرتی فعل یعنی اخراجِ غلاظت کے علاوہ کسی اور کام کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تک کھیتی کا مفہوم واضح ہو گیا۔

اب آیئے آیت کے دوسرے حصے کی طرف۔

جیسا کہ طے ہے کہ عورت کو اللہ نے مرد کی دل بستگی کے لئے پیدا فرمایا۔ مرد کے ساتھ اس کا جوڑا بنایا۔ دونوں کو ایک دوسرے کا لباس کہا کہ وہ مباشرت کے وقت ایک دوسرے کو مکمل طور پر ڈھانپ لیں۔ ایک دوسرے سے حظ اٹھائیں۔ زندگی کا لطف لیں اور نفس کی خواہشات کو (حدودِ شرع میں رہتے ہوئے) مقدم رکھیں۔ مرد' عورت کو جیسے چاہے (''جس طرح چاہے'' نہیں) استعمال کرے تاکہ اس کا نفس مسرت محسوس کرے۔

یہ ہے مفہوم ''جس طرف سے آؤ چاہو'' کا۔ جسے ہمارے معاشرے میں جنسی کجی کے شکار مرد حضرات اپنی مرضی کا مفہوم دے لیتے ہیں۔ عورت کو غلط راستے کی طرف سے استعمال کرنے کے لئے اس آیت کو جواز بنانے والوں کو تنبیہاً یاد رکھنا چاہئے کہ عورت کو مرد جس آسن سے چاہے استعمال کر سکتا ہے' مگر راستہ وہی رہے گا جس کی اجازت ہمارے اللہ اور رسول ﷺ نے ہمیں دی ہے۔ عورت اس کا لباس ہے' وہ اسے جس طرح چاہے اوڑھ سکتا ہے' مگر اسے قطع و برید کے حوالے کرنے کی مرد کو اجازت نہیں ہے۔ اس سے حظ اٹھانے اور لطف لینے کے لئے وہ اسے تین سو چوراسی

Marfat.com

طریقوں سے پیار کرسکتا ہے مگر عورت کو اذیت' جسمانی شکست و ریخت' درد و عوارض اور غیر فطری طلب و خواہشات کی تکمیل کے لئے زبردستی یا بالرضا مجبور اور استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ پھر اس کے لئے آیاتِ قرآنی کو غلط مفہوم دے کر انہیں اپنی مطلب براری کے لئے استعمال کرنے کا گناہ اسے جس عذابِ الٰہی میں مبتلا کرسکتا ہے اس کے لئے اسے قومِ لوط کا دردناک حشر یاد رکھنا چاہئے۔

عورت اور پردہ

مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے (اور) جو کام یہ کرتے ہیں خدا اس سے خبردار ہے۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زینت کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔ اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز ان خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں کے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت (اور سنگار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور مومنو سب خدا کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

(سورہ النور آیات 31-30)

☆ مومن مردوں اور عورتوں کے لئے معاشرتی احکام میں سب سے زیادہ تاکید نگاہیں جھکائے رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کے حکم میں آئی۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ "تم مجھے دو چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ ایک زبان اور دوسرے شرمگاہ کی حفاظت۔" ثابت ہوا کہ زبان کے شر سے دوسرے مسلمان کو امان دینے کے ساتھ ساتھ جو چیز جنت کے حصول میں سب سے

Marfat.com

زیادہ اہم ہے وہ شرمگاہ کی حفاظت ہے۔ شرمگاہ کی حفاظت سے مراد زنا سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ اور زنا کی شروعات بدنظری سے ہوتی ہے۔ آنکھ جب کسی کو شہوت سے دیکھتی ہے تو دل گمراہی کے لئے پر تولتا ہے۔ پھر جذبات امڈتے ہیں اور نفس انسان پر بدکاری کے لئے غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اگر انسان نظر کی حفاظت کر لے تو زنا جیسے گناہِ کبیرہ سے بچ سکتا ہے۔ بدنظری مرد اور عورت دونوں کرتے ہیں۔ صرف مرد یا صرف عورت کو اس کا الزام دینا غلط ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ عورت اپنی زیبائش کی چیز یعنی سینہ نمایاں کر کے مرد کو اپنی بلکہ بدنظری کی طرف مائل کرتی ہے اور بدکاری کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح عورت' باقاعدہ زنا کے عمل میں مرد کے برابر کی حصہ دار ہوتی ہے کہ زنا کرنے والا اور اس میں مدد دینے والا یا اس پر اکسانے والا سب اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اسی لئے مرد کو راہ چلتے نگاہ جھکائے رکھنے اور عورت کو سینہ پردے میں رکھنے کا حکم ہے کہ اس کے جسم میں یہ سب سے زیادہ شہوت انگیز حصہ ہے۔ عورت کا غیر مرد سے نگاہ ملا کر دیکھنا بھی مرد کو اس کی طرف مائل کرتا ہے اس لئے سینہ ڈھانپنے کے ساتھ ساتھ اسے بھی نظر جھکا کر چلنے کا حکم دیا گیا۔

جن رشتوں اور لوگوں سے عورت کا پردہ کرنا ضروری نہیں ان کے ذکر میں ایسے افراد کا ذکر بھی آیا ہے جو عورت کی خواہش نہ رکھیں یا جو عورت کے مقاماتِ پوشیدہ سے واقف نہ ہوں۔ ان دونوں مذکورہ افراد سے مراد ایک تو نابالغ لڑکے اور نوکر ہیں اور دوسرے ایسے خدام جو قدرتی طور پر عورت کی خواہش سے محروم ہیں یعنی مخنث۔ یہ ایسی اللہ والی قوم ہے جو خود کو عورت ہی سمجھتی ہے اور اسی لئے ان سے عورت کو کسی قسم کا کوئی جسمانی خطرہ نہیں ہوتا۔ نہ ہی یہ عورت کے معاملے میں بدنظری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس لئے ان سے پردہ بھی ضروری نہیں۔

آخر میں ان عورتوں کا ذکر ہے جو پاؤں میں پازیب پہنتی ہیں۔ سجاوٹ اور زیبائش و آرائش کے لئے عورت کا سجنا سنورنا اور اپنے مرد کو لبھانے کے لئے ہر قسم کے زیور وغیرہ کا استعمال عورت کا ایسا حق ہے جس کے لئے شرع اسے قطعاً نہیں روکتی۔ عورت کے پاؤں میں پازیب ہو اور وہ چھن چھن کرتی اپنے شوہر کے سامنے مورنی کی طرح شاداں و فرحاں چلتی پھرتی رہے تو مرد اسے چھوڑ کر دوسری طرف کیوں دیکھے گا؟

Marfat.com

عورت کا اپنے شوہر کو لبھانے کا یہ انداز اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس لئے پسندیدہ ہے کہ اس طرح مرد بدنظری' بدکاری اور بدچلنی سے بچا رہتا ہے۔ جو چیز اسے اپنی بیوی میں مل جائے اس کے لیے وہ باہر کی عورت کو کیوں تاکے گا؟ لیکن عورت اگر چھن چھن کرتی اس طرح راستے میں چلے گی کہ غیر مرد اسے مڑ مڑ کر دیکھنے پر مجبور ہو جائیں تو اس کا یہ فعل غیر محرموں کو اپنی طرف مائل اور ان کو گناہ کے خیال میں مبتلا کرنے کا باعث بنے گا۔ اس لئے ایسے عمل سے توبہ کرنے اور اس سے بچنے کی عورت کو بہت بہت ضرورت ہے تاکہ وہ مرد کو بھٹکانے اور مرد اس کی وجہ سے گمراہ ہونے سے محفوظ رہے اور دونوں اپنی احتیاط اور توبہ کے سبب فلاح یافتہ ہو جائیں۔

عورت (بیوی) کو ماں کہہ دینے کا کفارہ

جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں کو ماں کہہ دیتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں (ہو جاتیں) ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے۔ بے شک وہ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ اور خدا بڑا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اپنے قول سے رجوع کر لیں تو (ان کو) ہم بستر ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا (ضروری) ہے۔ (مومنو) اس (حکم) سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خبردار ہے۔ جس کو غلام نہ ملے وہ مجامعت سے پہلے متواتر دو مہینے کے روزے رکھے جس کو اس کا بھی مقدور نہ ہو (اسے) ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانا (چاہئے) یہ (حکم) اس لئے (ہے) کہ تم خدا اور رسولؐ کے فرمانبردار ہو جاؤ اور یہ خدا کی حدیں ہیں اور نہ ماننے والوں کے لئے درد ناک عذاب ہے۔ (سورہ المجادلہ آیات 4-2)

☆ انسان ایسا جاہل ہے کہ جذبات کے عالم میں زبان کے درست اور غلط استعمال کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ میاں بیوی کے جھگڑے کا کوئی وقت ہوتا ہے نہ کوئی خاص سبب۔ یہ بلا وجہ بھی جنم لے لیتا ہے اور بعض اوقات جھگڑا پہلے اور سبب بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ اس حالت میں عقل سے پیدل مرد کبھی کبھی ایسے جاہلانہ رویے کا اظہار کرتا ہے کہ حیرت بھی دانتوں تلے انگلی دبا لیتی ہے۔ یہ عام تو نہیں مگر اکثر ہوتا ہے کہ غصے

Marfat.com

کے عالم میں مرد عورت کو خود پر حرام قرار دینے کے لئے ''ماں'' کہہ دیتا ہے۔

اپنی منکوحہ کو ماں کہہ دینے سے اس کا غصہ تو ٹھکانے آ جاتا ہے مگر اس طرح وہ اللہ کی قائم کردہ حدوں کو پار کر جاتا ہے جس کے کفارے کے طور پر اسے تین میں سے ایک سزا اپنانی پڑتی ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

۱۔ ایک غلام آزاد کرے۔

۲۔ اس کی گنجائش نہ ہو تو متواتر ساٹھ روزے رکھے۔ اگر درمیان میں ایک بھی ناغہ ہو گیا تو دوبارہ ایک سے روزے شروع کرے اور ساٹھ کی گنتی پوری کرے۔

۳۔ اگر یہ بھی مقدور نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں اور محتاجوں کو کھانا کھلائے۔

اس کفارے کی ادائیگی سے پہلے وہ اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کر سکتا۔ اگر کفارے کے بغیر ایسا کرے گا تو زنا کا مرتکب ہو گا اور زنا پر جو حد جاری ہوتی ہے اس کا سزاوار ہو گا۔

اس ساری قباحت سے بچنے کے لئے کیا یہ بہتر نہیں کہ انسان غصے کے عالم میں اپنی زبان کو قابو میں رکھے؟ ایسی نامعقول دروغ گوئی نہ کرے جو اسے سزا کے عذاب میں مبتلا کر دے۔

☆☆☆

Marfat.com

غور و فکر سے محروم جنّ و انس

اور ہم نے بہت سے جن اور انسان' دوزخ کے لئے پیدا کیے ہیں- ان کے دل ہیں لیکن وہ ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں- یہ لوگ بالکل چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے- یہی ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں-

(سورہ الاعراف آیت 179)

☆ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو دل' دماغ' آنکھیں' کان اس لئے عطا فرمائے کہ وہ دل کی سنیں ۔ دل سے اللہ کی قدرت اور وحدانیت کا اقرار کریں۔ اس کی آیات پر غور کریں۔ اس کی قدرتوں کو دیکھیں اور اس کے احکام سنیں' ان پر غور کریں' خود کو ان احکام کا پابند بنائیں مگر عام طور پر اللہ کی یہ مخلوق اللہ کی عطا کی ہوئی ان نعمتوں سے کوئی مثبت فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتی اور بے عقل' بے شعور اور بے تمیز چوپایوں کی طرح اپنی زندگی کھانے پینے' سونے اور مر جانے کے لگے بندھے ڈھرے پر گزار دیتی ہے۔ اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے انسان جب اپنی زندگی جانوروں سے بھی بدتر انداز میں گزارے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غفلت میں پڑا ہوا ہے۔ اسے اپنے انسان ہونے کا احساس ہے نہ اپنے خالق کے معبودِ حقیقی ہونے کا ۔ جب وہ حقیقت ہی سے دور ہے تو اس کی زندگی میں فخرِ عبودیت' کہکشاں کے رنگ کیسے

Marfat.com

بکھیرے گا؟ انسان ہو کر حیوانوں کی سی زندگی گزارنا ہمارے شایانِ شان نہیں ہے کہ ہم اس نبی ہر زماں ﷺ کی امت ہیں جنہیں امام الانبیاء کا لقب حاصل ہے۔ کیا وہ ہماری اس زندگی پر خوش ہوں گے؟ کیا اللہ تعالیٰ ہماری اس چوپایانہ حیات پر راضی ہو گا؟ اگر نہیں تو کیا ہم پر فرض نہیں کہ ہم اپنے اللہ کی دی ہوئی عقل کو اس کے احکامات اور قدرتوں کو سمجھنے اور ان کی شان عمل کا علم حاصل کرنے میں صرف کریں اور اس شمار و قطار سے نکل جائیں جس کے حاملین کو اللہ نے غور و فکر سے محروم کہا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ جو غور و فکر سے محروم ہے اسے انسان ہونے کا زعم جسمانی حد تک ہو تو ہو اس سے آگے وہ خود کو انسانوں میں شامل کرے تو یہ اس کی اپنے آپ سے زیادتی ہوگی۔ کیونکہ جاندار ہونا تو حیوانات کے لئے بھی سچ ہے مگر وہ عقل و فکر کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اسی لئے انہیں ہر جزا و سزا سے آزاد کر دیا گیا۔ جبکہ انسان اسی وقت انسان ہے جب وہ اپنے دل و دماغ سے اللہ کے کارخانہ قدرت میں غور و فکر سے سعی کرے۔ صرف سونا جاگنا کھانا پینا اور مر جانا تو حیوانات کا وطیرہ ہے۔ انسان اس کام کے لئے تو نہیں بھیجا گیا۔ اسے عقل سلیم اس لئے دی گئی کہ وہ سوچے' سمجھے اور غور کرے۔ یہ سوچ سمجھ اور غور و فکر قرآن حکیم میں کرنے کا حکم ہے جو حکمتوں کا خزانہ ہے اور جسے اللہ نے اپنے ذی شعور بندوں کے لئے کتاب فرقان کہا ہے۔ ہدایت کہا ہے۔ کلام حق کہا ہے۔ کیا ہم صرف اپنے آپ کا جسمانی طور پر انسان ہونا کافی سمجھنے پر راضی ہیں یا ہمیں اللہ کے حکم پر قرآن حکیم میں غور کرنا والوں میں شامل ہونا چاہئے؟ فیصلہ ہم پر ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

فتحِ مکہ اور غلبہ دین

جب اللہ کی مدد آ پہنچی اور فتح (حاصل ہو گئی)- اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ غول کے غول اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں-تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت مانگو- بیشک وہ معاف کرنے (توبہ قبول کرنے) والا ہے-

(سورہ النصر آیات 3-1)

☆ سورہ النصر فتح مکہ کے موقع پر نازل ہوئی۔ اس وقت آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ ﷺ کا سرِ اقدس بارگاہِ الٰہی میں بصد عجز و نیاز جھکا ہوا تھا اور زبان پر شکرانہ جاری تھا۔ اس شان رسالت ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے۔

اس تاریخی فتح کے موقع پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے۔ جوق در جوق اسلام کے دامن میں پناہ گزیں ہوئے۔ اسی کیفیت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں کیا ہے۔ ساتھ ہی حکم ہوا کہ اپنے اللہ کی تسبیح بیان کرو اور اس سے مغفرت طلب کرو کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

یہ آخری حکم ان لوگوں کی خاص طور پر توجہ کا طالب تھا جو اس وقت دین اسلام میں داخل ہوئے۔ انہیں تسلی دی گئی کہ اسلام کے دامن میں پناہ لینے والو۔ گھبراؤ نہ اپنے سابقہ گناہوں اور رویے پر خوفزدہ ہو کہ اللہ کا کلمہ پڑھ لینے کے بعد اپنے گناہوں' غلطیوں اور سابقہ اسلام دشمنی پر سچے دل سے توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ وہ تمہارے اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد' سابقہ گناہوں پر مغفرت بخش

Marfat.com

دینے والا ہے۔

توبہ کا دروازہ ازل سے کھلا ہے اور آخری سانس کی مہلت تک کھلا رہے گا۔نزع سے پہلے پہلے توبہ کر لینے کی مہلت ہے۔ہم ہزار بار توبہ کریں' ہزار بار توڑیں' وہ ہزار بار توبہ قبول کرتا ہے۔ معاف کرتا ہے۔مہلت دیتا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ ہم اس کی محبتوں' شفقتوں اور رحمتوں سے بار بار فیضیاب ہوتے رہیں۔اسی لئے تو اس کا فرمان ہے کہ:

''میرے غضب پر میری رحمت حاوی ہے۔''

بندہ بڑے سے بڑا گناہ کرنے کے بعد توبہ کر لے۔ اللہ اسے قبول کر لیتا ہے۔ شرط صرف اخلاص کی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

فسادِ عالم کا سبب

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ خدا ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے۔ عجب نہیں کہ وہ باز آ جائیں۔

(سورہ الروم آیت 41)

☆ انسان کو اللہ نے جو عقل اور اختیار دیا ہے اس کا درست استعمال انسانیت کی فلاح کے لئے مفید ہے لیکن ہوس جاہ و حشمت' غلبہء اقتدار اور مطلق العنانی کا جنون زمین میں فساد پیدا کرتا ہے۔ اس کیفیت میں انسان دوسروں کے لئے عذاب بن جاتا ہے۔ ہر طرف خوف' قتل و غارت' دہشت اور مفسدہ پردازی رقص کرنے لگتی ہے۔ جب انسان اپنے نشہء اقتدار و اختیار میں آپے سے باہر ہو کر عوام الناس کے لئے سزا بن جاتا ہے تب اللہ ایسے افراد اور ان کی حکومتوں کے لئے اپنا فیصلہ صادر فرماتا ہے۔ ان کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ ان کے اعمال شر کی سزا اسی دنیا میں ان کو گھیر لیتی ہے۔ اس سزا کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ شاید ظالم اپنے اعمال پر گرفت کا شکار ہونے پر توبہ کر لیں۔ سیدھے راستے پر آ جائیں۔ آئندہ کے لئے خود کو سدھار لیں۔ اگر وہ ایسا کر لیں تو فبہا' ورنہ پھر اللہ کا عذاب ان کو جہنم کا ایندھن بنانے کے لئے تو کافی ہے ہی۔

☆☆☆

Marfat.com

فطرت اللہ نہیں بدلتی

تو تم ایک طرف کے ہو کر دین (خدا کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلتے جاؤ (اور) خدا کی فطرت کو، جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کئے رہو) خدا کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا- یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے-(مومنو) اسی (خدا) کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جانا-(اور نہ) ان لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا- اور (خود) فرقے فرقے ہو گئے- سب فرقے اسی پر خوش ہیں جو اُن کے پاس ہے- (سورہ الروم آیات 32-30)

☆ اللہ کی فطرت سے مراد سچ اور حق ہے جس میں تغیر و تبدل ممکن نہیں۔ مومنوں کو اسی فطرت پر قائم رہنے، اللہ کی طرف رجوع کئے رکھنے، اللہ سے ڈرتے رہنے، اس کی عبادت کے اعلیٰ ترین رکن یعنی نماز پر مداومت کے ساتھ ساتھ کہا گیا کہ شرک ہرگز نہ کرنا اور نہ ان لوگوں میں سے ہو جانا جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود فرقوں میں بٹ گئے۔ اب ہر فرقہ اسی بات پر خوش ہے کہ وہی حق پر ہے اور جو وہ کر رہا ہے وہی درست ہے۔

اگر مذکورہ بالا کیفیت صحیح ہوتی تو اللہ اس پر کبھی تنقید کا لہجہ نہ اپناتا۔ آج ہم شرک سے بچنے کی کوشش تو ذاتی حد تک جیسی تیسی کرتے ہیں، فرقہ بندی اور فرقہ نوازی سے بچنے کی کوشش ہرگز نہیں کرتے۔ جس گروہ کے ساتھ ہمارے عقائد اور سوچ کی

Marfat.com

ہمدردیاں ہیں ہم اسی کو صحیح کہتے' مانتے اور اسی کا ساتھ دیتے ہیں۔ اسی میں ہم خوش ہیں اور اس پر غور نہیں کرتے کہ ہمارا یا دوسروں کا جو فرقہ اپنے علاوہ سب کو مشرک اور کافر کہنے کا فریضہ انجام دے رہا ہے وہ درست کیسے ہو سکتا ہے؟ کلمہ گو کو مشرک یا کافر کہنے کا حق ہمیں کس نے دیا ہے؟ کم از کم اللہ نے تو یہ حق ہمیں نہیں دیا بلکہ اس نے تو ایسا کرنے سے ہمیں روکا ہے۔ اور جو حق اللہ نے ہمیں نہیں دیا وہ حق ہمارا فرقہ اگر ہمیں تفویض کرتا ہے تو یہ حدود اللہ سے تجاوز کرنے کے مترادف ہے جس کی سزا دینے کی وعید سے اللہ تعالیٰ بار بار ہمیں آگاہ کرتا ہے۔ ہمیں اپنے اور دوسروں کے اعمال و افعال کا جائزہ دینِ اسلام کے احکامات کی روشنی میں لینا چاہئے اور اس کے بعد بھی کسی کلمہ گو کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی جسارت سے باز رہنا چاہئے۔ ہاں' جو کلمے ہی میں تحریف کر دے' جو رسالت ﷺ ہی میں تنقیص اور ختمِ نبوت ﷺ کے اقرار سے روگرداں ہو' اس کے بارے میں ہمیں یہ سوچنے کی ضرورت ہی نہیں کہ وہ مسلمان ہے بھی یا نہیں؟ یقیناً ایسے اعمال و افعال کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کا سامنا کرنے کی ہم میں قلندرانہ ہمت و جرات ہونی چاہئے۔

☆☆☆

Marfat.com

قبلہ (خانہ کعبہ)

اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیمؑ کھڑے ہوئے تھے اسے نماز کی جگہ بنا لو۔ اور ابراہیم اور اسمٰعیل سے کہا کہ طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو۔

(سورہ البقرہ آیت 125)

☆اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو زمین پر اپنا سب سے پہلا گھر قرار دیا اور ہر شخص کے لئے اس کا اعجازِ رحمت یہ ہے کہ اس میں پناہ لینے والے کا قتل حرام ہے۔ وہ کیسا بھی گناہ گار ہو' کیسا بھی نافرمان ہو' کیسا بھی مجرم ہو' جب تک حرم کی حدود میں ہے اسے امان حاصل ہے۔ اسے قتل کرنا اللہ کے حکم کی صریحاً مخالفت ہے۔

مقامِ ابراہیمؑ کو نماز کی جگہ قرار دینے کے بعد جنابِ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے ارشاد فرمایا کہ کعبہ کو حجاج اور نمازیوں کے لئے پاک صاف رکھا کرو تاکہ انہیں وہاں کوئی دقت' کوئی مشکل یا پریشانی پیش نہ آئے۔ خانہ کعبہ کی تعمیر اول سے آج تک ان احکامات میں کوئی ردوبدل نہیں ہوا اور نہ تا قیامت اس میں کسی تغیر کا امکان ہے کہ اپنے گھر اور اس کے متعلقات کا اللہ تعالیٰ خود نگہبان ہے۔

دعائے ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ

اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے پروردگار اس جگہ کو امن کا شہر بنا اور اس کے

Marfat.com

رہنے والوں میں سے جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان لائیں' ان کے کھانے کو میوے عطا فرما۔ تو خدا نے فرمایا کہ جو کافر ہوگا میں اس کو بھی کسی قدر متمتع کروں گا (مگر) پھر اس کو (عذاب) دوزخ کے (بھگتنے کے) لئے ناچار کر دوں گا اور وہ بُری جگہ ہے۔ اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل (علیہم السلام) بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے (تو دعا کئے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ خدمات قبول فرما۔ بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اے پروردگار ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھنا۔۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بناتے رہنا اور (پروردگار) ہمیں ہمارے طریق عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما۔ بیشک تو توجہ فرمانے والا مہربان ہے۔ (سورہ البقرہ آیات 128-126)

☆ تعمیرِ کعبہ کے بابرکت لمحات میں جب حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حضور دعا کی کہ خدایا۔ اس جگہ کو امن کا شہر بنا اور اپنے ماننے والوں کو اس بے آب وگیاہ مقام پر بھوک اور پیاس سے محفوظ رکھتے ہوئے اپنی نعمتوں سے نواز۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ مومنوں کے لئے تو یہ جگہ انعام واکرام والی ہوگی ہی' کافروں کو بھی اس جگہ سے ایک حد تک فائدہ پہنچے گا۔ تاہم (میری مہربانیوں کے باوجود اگر وہ مجھ پر ایمان نہ لائے تو) ان کے لئے جہنم کا عذاب تیار ہے۔ اور جہنم سب سے بُری جگہ ہے۔

کیسی عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بابرکت گھر کی نسبت سے مومنوں ہی کو نہیں' کافروں کو بھی اپنی عنایتوں سے مالا مال کرتا ہے۔ اس کے گھر کے فیوض اس لئے بھی ہر ایک پر یکساں باران رحمت کی چھاؤں کرتے ہیں کہ جسے اس کی رحمت ڈھانپ لے وہ اس کی طرف ایمان اور سلامتی کے حصول کے لئے قدم بڑھا دے۔ پھر بھی بعض ایسے دل ہیں جن پر اس نے قفل لگا دیے ہیں۔ ان کے لئے ہدایت کا راستہ بند ہے۔ مگر اللہ نے ان کافروں کو بھی اپنے فضل سے محروم نہیں رکھا جن کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اپنے گھر میں آ کر مانگنے والے کو وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔ وہ مومن ہو یا کافر اس کی تخصیص نہیں۔

ازل سے دنیا میں آنے والا ہر ذی روح جو اس کی وحدانیت کا قائل ہے اور

Marfat.com

جو کفر پر کمر بستہ ہے' ہر ایک کو وہ رزق بھی دیتا ہے اور آسائش بھی۔ وہ کسی مانگنے والے کو یہ کہہ کر انکار نہیں کرتا کہ تم مجھے اپنا معبودِ واحد نہیں مانتے اس لئے میں تمہیں رزق کیوں دوں؟ اس لئے کہ وہ تو رب العالمین ہے۔ تمام جہانوں کا پالنے والا۔ جن و انس کا خالق و مالک ہے۔ اس کے در سے کوئی خالی چلا جائے' یہ اس کو زیب نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ اسی لئے اس دعا کے حوالے سے خود کو مہربان اور ہر ایک کی فریاد پر توجہ دینے والا بتا رہا ہے۔ یہی اس دعا کا ماحصل ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

قتل اور فساد انگیزی

ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا
(یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے
اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں
کی زندگانی کا موجب ہوا- اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے
ہیں پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ ملک میں حدِ اعتدال سے نکل جاتے
ہیں- جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے
پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے
ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے
نکال دیئے جائیں- یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا
(بھاری) عذاب (تیار) ہے- ہاں جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تمہارے قابو
جائیں توبہ کر لی تو جان رکھو کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے- اے ایمان والو! خدا سے
ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اس کے رستے
میں جہاد کرو تا کہ رستگاری پاؤ- (سورہ المائدہ آیات 35-32)

☆اللہ تعالیٰ نے کسی ایک بے گناہ انسان کے قتل کو ساری انسانیت کے قتل اور
کسی ایک بے گناہ انسان کی زندگی بچا لینے کو ساری انسانیت کی زندگی بچا لینے کے
مترادف قرار دیا ہے۔ مسلم مملکت میں ایسے جرم کی سزا یہ ہے کہ اگر کوئی بے گناہ قتل کر
دیا جائے تو اس کے قاتل کو سزائے موت کے حوالے کر دیا جائے۔ اگر اس کے
کے نتیجے میں دوسرے انسان کے جسم کا کوئی حصہ ضائع ہوا ہے تو حملہ آور کے جسم

Marfat.com

حصہ کاٹ دیا جائے۔ یعنی دانت کے بدلے دانت' آنکھ کے بدلے آنکھ اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ اس کے بعد ان لوگوں کے جرم کی سزا بیان کی گئی جو حدود اللہ پار کر جاتے ہیں۔ ایسے لوگ اسلامی مملکت' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے باغی قرار پاتے ہیں۔ ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ ان کو سولی دے دی جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں (دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں) قطع کر دیے جائیں۔ یہ معاشرے میں اس کی علامت بن جائے گی کہ یہ لوگ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے باغی ہیں۔ ہر شخص ان کے جرم سے واقف ہو کر ان سے نفرت کرے گا۔ ان کی رسوائی ان کے لئے شرمندگی اور ذلت کا باعث بنی رہے گی اور ان کا جینا موت سے بدتر ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ عزت سے محرومی ان کو زندہ درگور کر دے گی۔ یہ تو ان کے لئے دنیا میں سزا ہے' جبکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بڑا بھاری اور دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ہی توبہ کا دروازہ ان کے لئے بھی کھلا ہے۔ اگر وہ گرفت میں آنے سے پہلے اپنے جرم سے توبہ کر لیں۔ مملکتِ اسلامیہ سے غداری سے باز آ جائیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی طرف سچے دل سے رجوع کر لیں۔ توبۃ النصوح کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں تو ان کے لئے معافی کا حکم ہے۔ پھر ان پر کوئی حد جاری نہیں ہو گی۔ اس لئے کہ توبہ کر لینے والا اللہ کی بخشش اور رحم کا حقدار ہو جاتا ہے اور ہمیں اس کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا چاہئے۔

آخر میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے جہاد کا حکم دیا گیا تا کہ ہم اس کے حضور سرخرو ہو سکیں۔ اگر اس کے راستے میں شہید ہو گئے تو سیدھے اس کی جنت میں چلے جائیں گے اور زندہ لوٹ آئے تو کم از کم ثواب یہ ہے کہ جہنم ہم پر حرام کر دی جائے گی۔ غازی یا شہید کا یہ رتبہ حاصل کرنے اور اللہ کی قربت سے مستفیض ہونے کے لئے تقویٰ کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ سے بڑا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

قتال فی سبیل اللہ

اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو۔ مگر زیادتی نہ کرنا
کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(سورہ البقرہ آیت 190)

☆ جہاد کا حکم مخصوص حالات میں نافذ ہوتا ہے۔ اس کا نفاذ اس وقت لازم ہو جاتا ہے جب کفار مسلمانوں پر آ پڑیں۔ اس وقت دین اسلام کی سربلندی اور اللہ کی راہ میں اس کے نام پر جان دینے کے لئے جہاد کرنا فرض ہے۔ ایسے وقت میں جو لوگ جہاد سے منہ موڑتے ہیں ان کا دائرہ اسلام سے خارج ہو جانا بھی قرین قیاس ہے مگر ہر اسلامی حکم کی طرح اس اہم ترین رکن کے لئے بھی قواعد و ضوابط طے کر دیے گئے ہیں۔ ان میں سب سے پہلا حکم یہ ہے کہ جن سے مسلمان جہاد کرنے نکل رہے ہیں، بے شک وہ کافر اور مشرک ہیں، تاہم ان سے زیادتی کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی۔

اللہ کے دشمنوں سے زیادتی کیا ہے؟

اس کے لئے ہمیں تاریخ اسلام کا ایک طائرانہ جائزہ لینا ہی کافی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے لئے اپنی حیاتِ طیبہ میں جو اصول طے کر دیئے، وہ اللہ کے احکامات ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدینؓ اور آج تک آنے والے موجودہ اور مستقبل کے تمام مسلمان حکمرانوں پر ان اصولوں کی پابندی لازم ہے۔ ہمارے آقا، رسول اللہ ﷺ جب اپنے کسی سپہ سالار کو جہاد کے لئے روانہ فرماتے تو چند خاص احکامات کی بہرحال پابندی کا تاکیدی حکم دیتے۔ ان احکامات

Marfat.com

روح اس زیادتی کا بیان ہے جسے اللہ نے اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی پسند نہیں کیا۔ فرمایا جاتا:

--- کافرومشرک عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا۔

--- ان کی پکی ہوئی فصلوں کو مت جلانا۔

--- پھلدار درختوں کو مت کاٹنا۔

--- جولوگ جزیہ دے دیں' ان سے کوئی باز پرس نہ کرنا۔ اب ان کی حفاظت تم پر فرض ہے۔ اگر تم ان کی حفاظت نہ کرسکو تو جزیہ کی رقم واپس کر دینا۔ ان کی مذہبی آزادی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرنا۔

--- مالِ غنیمت کے علاوہ ہر قسم کی لوٹ مار ممنوع ہے۔

--- جولوگ اسلام قبول کرلیں ان کو انہی حقوق کا حقدار قرار دینا جو عام مسلمانوں کو حاصل ہیں۔

ان احکامات کی خلاف ورزی کو دشمنانِ اسلام کے ساتھ بھی زیادتی کہا گیا اور اس زیادتی کے تدارک' تلافی اور عوضانے کے لئے دورِ راشد میں غیر مسلم حکومتِ وقت سے رجوع کرنے میں آزاد تھے۔ کیا آج ہم ان اصولوں کی پاسداری کرتے ہیں؟ اگر بے لاگ جائزہ لیا جائے تو ہمیں مسلمان ہوتے ہوئے اپنے لئے تو وہ حقوق حاصل نہیں ہیں جو ایک مسلمان مملکت کے باشندے ہونے کے ناطے ہمیں ملنا چاہئیں' تاہم غیر مسلموں کو بہر حال ان کی مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ وہ تمام حقوق حاصل ہیں جن کے وہ طلبگار اور حقدار ہیں۔ اعجازِ اسلام کی شہادت کے لئے کیا یہ کافی نہیں ہے؟

قیامِ دین اور قتال

اور ان (کافروں) کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے (یعنی مکہ سے) وہاں سے تم بھی ان کو نکال دو۔ اور (دین سے گمراہ کرنے کا) فساد قتل اور خونریزی سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اور جب تک وہ تم سے مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس نہ لڑیں تم بھی وہاں ان سے نہ لڑنا۔ ہاں اگر وہ تم سے لڑیں تو تم ان کو قتل کرڈالو۔ کافروں کی یہی سزا ہے۔ اور اگر وہ باز آجائیں تو خدا بخشنے والا (اور) رحم

Marfat.com

کرنے والا ہے۔ اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور (ملک میں) خدا ہی کا دین (قائم) ہو جائے۔ اور اگر وہ (فساد سے) باز آ جائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں (کرنی چاہیے۔)

(سورہ البقرہ آیات 193-191)

☆ فتح مکہ کے موقع پر یہ احکام نازل ہوئے۔ حرم میں قتل و غارت کی ممانعت ہے مگر اس موقع پر اس کی اجازت اس شکل میں دی گئی کہ اگر کافر حرم میں مسلمانوں سے جنگ کریں تو جواب میں ان سے جہاد و قتال کیا جائے اور اگر وہ قتل و غارت سے ہاتھ اٹھا لیں تو ان کو چھوڑ دیا جائے۔ تاہم اگر وہ لڑائی سے باز نہ آئیں تو اس وقت تک ان سے جہاد کیا جائے جب تک ملک میں اللہ کا دین قائم و مضبوط نہ ہو جائے۔ پھر اس وقت ظالموں کو تو ان کے کیے کی سزا دی جائے مگر باقیوں کو معاف کر دیا جائے یا ان کے جرم سے زیادہ تادیبی سلوک ان سے نہ کیا جائے۔

یہ وہ ازلی و ابدی اصول و ضوابط ہیں جن کی پیروی مومنوں کو تا قیامت کرنا ہے ان قواعد کی روح تب تک تازہ رہے گی، جب تک اللہ کا دین اس زمین کا سنگھار اور اسلام تو آخری اور قیامت تک باقی رہنے والا دین ہے۔ اس لحاظ سے ہم اور ہمار آنے والی نسلیں ان احکامات کی تا قیامت پابند ہیں۔

قتلِ مومن

اور کسی مومن کو شایاں نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر بھول کر۔ اور جو بھول کر مومن کو مار ڈالے تو (ایک تو) ایک مسلمان غلام آزاد کر دے اور (دوسرے) مقتو کے وارثوں کو خون بہا دے۔ ہاں اگر وہ معاف کر دیں (تو ان کو اختیار ہے۔) مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو تو صرف ایک مسل غلام آزاد کرنا چاہیے اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن میں اور تم میں صلح کا ہو تو وارثانِ مقتول کو خون بہا دینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور جس کو یہ

Marfat.com

نہ ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے۔ یہ (کفارہ) خدا کی طرف سے (قبول) توبہ (کے لئے) ہے اور خدا سب کچھ جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

(سورہ النساء آیت 92)

☆اس آیت میں مسلمان مقتول اور غیر مسلم مقتول دونوں کے عوض کا بڑی صراحت کے ساتھ ذکر ہے' مگر یہ قتل بھول چوک سے ہوا ہو' تب ان احکام کا اطلاق ہو گا۔ آج کے دور میں غلامی کا تصور عنقا ہے' اس لئے خون بہا ہی اس کا بہتر حل ہے۔ ہمارے ملک میں چونکہ شرعی عدالتوں کا قیام ابھی تک ایک ایسا خواب ہے جس کی تعبیر دور دور تک دکھائی نہیں دیتی۔ شرعی عدالتوں کے نام پر اس ملک میں دین سے جو مذاق ہو رہا ہے' اس سے آپ ہم سبھی واقف ہیں۔ اسی لئے بھول چوک سے کسی کو قتل کر دینے کے بعد خون بہا کی شکل تو موجود ہے' تاہم غلام آزاد کرنے یا کفارے کے طور پر دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کا کوئی تصور ہمارے ہاں موجود نہیں ہے۔ سزا یہی ہے کہ خون بہا دو' جیل بھگتو یا پھانسی چڑھ جاؤ۔ اس لئے ہمیں ملک میں شرعی عدالتوں کے مکمل اور پوری طاقت کے ساتھ قیام کی دعا کرتے رہنا چاہئے۔

مسلمان کو قصداً قتل کر دینا

اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور خدا اس پر غضبناک ہو گا اور اس پر لعنت کرے گا۔ اور ایسے شخص کے لئے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(سورہ النساء آیت 93)

☆اوپر تو ایسے قتل کے احکامات بیان ہوئے جو بھول چوک سے ہو جائے' اب زیرِ نظر آیت میں اس قتل کے بارے میں بتایا جا رہا ہے جو کوئی جان بوجھ کر کر ڈالے۔ کسی مسلمان کو جان بوجھ کر' بغیر کسی قصور کے کوئی مسلمان قتل کرے یا غیر مسلم' دونوں قاتلوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ساتھ ہی اللہ کا غضب اور اس کی لعنت نازل ہو گی۔ آخرت میں اس کے لئے سخت عذاب کی وعید اس کے علاوہ ہے۔

آج ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو اخباروں میں پڑھنے اور خبروں میں سننے کو

Marfat.com

سب سے زیادہ خبریں جو ملتی ہیں وہ قتل عمد کی ہوتی ہیں۔ ذرا غور کریں تو پتہ یہ چلتا ہے کہ ہر قتل کا محرک بیحد معمولی وجہ اور زیادہ تر طیش' چند روپوں کا لین دین یا بے راہروی ہے۔ اگر ہم ان اسباب پر قابو پالیں تو قتل عمد کے یہ واقعات نمایاں طور پر کم اور ایک وقت میں جا کر ختم بھی ہو سکتے ہیں لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی روح کو سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ بات بات پر چاقو چھری یا پسٹل نکال لینا' ناجائز اسلحے کی فراوانی' بے حیائی' بدکاری اور بے راہروی کا فروغ' ضبط کا فقدان وہ عوامل ہیں جو ایک انسانی جان کی قیمت دن بدن کم کرتے جا رہے ہیں۔ اگر ہمیں اللہ کے احکامات کی اہمیت اور آخرت میں ان کی خلاف ورزی پر ملنے والی سزا کا ادراک ہو تو ہم کسی کی جان لینے سے پہلے سو بار سوچیں' مگر انصاف کی نایابی' مجرم کے دولت کے عوض سزا سے چھوٹ جانے کی ان گنت مثالیں' قانون کی خرید و فروخت کا سجا ہوا بازار ہمیں تعزیر کے خوف سے آزاد کرتا جا رہا ہے۔ دنیا میں سزا نہ ملے یا سزا ملنے کے امکانات پر دولت پردہ ڈالتی جائے تو آخرت کا خوف دل سے نکل جاتا ہے۔ اسلام میں سزا کا تصور اس لئے اصلاح کا عمل جاری رکھتا ہے کہ جس جرم کی سزا مسلمان شرعی طور پر دنیا میں پا لیتا ہے اس کے لئے آخرت کی سزا موقوف ہو جاتی ہے لیکن جب دنیاوی سزا ہی روپے پیسے کے سہارے مجرم کو قانون کے دائرہ عمل سے آزاد کر ڈالے تب اسے شہہ مل جاتی ہے۔ بچے کو چھوٹے نقصان پر آپ ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے بجائے اس پر لاپرواہی یا چشم پوشی کا اظہار کریں گے تو وہ بڑے نقصان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کبھی یہ نہیں سوچے گا کہ اسے اس کے لئے کسی کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ یہی وہ احساس غیر ذمہ داری ہے جو بچے کو ایک کے بعد دوسرے' اور چھوٹے سے بڑے جرم کی سمت کشاں کشاں لے جاتا ہے۔ پھر جب والدین اور معاشرے کے ساتھ ساتھ قانون کو اس بات کا احساس ہوتا ہے تو بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ معمولی جرائم کرنیوالا بچہ' دہشت کی علامت بن کر معاشرے اور قانون کے لئے عذاب کی شکل اختیار کر چکا ہوتا ہے۔ ان سب قباحتوں سے بچنے کے لئے ہی اسلام نے تعزیری قوانین ترتیب دیئے' جن پر عمل نہ کر کے ہم روز بروز تباہی کے قریب ہوتے چلے جا رہے ہیں اور یہ تباہی ہر دو طرف کی ہے۔ دنیا کی بھی اور عاقبت کی بھی۔

Marfat.com

قرآنِ حکیم

الم- اس کتاب (قرآن مجید) میں کوئی شک نہیں (کہ یہ کلام خدا ہے- خدا سے) ڈرنے والوں (متقیوں) کے لئے ہدایت ہے-

(سورہ البقرہ آیات 2-1)

☆ قرآنِ حکیم فرقانِ عظیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس کی پہلی سورہ کی ابتدا ہی میں فرمادیا کہ یہ کتاب سچی ہے اور اللہ کا یہ کلام متقین کے لئے ہدایت ہے۔

متقی کون ہیں؟ وہ جو اللہ سے ڈرنے والے' اس کے احکام پر لرزاں و ترساں عمل کرنے والے' اس کی وحدانیت اور اس کے رسول ﷺ کی نبوت پر یقین لاریب رکھنے والے' تقویٰ کی منزلوں کو دم بدم طے کرنے والے ہیں۔ ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے یہ کتابِ آخریں ابد تک راہبر ہے۔ ہمیں اس کا دامن تھام لینے اور کبھی نہ چھوڑنے کا حکم ہے۔ کیا ہم متقیوں میں داخل ہونے کے خواہشمند نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو پھر اس منشورِ رحمت سے استفادے میں دیر کیا ہے؟

منکروں کو دعوتِ عام

اور اگر تم کو اس (کتاب) میں جو ہم نے اپنے بندے (محمدؐ عربی) پر نازل فرمائی ہے' کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ۔ اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو۔ اگر تم سچے ہو-

(سورہ البقرہ آیت 23)

Marfat.com

☆ کفار اس بات میں ہمیشہ متردد اور انکار پر مائل رہتے تھے کہ قرآن حکیم اللہ کا نازل کردہ کلام ہے۔ عمر بن ہشام نے اپنی علمیت' دولتمندی اور مرتبے کے زعم میں ایک بار نبی کریم ﷺ سے کہا کہ "کیا خدا کو ایک یتیم ویسیر ہی ملا تھا جس پر اس نے اپنی کتاب نازل فرمانا تھی اور اسے آخری نبی کے طور پر منتخب کرنا تھا' اگر اسے کتابِ فرقان اور نبوت کے لئے انتخاب ہی کرنا تھا تو ہم جیسے کسی عالی مرتبہ' امیر کبیر اور عالم فاضل شخص کو منتخب کرتا۔ اگر تم (ﷺ) اس بات کے داعی ہو کہ تمہیں اللہ نے نبوت کے درجے پر سرفراز کیا ہے اور قرآن حکیم تم پر نازل کیا ہے' تو ہمیں انہی اسباب کے باعث اس سے انکار ہے۔"

عمر بن ہشام کے منہ سے اس بات کا نکلنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ابوجہل یعنی جہالت کا باپ کہہ کر اس کی کج علمی' دولت پر جھوٹے غرور اور مقام و مرتبے کے زعم میں حقیقتِ ازلی سے انکار کی سزا دے دی۔ اب قیامت تک اسے عمر بن ہشام کے نام سے کوئی یاد نہیں کرے گا' ابوجہل کا نام ہی اس کی پہچان بنا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن حکیم کو متقیوں یعنی اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت قرار دیا۔ کسی جاہل' متکبر اور جاہ و حشمت کے زعم میں مبتلا شخص کا اس ہدایتِ کامل سے کوئی تعلق نہیں۔

پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی آخری کتاب

کہہ دو کہ جو شخص جبریلؑ کا دشمن ہے (اس کو غصے میں مر جانا چاہیے۔) اس نے تو (یہ کتاب) خدا کے حکم سے تمہارے دل پر نازل کی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے۔

(سورہ البقرہ آیت 97)

☆ کفار حضرت جبریلؑ کو اس لئے (نعوذ اللہ) برا کہتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اللہ کی وحی لے کر آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا کہ جو جبریلؑ سے جلتا ہے اسے اپنے غصے کی آگ میں جل مرنا چاہیے' کیونکہ وہ ویسے تو جبریلؑ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ دوسرے یہ فرمایا کہ قرآن حکیم وہ آخری کتاب ہے جو پہلی تمام

Marfat.com

الہامی کتابوں اور صحیفوں کی تصدیق کرتی ہے۔ یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔ ان تمام باتوں سے مقصود یہ ظاہر کرنا ہے کہ قرآن حکیم ایک تو آخری الہامی کتاب ہے جو اللہ نے نبی کریم ﷺ کے قلبِ اطہر پر نازل فرمائی۔ دوسرے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی یہ آخری آسمانی کتاب ایمان والوں کے لئے راہ ہدایت اور اس پر چلنے کے عوض رضائے الٰہی کے حصول اور جنت کی بشارت کی ضامن ہے۔ ہمیں اللہ کے ان فرمودات پر اس کا شکر گزار ہونا چاہئے اور اس کی شکر گزاری کا بہترین طریقہ اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونا ہے۔

عہدِ واثق کے منکر

اور ہم نے تمہارے پاس سلجھی ہوئی آیتیں ارسال فرمائی ہیں اور ان سے انکار وہی کرتے ہیں جو بدکردار ہیں۔ ان لوگوں نے جب جب (خدا سے) عہدِ واثق کیا تو ان میں سے ایک فریق نے اس کو (کسی چیز کی طرح) پھینک دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر بے ایمان ہیں۔ (سورہ البقرہ آیات 100-99)

☆ قرآن حکیم کی آیاتِ ہدایت کے منکروں کو اللہ تعالیٰ یہاں صاف صاف بدکردار اور بے ایمان کہہ کر ان کا ذکر کر رہا ہے۔ فرمایا گیا کہ کچھ لوگوں نے جب جب اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا اقرار کیا۔ اس سے کئے گئے روزِ اول کے عہدِ واثق کی تصدیق کی تو انہی میں سے کچھ لوگوں نے اس اقرار اور عہد نامے سے لاپرواہی کے ساتھ اس طرح بے اعتنائی برتی جیسے اس کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو۔ دراصل اپنی عیاشیاں اور دنیاوی عیش و آرام ان لوگوں کو اللہ کے ساتھ تعلق سے زیادہ عزیز ہے۔ اگر وہ اللہ کے ساتھ تعلق استوار رکھیں تو انہیں اپنے لہو ولعب سے کنارہ کرنا پڑتا ہے جو انہیں کسی قیمت پر گوارا نہیں۔ ان لوگوں نے اپنی بدکرداری کی قیمت پر اپنا ایمان گنوا لیا ہے۔ اور بے ایمان تو دنیا کا ہے نہ آخرت کا۔ اس کی دنیا چند روزہ زندگی اور آخرت اس کے اپنے ہاتھوں برباد ہے۔

☆

Marfat.com

قرآنی پیش گوئیاں

الم- اہل روم مغلوب ہو گئے نزدیک کے ملک میں- اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آ جائیں گے چند ہی سال میں- پہلے بھی اور پیچھے بھی خدا ہی کا حکم ہے اور اس روز مومن خوش ہو جائیں گے (یعنی) خدا کی مدد سے- وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب (اور) مہربان ہے-(یہ) خدا کا وعدہ (ہے) اور خدا اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے-یہ (لوگ) تو دنیا کی ظاہری زندگی کو جانتے ہیں- اور آخرت (کی طرف) سے غافل ہیں-

(سورہ الروم آیات 7-2)

☆ یہاں اہل روم کے ایک بار مغلوب ہو کر دوبارہ غالب آ جانے کی اس قرآنی پیشگوئی کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرما دیا کہ وہ جسے چاہے مدد دیتا ہے کہ وہی غالب اور مہربان ہے۔ اس کا وعدہ سچا ہے۔ وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اور اس کا وعدہ کیا ہے؟ اعمال خیر کا بدلہ جنت اور اعمال شر کا بدلہ جہنم۔ اس کی کہی کو سچ جاننے اور ماننے کے باوجود کیسے کم عقل ہیں وہ لوگ جو پھر بھی دنیاوی زندگی کے فانی اور چند روزہ عیش وطرب میں گم ہو کر آخرت کی ابدی اور راحت سے متشکل زندگی سے غافل ہیں۔ ان میں ہم آپ بھی شامل ہیں۔ کیا ہم اللہ کے فرمودات حق پر ایمان رکھنے کے باوجود ان پر عمل پیرا ہونے کی سچے دل سے کوشش کرتے ہیں؟ کیا ہمیں دنیا کی رنگا رنگی اپنی طرف مائل نہیں کر لیتی جس کے باعث ہم اکثر آخرت کے لئے جھیلنے والی مشکلات کی طرف سے آنکھیں موند کر عارضی مسرتوں میں گم ہو جاتے ہیں؟ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری غفلتوں پر گرفت کرنے کے بجائے ہمیں اپنے احکامات پر کاربند ہونے کی توفیق دے اور ہماری دنیا کے ساتھ آخرت بھی بخیر کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆

Marfat.com

قرضِ حسنہ'
(اللہ کو قرض دینا)

کوئی ہے کہ اللہ کو قرض حسنہ دے کہ وہ (اللہ) اس کے بدلے اس کو کئی حصے زیادہ دے گا- اور خدا ہی روزی کو تنگ کرتا اور (وہی اسے) کشادہ کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے-
(سورہ البقرہ آیت 245)

☆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اس کے مستحق بندوں کی مدد کے لئے خرچ کرنا اللہ کو قرض حسنہ دینا ہے۔

دنیا میں آپ کسی سفید پوش کو قرض دیں تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ آپ کو وقت پر' بہتر انداز میں اور شکریے کے ساتھ قرض واپس کرے۔ اور وہ' سب عزتیں ہی جس کے لئے ہیں' ہمارے رزق کی فراخی و تنگی ہی جس کے ہاتھ میں ہے' وہ جو ازل سے ہے اور ابد کے بعد بھی رہے گا' وہ جس کا وعدہ ہے کہ اس کے راستے میں' اس کے بندوں کی مدد کے لئے خرچ کی جانے والی ایک ایک پائی اس کے ذمے قرض ہے۔ اور ایک کے بدلے دس دنیا میں اور ستر آخرت میں لوٹانا اس کے وعدوں میں شامل ہے۔ وہ جس کا ہر وعدہ سچا ہے اور جو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا' وہ ہمارے اس خرچ کئے ہوئے کا عوض کس انداز میں اور کیسے احسن انداز میں ہمیں دنیا و آخرت میں لوٹائے گا' اس کے بارے میں ہم صرف اس پر توکل کر کے دیکھ لیں تو سب کچھ اپنے آپ عیاں ہو جاتا ہے۔ حضرت رابعہ بصری نے اللہ کے نام پر ایک فقیر کو دو روٹیاں خیرات

Marfat.com

کیں۔ صبح سے شام ہوگئی۔ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ لونڈی نے صورتحال عرض کی تو فرمایا۔ ''ہم آج رات فاقے سے نہیں سوئیں گے۔ مجھے اپنے اللہ کے وعدے پر پورا یقین ہے۔'' اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ لونڈی نے جا کر دیکھا۔ واپس آ کر بتایا کہ کوئی شخص چھ (یا کم و بیش) روٹیاں لے کر آیا ہے۔ فرمایا۔ ''یہ ہمارا حصہ نہیں ہے۔ اسے کہو کسی اور کو جا کر دے دے۔'' لونڈی نے اس شخص کو لوٹا دیا۔ کچھ دیر بعد ایک اور آدمی نے دستک دی۔ لونڈی نے آ کر بتایا کہ یہ آدمی بیس روٹیاں اور کچھ حلوہ لے کر آیا ہے۔ فرمایا۔ ''ہاں۔ یہ ہمارا حصہ ہے جو اللہ نے ہمارے رزق کے طور پر بھیجا ہے۔'' لونڈی نے روٹیاں اور حلوہ لے لیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر پوچھا کہ مالکن۔ آپ نے پہلے آدمی کو کیوں لوٹا دیا اور دوسرے کی لائی ہوئی چیز کیوں قبول کر لی؟ فرمایا۔ ''صبح میں نے اپنے اللہ کے نام پر دو روٹیاں خیرات کی تھیں۔ اس کا وعدہ ہے کہ ایک کے بدلے دس گنا دنیا میں اور ستر گنا آخرت میں عطا کرے گا۔ پہلا آدمی کم روٹیاں لایا۔ مجھے یقین تھا کہ میری دو روٹیوں کے بدلے میرا اللہ بیس روٹیاں بھیجے گا۔ چنانچہ جب یہ آدمی بیس روٹیاں لے کر آیا تو میں نے اس یقین کے ساتھ لے لیں کہ ایک کے بدلے میرے اللہ نے دس کا وعدہ پورا فرما دیا ہے۔'' لونڈی نے پوچھا کہ مالکن۔ اور وہ جو حلوہ تھا؟ فرمایا۔ ''پگلی۔ کیا اللہ اسی قدر دیتا جتنا میں نے اس کے راستے میں خرچ کیا؟ وہ خود کو دیا ہوا قرض بہتر طور پر لوٹانے کا ذکر بھی تو کرتا ہے۔ میں نے خالی روٹیاں دی تھیں اس نے ساتھ حلوہ بھی عطا فرمایا۔ یہ بھی تو قرض کی بہتر انداز میں واپسی ہے۔''

یہ ایک مثال اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے اگر ہمیں آمادۂ عمل نہیں کرتی تو سو مثالیں بھی بیکار ہیں کہ جو شخص ہدایت کے لئے آمادہ ہے اسے بہت زیادہ مثالوں اور دلیلوں کی حاجت نہیں ہوتی اور جو اس باب میں کج بحثی کرتا ہے اسے ہدایت سے قربت پر آمادہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں کیونکہ جسے اللہ ہدایت دینا چاہے اس کا دل ویسے ہی قبولیت کے لئے نرم ہوتا ہے۔ اس کے لئے ایک آدھ فقرہ ہی کافی ہوتا ہے اور وہ ہدایت کے انعام سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فرد کو اپنے دین اور ہدایت کے لئے پہلے ہی منتخب کر چکا ہوتا ہے۔

Marfat.com

قرض کی دستاویز اور گواہ

مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے والا تم میں کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ انصاف سے لکھے۔ نیز لکھنے والا جیسا خدا نے اسے سکھایا ہے لکھنے سے انکار بھی نہ کرے اور دستاویز لکھ دے- اور جو شخص قرض لے وہی (دستاویز کا) مضمون بول کر لکھوائے اور خدا سے کہ اس کا مالک ہے' خوف کرے اور زرِ قرض میں سے کچھ کم نہ لکھوائے اور اگر قرض لینے والا بے عقل یا ضعیف ہو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو جو اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے اور اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاملے کے) گواہ کر لیا کرو- اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسری اسے یاد دلا دے گی- اور جب گواہ (گواہی کے لئے) طلب کئے جائیں تو انکار نہ کریں- اور قرض تھوڑا ہو یا بہت اس (کی دستاویز) کے لکھنے لکھانے میں کاہلی نہ کرنا۔ یہ بات خدا کے نزدیک نہایت قرین انصاف ہے اور شہادت کے لئے بھی یہ بہت درست طریقہ ہے۔ اس سے تم کو کسی طرح کا شک و شبہ بھی نہیں رہے گا- ہاں اگر سودا دست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے دیتے ہو تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں- اور جب خرید و فروخت کیا کرو تو بھی گواہ کر لیا کرو- اور کاتب دستاویز اور گواہ (معاملہ کرنے والوں کا) کسی طرح کا بھی نقصان نہ کریں- اگر تم (لوگ) ایسا کرو تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے اور خدا سے ڈرو اور دیکھو کہ وہ تم کو (کیسی مفید باتیں سکھاتا) ہے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے- اور

Marfat.com

اگر تم سفر پر ہو اور (دستاویز) لکھنے والا نہ مل سکے تو (کوئی چیز) رہن یا قبضہ رکھ کر (قرض لے لو) اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت ادا کر دے اور خدا سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرے۔ اور (دیکھنا) شہادت کو مت چھپانا جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گنہگار ہو گا۔ اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

(سورہ البقرہ آیات 283-282)

☆ انسان زندگی میں قرض یا دیگر لین دین سے گزرتا ہی رہتا ہے۔ یہ ضروریاتِ زندگی میں شامل ہے۔ اس سے مفر نہیں۔ آیاتِ بالا میں قرض کی دستاویز لکھنے لکھانے پر تاکید کے ساتھ زور دیا گیا کہ اس سے بھول چوک یا حساب کتاب میں گڑبڑ کا اندیشہ نہیں رہتا۔ اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر انسان کسی اجنبی جگہ پر ہو اور اسے قرض کی ضرورت پیش آ جائے تو وہ اپنی کوئی چیز رہن رکھ کر بھی قرض حاصل کر سکتا ہے۔

یہاں جن چیزوں کی خاص طور پر اہمیت واضح کی گئی ہے ان میں ایک تو قرض کی دستاویز ہے۔

دوسرے لکھنے اور لکھانے والوں کی ایمان داری کا ذکر ہے کہ وہ تحریر میں ایسی کوئی بات نہ لکھوا دیں جو قرض لینے یا دینے والے کے حق میں بعد ازاں مضر یا نقصان دہ ثابت ہو۔

تیسرے یہ کہ گواہ ضروری ہیں جو دستاویز میں اپنی شہادتیں ڈالیں اور جب بھی اس معاملے میں ان کی ضرورت پڑے تو بلا تامل سچی گواہی دینے کے لئے چلے آئیں۔ گواہی کے لئے دو مرد ضروری ہیں اور اگر دو کے بجائے ایک مرد میسر ہو تو دوسرے مرد کی جگہ دو عورتیں گواہی ثبت کریں۔ ایک مرد کی جگہ دو عورتوں کی گواہی اس لئے ضروری قرار پائی کہ عورتیں عام طور پر بھول چوک کا شکار ہو جاتی ہیں۔ گواہی کے معاملے میں اگر دو میں سے ایک عورت بھول چوک کا مظاہرہ کرے تو دوسری عورت اسے اصل معاملہ یاد دلا دے تاکہ وہ پوری صراحت کے ساتھ گواہی دے سکے۔

چوتھے یہ کہ اگر تم گواہی کو چھپاؤ گے یا گواہی میں نقص پیدا کرو گے یعنی اصل بات میں ردوبدل کرو گے تو اللہ کے ہاں گناہگار قرار پاؤ گے اور اس کے لئے وہ تم

Marfat.com

سخت باز پرس کرے گا۔

پانچویں یہ کہ اگر کوئی تمہیں بغیر گواہوں یا تحریری دستاویز کے امانت کے طور پر کچھ دیتا ہے تو تمہیں چاہئے کہ وقت پر اس کی امانت اسے اصل حالت میں لوٹا دو اور اسے تنگ نہ کرو یا مکر نہ جاؤ۔

اللہ تمہاری نیتیں اور دلوں کا حال بہتر جانتا ہے اس لئے اس کے غضب سے ڈرتے رہو۔ بے ایمان' خائن اور گواہی کو خراب کرنے یا چھپانے والے کو وہ پسند نہیں کرتا۔اور جسے وہ پسند نہیں کرتا' اسے اپنا انجام سوچ لینا چاہئے۔

☆☆☆

Marfat.com

قسمیں کھانا

اور خدا (کے نام) کو اس بات کا حیلہ نہ بنانا کہ (اس کی) قسمیں کھا کھا کر
سلوک کرنے اور پرہیزگاری کرنے اور لوگوں میں صلح و سازگاری کرانے سے رک جاؤ
اور خدا سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ خدا تمہاری لغو قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا
لیکن جو قسمیں تم قصدِ دلی سے کھاؤ گے ان پر ضرور مواخذہ کرے گا اور خدا بخشنے والا
بُردبار ہے۔ (سورہ البقرہ آیات 225-224)

☆ اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں جھوٹی
لغو اور عادتاً قسمیں کھانے کا جیسے رواج زور پکڑتا جا رہا ہے۔ دکاندار اپنا سودا بیچنے کے
لئے جھوٹی قسمیں کھاتا ہے۔ قصوروار اپنا جرم چھپانے کے لئے بڑی بڑی قسمیں کھاتا
ہے۔ کمزور، طاقتور کے ڈر سے ہر طرح کی قسمیں کھاتا ہے۔ بعض اوقات حالات ایسے
ہوتے ہیں کہ انسان اپنی دنیاوی عزت قائم رکھنے کے لئے جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھ
جاتا ہے۔ ہماری عدالتوں میں سو سو روپے کے عوض حلفیہ بیان دینے اور قسم کھانے
والے عادی افراد ردی کاغذ کے ٹکڑوں کی طرح پائے جاتے ہیں۔

ایسی قسمیں جن کا کوئی اعتبار نہ ہو یا جو لغویات کے زمرے میں آتی ہیں، جیسے
عادتاً قسم کھانا، ان پر تو اللہ نے گرفت نہ کرنے کا ذکر کیا ہے مگر اللہ کی جو قسم کوئی انسان
دل سے پکے ارادے کے ساتھ کھائے۔ پھر اسے توڑ دے یا اس پر قائم نہ رہے، اس
اللہ تعالیٰ مواخذہ ضرور کرے گا کہ اس کا نام جھوٹی قسمیں کھانے کے لئے نہیں ہے
اللہ کا نام تو اس کی قسم کھا کر جان دے دینے کے لئے ہے۔ ہاں، کسی مجبوری سے ایک

Marfat.com

قسم ٹوٹ جائے یا توڑنی پڑے تو اس کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے۔ اس صورتحال میں پھر اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا' بخش دینے والا اور تمہارے معاملے کو بُردباری کی نظر سے دیکھ کر تمہارے حق میں رحمت بھرا فیصلہ کرنے والا ہے۔

قسموں کا کفارہ

خدا تمہاری بے ارادہ قسموں پر سے مواخذہ نہیں کرے گا لیکن پختہ قسموں پر (جن کے خلاف کرو گے) مواخذہ کرے گا تو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ تین روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھالو (اور اسے توڑ دو) اور (تم کو) چاہئے کہ اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اس طرح خدا تمہارے (سمجھانے کے) لئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

(سورہ المائدہ آیت 89)

☆ اللہ کے نام کی پختہ یعنی دل سے کھائی ہوئی قسم توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے ورنہ انسان اس کے لئے اللہ کے ہاں سزا پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا' خواہ معاملہ کیسا ہی ہو۔ قسم کے کفارے کے لئے بھی اس رحیم و کریم نے ہمیں اتنا ہی بوجھ اٹھانے کو کہا جس کے ہم قابل ہیں۔ ایک یہ کہ قسم توڑنے کے کفارے کے طور پر دس محتاجوں کو ایک وقت ایسا کھانا کھلا دیا جائے جیسا ہم خود کھاتے یا اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہیں۔ یا دس محتاجوں کو ایسا لباس خیرات کر دے جیسا خود پہنتے ہیں۔ اگر ایک غلام آزاد کر سکے تو یہ بھی قسم توڑنے کا کفارہ ہے لیکن پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ فی زمانہ غلام کی خرید و فروخت اور آزاد کرنے کا تصور کم از کم ہمارے ہاں ناپید ہو چکا ہے۔ اس لئے دوسری دو صورتیں ہی قابلِ عمل ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو قسم توڑنے والا بلا ناغہ متواتر تین روزے رکھ لے۔ اللہ اس کی طرف سے اس عمل کو کفارے کے ضمن میں قبول کر لے گا اور اسے اللہ کی گرفت سے آزادی مل جائے گی۔ یہ سب اسلئے فرمایا گیا کہ ہم اگر ایسا کوئی گناہ یا غلطی کر بیٹھیں تو اللہ کی عطا فرمائی ہوئی سہولتوں سے فیضیاب ہو کر اسکے شکر گزار رہوں۔

Marfat.com

قصاص

مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی خون کے بدلے خون) کا ح
دیا جاتا ہے (اس طرح پر کہ) آزاد کے بدلے آزاد (مارا جائے) اور غلام کے بد
غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ اور اگر قاتل کو اس کے (مقتول) بھائی (
قصاص) میں سے کچھ معاف کر دیا جائے تو (وارثِ مقتول کو) پسندیدہ طریق
(قرارداد کی) پیروی (یعنی مطالبہ خون بہا) کرنا اور (قاتل کی طرف سے) خوش خو
کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ یہ پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے آسانی اور مہربا
ہے۔ جو اس کے بعد (بھی) زیادتی کرے تو اس کے لئے دکھ کا عذاب ہے اور ا
اہلِ علم (حکم) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے کہ تم (قتل و خونریزی) سے بچو۔
(سورہ البقرہ آیت 179-178)

☆ شرعی حدود کے حوالے سے یہ طے ہے کہ اگر اسلامی معاشرے میں کوئی
دوسرے فرد کو قتل کر دے تو قصاص یعنی خون لے بدلے خون کی حد جاری کی جائے گ
اگر کسی آزاد فرد نے قتل کیا ہے تو اس کے بدلے آزاد ہی قتل کیا جائے گا۔ یہ نہیں ہو
کہ وہ اپنی جگہ اپنے کسی غلام کو قتل کے لئے پیش کر دے۔ اسی طرح اگر مقتول غلام
تو اس کے بدلے غلام ہی قتل ہو گا۔ عورت قاتل ہے تو اسے ہی قتل کیا جائے گا نہ کہ
کے خاوند یا بیٹے کو۔

یہاں ایک آسانی یہ دی گئی کہ اگر بغیر کسی جبر و اکراہ کے مقتول کے وارث
بہا لینے پر رضامند ہو جائیں تو انہیں قاتل اور اس کے وارثوں کی طرف سے بجد

Marfat.com

خوئی شکریے اور ممنونیت کے ساتھ خون بہا ادا کیا جائے۔ تاہم ان پر کسی قسم کا ناجائز دباؤ نہ ڈالا جائے' نہ ان کو ڈرایا دھمکایا جائے۔ جیسا کہ آج ہمارے معاشرے میں عام ہو رہا ہے کہ ایک تو مسکینوں کا بندہ مار دیا جاتا ہے۔ اوپر سے نہ اس کے قاتلوں کے خلاف مقدمہ درج ہوتا ہے نہ انہیں کیس کی پیروی کرنے دی جاتی ہے بلکہ ہر جائز ناجائز طریقے سے ان کو خوفزدہ کیا جاتا ہے کہ اول تو وہ مقدمہ ہی درج نہ کرائیں اور اگر کسی طرح یہ مرحلہ طے ہو جائے تو مقدمہ (بظاہر بخوشی مگر بباطن باامر مجبوری) واپس لینے کے لئے قاتلوں کی طرف سے جان سے مار دینے کی دھمکیوں اور پولیس کے ڈرانے دھمکانے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روتے دھوتے کمزور وارثین مقتول گھر لوٹ جاتے ہیں اور قاتل سینہ چوڑا کر کے دندناتے پھرتے ہیں۔

ایسے معاملات میں سوائے اللہ پر آس رکھ لینے کے کمزور لوگ کیا کر سکتے ہیں؟ انصاف جب دولتمندوں کا کھلونا بن جائے تو اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدود کی پاسداری کو نظر انداز کرنا عام ہو جاتا ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ یہاں یہ بھی تو فرما رہا ہے کہ اگر تم ایسے معاملے میں کسی کے ساتھ زیادتی کرو گے۔ یعنی نہ تو اپنے جرم کی سزا بھگتو گے نہ خون بہا پر عمل کرو گے' الٹا مقتول کے وارثوں کو اپنے زور و زبردستی کا نشانہ بناؤ گے تو اللہ کے ہاں تمہارے لئے دکھ کا عذاب تیار ہے۔ آج نہیں تو کل تم اس عذاب کے منہ میں آ ہی جاؤ گے۔ تب کمزور کو ایسا انصاف ملے گا جس کی اسے توقع بھی نہیں ہو گی اور تمہیں ایسی سزا سے سابقہ پڑے گا جس کی تمہیں توقع نہیں ہو گی۔

آخر میں کہا گیا کہ قصاص تو دراصل تمہیں (قاتل کو) دوبارہ زندگی دلا دینے کا ایک ذریعہ یا حیلہ ہے ورنہ تو اگر مقتول کے وارث خون بہا قبول نہ کرتے تو تمہیں قتل کے بدلے موت کے حوالے کر دیا جاتا۔ اس دوبارہ زندگی پانے کے بعد اگر تم پھر قتل و خونریزی میں مشغول ہو جاؤ اور ذہن میں یہ بات بٹھا لو کہ قتل کر کے پھر قصاص دے کر جان چھوٹ جائے گی تو یہ ناشکری ہے۔ اور ناشکر گزار بندہ اللہ کو کب پسند ہے؟ کبھی کوئی ایسا مدعی بھی تو اٹھ کھڑا ہو سکتا ہے جو خون بہا نہ لے اور تمہیں مقتول کے بدلے قتل ہی کرنے کے درپے ہو جائے۔ تب کیا ہو گا' یہ تمہارے ابھی سے سوچنے کی بات ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

قوموں کی نا سمجھی اور حیات و موت

اور ہر ایک امت کی طرف پیغمبر بھیجا گیا۔ جب ان کا پیغمبر آتا ہے تو ان
انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جاتا- اور یہ کہتے ہیں
اگر تم سچے ہو تو (جس عذاب کا) یہ وعدہ (ہے وہ آئے گا) کب؟ کہہ دو کہ میں تو ا
نقصان اور فائدے کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتا مگر جو خدا چاہے- ہر امت کے
(موت کا) ایک وقت مقرر ہے- جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک گھڑی بھی دیر نہیں
سکتے اور نہ جلدی کر سکتے ہیں- (سورہ یونس آیت 49-47)

☆ ہر زمانے مین ہر قوم پر ایک نہ ایک پیغمبر مبعوث رہا۔ جاہل، کفر میں
اور حق کی مخالف ہر قوم نے اللہ کے نبیوں، رسولوں اور پیغمبروں کو جھٹلایا۔ ان کی تکذ
کی۔ ان پر ستم توڑے۔ حتیٰ کہ ان کو شہید کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔ جہالت او
سے دوری کا یہ انداز ہر دور میں کسی نہ کسی رنگ میں سامنے آیا۔ اکثر قومیں کفر و
کے زعم میں اپنی افرادی قوت اور معاشرتی طاقت کے نشے میں انبیائے حق کا ان
لائے ہوئے پیغام حق کا تمسخر اڑاتے ہوئے پیغمبر سے یہ مطالبہ کرتی تھیں کہ اگ
سچے ہو تو وہ عذاب کہاں ہے جس سے تم ہر وقت ہمیں ڈراتے رہتے ہو؟ وہ ہم پر
کیوں نہیں ہوتا؟ ہمیں غرق کیوں نہیں کر دیتا؟ ہمیں تباہ و برباد کیوں نہیں کر دیتا؟
ایسی صورتحال میں اللہ کا پیغمبر دل مسوس کر رہ جاتا کہ ان جاہلوں کو کیسا

Marfat.com

دے جو ان کی تسلی کر دے یا ان کو راہِ راست پر لے آئے۔ مگر جسے اللہ ہدایت نہ دینا چاہے اسے ہدایت نہیں ملا کرتی۔ اکثر ایسے مواقع پر اللہ نے اپنے پیغمبروں سے فرمایا کہ جو لوگ تم سے ایسی جاہلانہ بات کرتے اور ایسا نامعقول مطالبہ کرتے ہیں ان سے کہہ دو کہ میرا تو کچھ اختیار نہیں کہ میں تم پر عذاب نازل کروں۔ میں کسی کا نفع اور نقصان کرنے والا کون ہوتا ہوں۔ میں تو اللہ کا پیغام تم تک پہنچانے پر مبعوث ہوں‘ وہ میں نے تم تک پہنچا دیا۔ اب اس پیغامِ حق سے انکار اور اس کی مخالفت کے باعث اللہ کا عذاب تم پر کب اور کیسے نازل ہوتا ہے؟ اس کے بارے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہاں‘ البتہ اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ جب تم پر عذاب کا مقررہ وقت آن پہنچا‘ تو تم اس سے بچ نہ سکو گے۔ اس کے مقررہ وقت میں نہ ایک لمحے کی دیر ہو سکتی ہے نہ جلدی۔

پیغمبرانِ حق کا یہ جواب جاہلوں اور منکروں کے لئے ہنسی مذاق کا باعث بنتا تھا۔ وہ اس بات کی تہہ میں پوشیدہ اس تنبیہہ کو محسوس ہی نہ کرتے جس کیلئے اللہ تعالیٰ بار بار ان کو اپنے پیغمبر کے ذریعے آگاہ کرتا تھا۔ بالآخر عذاب کا لمحہ آ پہنچتا اور وہ اپنے دردناک انجام سے دوچار ہو جاتے۔

دنیا میں گم ہو کر آخرت سے غفلت‘ دوری اور لاپرواہی کہیں ہمیں بھی تو ایسی ہی تنبیہہ سے دوچار نہیں کر رہی؟ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی صورت میں بار بار ہمیں آنے والے وقت کی تباہ کاریوں سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ اگر ہم اب بھی نہ جاگے تو کل ہمارا کیا حشر ہو سکتا ہے مگر کیا ہم اس آگاہی میں چھپی ''آگہی'' کے دامن میں پناہ لینے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچتے ہیں؟

☆☆☆

Marfat.com

قیامت اور منافق

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔ یہ (اپنے پندار میں) خدا کو اور مومنوں کو چکما دیتے ہیں مگر (حقیقت میں) اپنے سوا کسی کو چکما نہیں دیتے اور اس (حقیقت) سے بے خبر ہیں۔ (سورہ البقرہ آیات 9-8)

☆ ہمارے اردگرد منافقوں کی ٹولیاں بکھری پڑی ہیں۔ یہ سرخے ہیں یا دہریے کمونسٹ ہیں سوشلسٹ، ترقی پسند ہیں یا روشن خیال کسی نہ کسی کو لیبل ماتھے پر چپکائے یہ اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کی خودفریبی میں مبتلا ہیں۔ اس لئے کہ ایک عام مسلمان تو شاید ان کے چہرے پر پڑے نقاب سے دھوکہ کھا جائے مگر اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا ان کی اپنے آپ کو دھوکا دینے کی ایک شکل ہے۔ بظاہر ایمان لا کر اندر ہی اندر اپنے ناقابلِ اصلاح عقائد اور خیالات پر پختہ رہنے والے یہ لوگ اگر اس بات پر خوش ہیں کہ وہ مسلمانوں میں مسلمان بن کر رہتے اور ان کو دھوکا دیتے رہتے ہیں تو اس چکمے سے مسلمانوں کا کیا نقصان؟ نقصان تو یہ اپنا ہی کر رہے ہیں۔ جب یوم آخرت پر اللہ کے سامنے پیش ہوں گے اور ان کا پول ساری خلقت کے سامنے کھل جائے گا تب انہیں احساس ہوگا کہ وہ اپنے ساتھ کیا ظلم کرتے رہے ہیں۔ تاہم تب تک چڑیاں کھیت چگ چکی ہوں گی اور اس دن صرف اور صرف اعمالِ خیر و شر کا حساب ہوگا۔ اللہ کی رحمت بھی ان سے منہ پھیر لے گی۔ کوئی ان کا پرسانِ حال نہ ہو گا۔ یہ بے یار و مددگار میدانِ حشر میں مارے مارے پھریں گے اور بالآخر ایسے لوگوں

Marfat.com

میں بھی شمار ہونے سے رہ جائیں گے جو گناہگار اور خطا کار ہونے کے باوجود اللہ کی مہر و رحمت سے پار لگ جائیں گے۔

قیامت میں کوئی حیلہ کام نہ آئے گا

اور اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ کسی کی سفارش منظور کی جائے گی اور نہ کسی سے کسی طرح کا حیلہ قبول کیا جائے گا اور نہ لوگ (کسی اور طرح) مدد حاصل کر سکیں گے۔

(سورہ البقرہ آیت 48)

☆ قیامت کا دن انسان کے لئے سزا و جزا کا دن ہے۔ اس کے اعمالِ خیر اس کے لئے جنت کی خوشخبری اور اعمالِ شر جہنم کی وعید لے کر ظاہر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ بار بار ہمیں اس بات سے آگاہ کرتا ہے کہ اس دن ہر شخص اپنے اعمال کا خود جوابدہ ہوگا۔ کوئی کسی کی مدد نہ کر سکے گا۔ اپنے کسی گناہ یا خطا کے لئے کوئی کسی بہانے یا حیلے کی آڑ نہ لے سکے گا۔ اس کے اعضائے بدن اس کے گناہوں کا اقرار کریں گے اور اس کے سارے بہانوں اور جھوٹ پر پانی پھر جائے گا۔ اس بے یار و مددگار دن سوائے اللہ کی رحمت اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے نہ کوئی سہارا ہوگا نہ پرسانِ حال۔ ماں باپ' بہن بھائی' اہل و عیال' اعزہ و اقربا' دوست احباب سب اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوں گے۔ ہر طرف افراتفری' نفسانفسی اور آپا دھاپی کا عالم ہوگا۔ کسی کو بھی اپنے اور اپنی مصیبت کے سوا کوئی دوسرا دکھائی نہ دے رہا ہوگا۔ اس یوم حساب کے لئے ایسی خودغرضی کا عالم ہمیں اپنے لئے کچھ کر لینے کی ترغیب کب دے گا؟

قیامت اور جزا و سزا

(تو) وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو۔ جو باتیں یہ کریں گے ہم خوب جانتے ہیں۔ اس وقت ان میں سب سے اچھی راہ والا (یعنی عاقل و ہوش مند) کہے گا کہ (نہیں بلکہ) صرف ایک ہی روز ٹھیرے ہو۔

(سورہ طٰہٰ آیات 103-104)

Marfat.com

☆قیامت قائم ہو گی۔ ہر طرف ایک ایسا نفسانفسی کا سماں ہو گا کہ الامان الحفیظ۔ جب کسی کے لئے کوئی باعثِ تسلی نہ ہو گا' اس وقت لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کریں گے اور کہیں گے کہ یوں لگتا ہے جیسے ہم دنیا میں محض دس ایک دن ہی رہے۔ ایک ایک بات یاد ہے کہ ہم نے کیا کیا' کیسے کیا اور کب کب کیا؟ اس وقت (اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق) ان لوگوں میں جو عقل مند اور ہوش والا موجود ہو گا' وہ کہے گا کہ تم دس دن نہیں' فقط ایک ہی دن دنیا میں رہے ہو۔ اسی لئے تمہیں ایک ایک پل کی بات یاد ہے۔ اپنے اعمال سے تم اسی لئے کماحقہٗ واقف ہو۔ اگر تم زیادہ دیر دنیا میں رہے ہوتے تو کئی باتیں بھول چکے ہوتے جبکہ ایسا نہیں ہے۔

دراصل اس فرمان سے مقصود یہ بتانا ہے کہ دنیا کی زندگی چند روزہ (بلکہ ایک روزہ) ہے' جس کے لئے ہم اتنا لمبا چوڑا کھڑاگ پھیلاتے ہیں۔ جائز' ناجائز' حرام حلال' اچھے برے کی تمیز سے بے بہرہ ہو کر صرف عیش و عشرت میں ڈوبے رہتے ہیں۔ اگر ہمیں اس بات کا یقین دل سے ہوتا کہ یہ زندگی فانی اور بے ثبات ہے۔ اصل زندگی تو آخرت کی ہے تو ہم عاقبت کے لئے تیاری کرتے نہ کہ دنیا کمانے میں لگے رہتے۔ دعا کرنی چاہئے کہ ہم ان چپکے چپکے باتیں کرنے والوں کے بجائے ان یقین کامل رکھنے والوں میں سے اٹھیں جن کے لئے دنیا کی زندگی ایک دن کی اور آخرت کی تیاری جن کا اوڑھنا بچھونا ہے۔

قیامت کا منظر

اور تم سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ خدا ان کو اڑا کر بکھیر دے گا۔ اور زمین کو ہموار میدان کر دے گا۔ جس میں نہ تم کجی (اور پستی) دیکھو گے نہ ٹیلا (اور بلندی۔) اس روز لوگ ایک پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے اور اس کی پیروی سے انحراف نہ کر سکیں گے۔ اور خدا کے سامنے آوازیں پست ہو جائیں گی تو تم آوازِ خفی کے سوا کوئی آواز نہ سنو گے۔ اس روز (کسی کی) سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی مگر اس شخص کی جسے خدا اجازت دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے۔ جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ اس کو جانتا ہے اور وہ (اپنے) علم سے خد

Marfat.com

(کے علم) پر احاطہ نہیں کر سکتے -اور اس زندہ وقائم کے روبرو منہ نیچے ہو جائیں گے اور جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد رہا- اور جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہو گا تو اس کو نہ ظلم کا خوف ہو گا اور نہ نقصان کا- (سورہ طٰہٰ آیات 105-112)

☆ قیامت کے دن کا یہ منظر اپنے دامن میں جو عالم وعید ونوید رکھتا ہے اس سے اللہ نے ہمیں قدم قدم پر آگاہی دی ہے۔اپنے لہو ولعب میں غرق ہو کر اگر ہم اللہ کی دعوت پر دھیان نہیں دیتے تو یہ ہماری وہ کوتاہی ہے جس کے لئے ہم خود ذمہ دار ہیں نہ کہ ہماری قسمت کا لکھا۔ سامنے گڑھا ہو۔ ہم اسے دیکھ بھی رہے ہوں۔ اس کے باوجود اس میں جان بوجھ کر گر جائیں کہ پیچھے آنے والا ہمیں اس میں سے نکال لے گا تو یہ ہماری نادانی ہی تو ہے۔اس میں قسمت کا لکھا کہاں سے قصوروار ہو گیا؟

ان آیات میں جن کے لئے صاف صاف اور کھلی بات کی گئی ہے وہ دو ہی طبقے ہیں۔ ایک وہ جو ظالم ہیں۔ ان کو نامراد کہا گیا۔ اور نامرادی کیا ہے؟ اللہ کی مہربانی' اس کے دیدار' رحمت اور مغفرت سے محرومی وہ نامرادی ہے جس سے بچنے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم اور اپنے حبیب کریم ﷺ کی سنت عطا فرمائی۔ اگر ہم ان دونوں نعمتوں سے فیضیاب نہیں ہوئے تو نامراد ہیں۔اور اگر اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ مومن بھی ہیں تو اللہ کی امان اور حفاظت کے حقدار ہو گئے۔

یہاں ایک بات کی وضاحت بڑی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے آخر میں صاف فرمایا کہ جن پر کوئی خوف اور نقصان وارد نہیں ہو گا وہ ایسے اعمال صالحہ کرنے والے ہوں گے جو مومن بھی ہوں گے۔یعنی ایسے اعمال صالحہ کرنے والے جو مومن نہیں ہوں گے۔ جو نیک لوگ اللہ کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان نہیں لائے ہوں گے' وہ قیامت میں اللہ کی طرف سے مذکورہ انعامات کے حقدار نہیں ہوں گے۔ انہیں ان کی نیکیوں کا صلہ دنیا ہی میں شہرت' دولت' عزت اور بعد از مرگ نیک نامی کی صورت میں مل چکا ہو گا۔مومن ہونا آخرت میں اللہ کی مہربانیوں سے مالا مال ہونے کی بنیادی شرط ہے۔ اور مومن گناہگار ہو تب بھی اللہ کی رحمت کا حقدار تو ہے ہی۔ اسے صرف حقوق العباد میں سرخروئی کی سند پیش کرنا پڑے گی کہ بندوں کے حقوق کے بارے میں اللہ کا فرمان بیحد سخت ہے۔ بندوں کے معاملات میں

Marfat.com

وہ کسی سے کوئی رو رعایت نہیں کرتا۔حقوق العباد سے خلاصی ہونے کے بعد اللہ کے معاملات پیش ہوں گے تو یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ مومنوں پر مہربان ہے اور ایسا مہربان ہے جیسا کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔

قیامت کا دن

یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں۔اور (قیامت کا) سچا وعدہ قریب آ جائے۔تو ناگاہ کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں (اور کہنے لگیں کہ) ہائے شامت۔ہم اس (حال) سے غفلت میں رہے بلکہ ہم (اپنے حق میں) ظالم تھے۔

(سورہ الانبیاء آیات 97-96)

☆قرآن حکیم میں قوم یاجوج ماجوج کا ذکر ہے جسے اللہ تعالیٰ قیامت کے قریب آزاد فرمائے گا اور یہ آدم خور قوم بنی نوع انسان کو نیست و نابود کرے گی۔قربِ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک اس خوفناک قوم کی آمد بھی ہے۔اس وقت جب یہ قوم اچانک انسانوں پر آ پڑے گی تب کفر و باطل کے پروردہ نادانوں کو ایک دم احساس ہو گا کہ آخری لمحات آن پہنچے۔وہ پچھتائیں گے۔روئیں گے۔پاگلوں کی طرح پناہ کی تلاش میں بھاگتے پھریں گے مگر ان کی ہر کوشش اور ہر سعی کا حاصل یہی پچھتاوا ہو گا کہ وقت گزر گیا۔اب کچھ نہیں ہو سکتا۔تب انہیں یہ احساس مار ڈالے گا کہ وہ غفلت بھری زندگی گزارتے رہے اور انہوں نے جو کیا وہ ان کے اپنے ہی حق میں ظلم و جہالت ہے' جس کا مداوا اب ممکن نہیں۔توبہ کا وقت گزر جانے پر اچھائی اور حق کی طرف لوٹنا بعد از مرگ واویلا کے مترادف ہے۔جس میں یہ کافر قربِ قیامت کے نازک لمحات میں مبتلا ہوں گے۔

قیامت۔ایک حادثۂ عظیم

لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو کہ قیامت کا زلزلہ ایک حادثہ عظیم ہے۔(اے مخاطب) جس دن تو اس کو دیکھے گا (اس دن یہ حال ہو گا کہ) تمام دودھ پلانے والی

Marfat.com

عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر پڑیں گے اور لوگ تجھ کو متوالے نظر آئیں گے مگر وہ متوالے نہیں ہوں گے بلکہ (عذاب دیکھ کر مدہوش ہو رہے ہوں گے) بیشک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے۔

(سورہ الحج آیات 2-1)

☆ قیامت کی ہولناکیوں میں سے یہ بھی ہوگا کہ مائیں اپنے بچوں کو فراموش کر دیں گی۔ حمل ضائع ہو جائیں گے اور لوگ اپنے حواس سے بیگانہ ہو کر یوں ڈولتے پھریں گے جیسے نشے میں ہوں جبکہ ایسا نہیں ہوگا۔ اصل میں اس دن کی ہولناکی حواس مختل کر دے گی کہ اللہ کا عذاب اپنی پوری شدت کے ساتھ ظاہر ہو رہا ہوگا جس کی تاب نہ لا کر انسان اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے گا۔

اس یوم حساب کی شدت اور اہمیت ظاہر کرنے کے لئے اللہ نے ماں اور بچے کی مثال بیان فرمائی۔ ماں اپنے بچے کے لئے پہاڑ سے ٹکرا جاتی ہے۔ بڑے سے بڑا ظلم سہہ جاتی ہے۔ بڑے سے بڑا دکھ جھولی میں ڈال لیتی ہے مگر اپنے بچے پر آنچ نہیں آنے دیتی۔ اپنی زندگی عذاب بنا لیتی ہے۔ محنت ومشقت کے تپتے صحراؤں پابرہنہ عمر بھر محوِ سفر رہتی ہے کہ اس کے بچے کو چھاؤں میسر رہے۔ ایسی لازوال قربانیاں ماں کے نام کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں جو کسی اور انسانی رشتے کا حصہ نہیں ہیں۔ وہ ماں جس کے قدموں تلے اللہ نے جنت رکھی کہ ماں کی خدمت کر کے اولاد یہ جنت حاصل کر لے۔ قیامت کے دن یہی ماں' اپنی اولاد کو بھول جائے گی۔ اسے اپنی فکر ہوگی' بچے کی نہیں۔ کیسا عبرتناک دن ہوگا وہ' جب اللہ کی طرف سے اور اللہ کے بعد انسان کی سب سے بڑی پناہ گاہ ''ماں'' اس سے منہ پھیر لے گی۔ اور اس کا سبب ہوگا قیامت کا وہ وقت' جس کی اذیت' دکھ اور تکلیف ماں کو بچے کی طرف سے لاپرواہ کر دے گی۔ کیا قیامت کی عبرتناکی کے بیان کے لئے اس سے بڑی کوئی مثال درکار ہے؟ یقیناً نہیں۔ لیکن کیا ہمیں دنیا اور اس کی کشش اس دن کی اہمیت کے فہم کا موقع دینے کو تیار ہے' جس کے شعور کے لئے اللہ تعالیٰ کو ماں کی بے اعتنائی جیسے ناقابل یقین جذبے کو بطور مثال بیان کرنا پڑا۔

☆

Marfat.com

قیامت کا سچا وعدہ

بکھیر نے والیوں (ہواؤں) کی قسم جو اڑ کر بکھیر دیتی ہیں- پھر (پانی کا) بوجھ اٹھاتی ہیں- پھر آہستہ آہستہ چلتی ہیں- پھر چیزیں تقسیم کرتی ہیں- کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچا ہے- اور انصاف (کا دن) ضرور واقع ہوگا- اور آسمان کی قسم جس میں رستے ہیں- پوچھتے ہیں کہ جزا کا دن کب ہوگا؟ اس دن (ہوگا) جب ان کو آگ میں عذاب دیا جائے گا- اب اپنی شرارت کا مزہ چکھو- یہ وہی ہے جس کے لئے تم جلدی مچایا کرتے تھے- (سورہ الذاریات آیات 1-7,12-14)

☆ کافر لوگ اللہ کے فرمودات کا تمسخر اڑاتے اور اکثر یہ کہتے کہ قیامت کیوں نہیں آ رہی؟ یہ کب آئے گی' ہمیں تو اس کے کوئی آثار نظر نہیں آتے- اللہ تعالیٰ نے ان کی اس روز روز کی بک بک کے خاتمے کے لئے ان آیات میں فرمایا کہ قیامت تب آئے گی جب تمہارے (کافروں کے) جہنم میں داخلے کا وقتِ مقرر آن پہنچے گا- تب ان سے کہا جائے گا کہ اب اپنی اس بکواس اور شرارت آمیز گفتگو کا مزہ چکھو- یہ ہے وہ قیامت جس کے لئے تم میری آیات کا مذاق اڑایا کرتے اور چاہا کرتے تھے کہ قیامت جلدی سے آ جائے- لو' قیامت آ گئی- اب چلو اپنے اصل ٹھکانے یعنی جہنم میں' جہاں تمہارے لئے عذابِ آتش تیار ہے- اور یاد رہے کہ یہ فرمان ہر ہر زمانے کے کافروں کے لئے ہے کہ قرآن حکیم قیامت تک کے لئے دستورِ کامل ہے اس لئے اس کے احکامات ہر زمانے کے معاملات پر یکساں طور پر نافذ ہیں- ان احکامات کی روح کبھی نہیں بدل سکتی- آج بھی قیامت کے منکروں اور اس کا تمسخر اڑانے والے مادہ پرستوں کے لئے یہی جواب کافی وشافی ہے جو آیاتِ بالا میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا-

قیامت کو جھٹلانے والوں کا انجام

(کوہ) طور کی قسم- اور کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے کشادہ اوراق میں- اور آباد گھر کی- اور اونچی چھت کی- اور ابلتے ہوئے دریا کی کہ تمہارے پروردگار کا عذاب واقع ہو کر رہے گا- (اور) اس کو کوئی روک نہیں سکے گا- جس دن آسمان لرزنے لگے کپکپا

Marfat.com

کر-اور پہاڑ اڑنے لگیں اون ہو کر-اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے-جو حوض (باطل) میں پڑے کھیل رہے ہیں--جس دن ان کو آتشِ جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لے جائیں گے--یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے-تو کیا یہ جادو ہے یا تم کو نظر ہی نہیں آتا؟اس میں داخل ہو جاؤ اور صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لئے یکساں ہے۔ جو کام تم کیا کرتے تھے (یہ) انہی کا تم کو بدلہ مل رہا ہے-

(سورہ الطور آیات 16-1)

☆ قیامت کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں کوہ طور کی قسم کھائی۔ انسان کسی چیز کو بہت اہم ثابت کرنے کے لئے بعض اوقات قسم کھاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اپنی نشانیوں میں سے ایک کی قسم کھا رہا ہے تو وہ شے کس قدر اہمیت کی حامل ہو گی' اس کا اندازہ ہمیں اس کی قسم سے ہو جانا چاہئے۔ قسم کھانے کے بعد قیامت کے قائم ہونے کا شدید منظر بیان کیا گیا اور آخر میں منکرین قیامت اور اسے جھٹلانے والوں سے خطاب کیا گیا۔ انہیں وعید دی گئی کہ قیامت کے دن تمہیں جہنم کی طرف دھکیل کر زبردستی لے جایا جائے گا کیونکہ ایسی عذاب ناک جگہ کی طرف کوئی خوشی سے کیونکر جائے گا؟ وہ جہنم جس کا دنیاوی زندگی میں یہ کافر ہمیشہ مذاق اڑاتے رہتے تھے جب سراپا آگ کی صورت میں ان کے سامنے ہو گی تو وہ اس پر یقین نہیں کریں گے۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب کیا اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی تمہیں یقین نہیں آ رہا؟ یہی وہ جہنم ہے جسے تم جھوٹ مانا کرتے تھے۔ جس کے ہونے کا تمہیں یقین نہیں تھا۔ اسے غور سے دیکھو۔ یہ نظر کا دھوکا یا جادو نہیں' ایک اٹل حقیقت ہے جس پر یقین کرتے ہوئے تمہیں اس کے اندر داخل ہو جانا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی میں رہنا ہے۔ یہ بدلہ ہے ان باتوں اور اعمال کا جو تم میری آیات اور سزا و جزا کے دن اور جنت و جہنم کو جھٹلانے کے لئے کیا کرتے تھے۔ اب تم جہنم میں خوشی سے رہو یا چیخ و پکار کرتے ہوئے۔ اپنی اس حالت پر صبر کرو یا نہ کرو' رہنا تمہیں جہنم ہی میں ہے کہ یہی تمہارا ابدی ٹھکانہ ہے' جسے تم نے اپنی ضد' ہٹ دھرمی' کج بحثی اور مسلسل انکار کے بدلے خریدا ہے۔ اور جہنم تو سب سے برا ٹھکانہ ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

کائنات کی پیدائش

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے) ہیں کہ اے پروردگار تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ تو پاک ہے۔ تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالینا۔

(سورہ آل عمران آیات 190-191)

☆ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی خلق کیا اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ ہر تخلیق اس کی قدرت کا منہ بولتا شاہکار ہے۔ آسمان اور زمین کی پیدائش کے بارے میں ہزاروں لاکھوں سالوں سے انسان غور کر رہا ہے۔ اپنی مادہ پرستانہ ذہنیت کے تحت یہ ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے کہ یہ خود بخود ہو جانے والا عمل ہے جس کے باعث کائنات وجود میں آ گئی۔ اس کم عقل کو ہزاروں مثالوں سے لاجواب کیا جا سکتا ہے۔ اسے صرف یہی پوچھ لیا جائے کہ اگر خود بخود ہی سب کچھ ہو رہا ہے تو اس میں کبھی کبھار گڑ بڑ کیوں نہیں ہو جاتی؟ خودکار نظام بھی تو خرابی کا شکار ہو سکتا ہے۔ ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ کبھی دن کے بعد پھر دن ہی آ جائے' رات نہ آئے۔ یا رات کے بعد ایک بار ہی سہی' رات دوبارہ شروع ہو جائے' دن نہ نکلے۔ اس بات کا جواب تو اس عقل و خرد کے پجاری کے پاس ہے نہیں اور اللہ کی قدرتوں کو اللہ کے بجائے ''خود بخود'' سے نسبت دینے کے لئے دن رات ایڑی چوٹی کا زور لگائے جا رہا ہے۔

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہ' کا فرمان ہے: ''میں نے اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچانا۔''

باب العلمؓ کے اس فرمان میں وہ ساری فراست سمائی ہوئی ہے جو انسان کو چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے' اس پر غور کرنے کی دعوت دیتی ہے کہ یہ سب کسی ایسی ہستی کے قائم کردہ نظام کے تحت ہو رہا ہے جسے قادرِ مطلق ہونا زیبا ہے۔ جو سب کچھ کر سکتا ہے۔ جو ناممکن کو ممکن اور ممکن کو ناممکن میں بدل سکتا ہے۔ ایسا انسان جو اللہ کے خلاق اول و آخر ہونے پر ایمان کامل اور ایقان لاریب رکھتا ہے' اس کے لبوں پر بے اختیار اس کی وحدانیت اور قدرت کا اقرار مچل اٹھتا ہے۔ تب وہ سر بسجود ہو کر اس سے آرزو کرتا ہے کہ اے پروردگار۔ تو نے جو کچھ پیدا کیا وہ قطعاً بے فائدہ نہیں ہے۔ دن بنایا تو مصروفِ عمل ہونے کے لئے۔ رات بنائی تو عبادت و آرام کے لئے۔ آسمان بنایا تو ہم پر رحمتِ پیہم برسانے کے لئے۔ زمین بنائی تو ہماری بھوک پیاس کے انتظام کے لئے۔ غرض جس طرف نگاہ دوڑائیں اس کی بنائی ہوئی ایک ایک چیز کسی نہ کسی کام میں مشغول اور اس کی حمد و ثنا میں محو ہے۔ پھر انسان اس سے کیوں نہ کہے کہ اے میرے خالق و مالک۔ تو پاک ہے۔ تو کامل قدرت والا ہے۔ میں تیری صناعی پر ایمان لاتا ہوں اور تجھ پر اپنے اس ایمان لاریب کے بدلے تجھ سے قیامت کے دن جہنم سے امان و نجات کا طلبگار ہوں۔ مجھے بخش دینا اور مجھے اپنے رحمت یافتگان میں شامل رکھنا۔

کائناتوں کا رب وہی ہے

کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار خدا ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر جا ٹھیرا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔ سب اس (اللہ) کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے۔) یہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔

(سورہ الاعراف آیت 54)

Marfat.com

☆ یہاں اپنی قدرتیں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آخر میں فرمایا کہ سب مخلوق اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا اور وہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔

کائنات ہائے معلومہ اور نامعلومہ' سب اللہ ہی کی تخلیق ہے۔ جن وانس' وحوش و طیور' زمین و آسماں' صحراو پہاڑ' رنگ و مہک' رات اور دن' ہر شے اسی کی صناعی کا نتیجہ ہے۔ جب خلقت اس کی ہے تو حکم کسی اور کا کیسے نافذ ہوگا؟ انسان چند افراد کے ایک کنبے کا نام نہاد سربراہ ہو کر کسی دوسرے کی اپنے گھر پر بالادستی منظور نہیں کرتا تو وہ جو خالق کُل ہے' جس کے حکم کے بغیر پتہ نہیں ہل سکتا' اس کی حاکمیت میں کوئی دوسرا شامل ہو جائے' وہ کیسے برداشت کرے گا؟ اسی لئے اس نے شرک کو ناقابل معافی گناہ قرار دے دیا اور رب العالمین ہوتے ہوئے اپنی ذات کو بابرکات بتایا۔ مہربان' رحیم' رحمان' اپنی مخلوق کو ماں سے ستر گنا زیادہ پیار کرنے والا اللہ بلا تخصیص مومن و کافر مسلمان اور مشرک سب کو پال رہا ہے۔ اسے بھی جو اس پر ایمان لایا اور اسے بھی جو اس کے بارے میں لغو بکتا ہے' وہ یکساں رزق و آسائش سے نواز رہا ہے۔ گھر میں جو بیٹا نافرمان ہو' وہ باپ کو ایک آنکھ نہیں بھاتا' وہ اس کی ذمہ داریوں سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اسے گھر سے نکال دینے سے لے کر عاق کر دینے تک سے گریز نہیں کرتا۔ مگر ماں اس نافرمان' نکھٹو اور دکھ دینے والے بیٹے کو بھی باپ سے چھپ چھپ کر پیار کرتی ہے۔ خاموشی سے اس کی ضروریات پوری کرتی رہتی ہے۔ اس کا دکھ جھیلتی ہے۔ اس کی بھوک پیاس سے لے کر اس کے روپے پیسے تک کی طلب کا خیال رکھتی ہے۔ یہ ماں کی محبت ہی ہے جس سے اللہ نے اپنی محبت کو تشبیہہ دی اور فرمایا کہ میں انسان کو اس کی ماں سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہوں۔ باپ کی محبت میں اصول' ڈسپلن اور عوض کا مادہ در آتا ہے جبکہ ماں کی محبت ان سب باتوں سے پاک اور صرف اور صرف ''دینے'' سے مشتق ہے۔ لینے کو وہ اولاد کا سارا دکھ لے لیتی ہے اور دینے میں اپنا سب کچھ اولاد کو دے دیتی ہے۔ یہی وہ محبت اور شفقت ہے جو اللہ رب العالمین کی عنایات میں جھلکتی ہے۔ وہ فرمانبرداروں کے ساتھ ساتھ نافرمانوں' کماؤ یعنی مومنوں کے ساتھ ساتھ نکھٹوؤں یعنی کافروں اور مشرکوں' سب کا رب ہے اور اس ربوبیت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ سب کو دے۔ اگر باپ کی سرشت پر عمل کرتا تو صرف مومنوں کو دیتا' جو اس کے

Marfat.com

فرمان بردار ہیں۔ کافروں اور مشرکوں کو ہرگز نہ دیتا جو اس کے نافرمان اور اسے جھٹلانے والے ہیں۔مگر وہ تو ماں کی محبت کی لاکھوں کروڑوں انتہاؤں سے بھی اعلیٰ ہے اس لئے جسے اللہ نے پیدا کیا وہ جیسا بھی ہے اس کی ذمہ داری ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ اکیلے کھانا نہ کھاتے تھے۔ روزانہ بازار جاتے۔ کم از کم ایک آدمی کو پکڑ لاتے۔ اس کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ جس دن کوئی نہ ملتا' خود بھی کھانا نہ کھاتے۔ ایک دن جس آدمی کو لائے' دستر خوان پر بیٹھنے کے بعد پتا چلا کہ وہ مومن نہیں ہے۔ بت پرست ہے۔ آپ نے اسے کھانا کھلائے بغیر دستر خوان سے اٹھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس فعل پر جواب طلبی فرمائی۔ پوچھا۔ ''ابراہیمؑ۔ اس بندے کو کھانا کھلائے بغیر دستر خوان سے کیوں اٹھا دیا؟'' عرض کیا۔ ''یا باری تعالیٰ۔ وہ مومن نہیں' بت پرست تھا۔ اس لئے میں نے اسے کھانا کھلائے بغیر اٹھا دیا۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''ابراہیمؑ۔ میں برسوں سے اس بت پرست کو پال رہا ہوں۔ اسے کھانا کپڑا' رہنے کو جگہ' روزگار' اولاد سب سے نواز رہا ہوں۔ میں نے کبھی اس لئے اسے محروم نہیں رکھا کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا بلکہ اس لئے اس کا خیال رکھتا ہوں کہ میں اس کا خالق و مالک ہوں۔ میں نے اسے پیدا کیا ہے۔ میں اس کا رب ہوں۔ اس کی ضروریات پوری کرنے سے ہی میری ربوبیت عیاں ہوتی ہے۔ اور تم میرے اس بندے کو ایک دن کھانا نہ کھلا سکے۔ اسے مومن اور مشرک کی کسوٹی پر پرکھنے لگے۔'' حضرت ابراہیمؑ نے فوراً اس آدمی کو تلاش کیا۔ اس سے معذرت کی اور اسے بڑی عزت کے ساتھ دستر خوان پر لا بٹھایا۔

ہم مسلمان کہلاتے ہیں لیکن کیا ہماری حرکتیں اور عمل ایسے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں ایک لمحے کے لئے بھی برداشت کر سکے؟ ہم اول تا آخر اس کے نافرمان ہیں۔ اس کے باوجود وہ ہمیں ماں کے پیار سے نوازتا جا رہا ہے۔ ہماری پردہ داری کئے جا رہا ہے مگر ڈرنا چاہئے ہمیں اس یوم حساب سے جب وہ ماں کی محبت کے ساتھ ساتھ باپ کی سی حساب طلبی کر بیٹھے گا۔ اس وقت وہ ہمیں سزا بھی دے سکتا ہے کہ باپ ہمیشہ پیار نہیں کرتا' کبھی کبھی تادیب کا حق بھی رکھتا ہے۔ کیا ہم اس کی تادیب برداشت کرنے کے قابل ہیں؟

Marfat.com

کامل قدرت کی نشانیاں

وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا اور (وہی) مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور (وہی) زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے- اور اسی طرح تم (دوبارہ زمین میں سے) نکالے جاؤ گے- اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ ان کی طرف (مائل ہوکر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی- جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں--اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا- اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا- اہل دانش کے لئے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں--اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے تمہارا رات اور دن میں سونا اور اس کے فضل کا تلاش کرنا- جو لوگ سنتے ہیں ان کے لئے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں--اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ تم کو خوف اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے مینہ برساتا ہے پھر زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ (اور شاداب) کر دیتا ہے- عقل والوں کے لئے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں--اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں- پھر جب وہ تم کو زمین میں سے (نکلنے کے لئے) آواز دے گا تو تم جھٹ نکل پڑو گے--اور آسمانوں اور زمین میں جتنے (فرشتے اور انسان وغیرہ) ہیں اسی کے (مملوک) ہیں (اور) تمام اس کے فرمانبردار ہیں--اور وہی تو ہے جو خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا- اور یہ اس کو بہت آسان ہے- اور آسمانوں اور زمین میں اس کی شان نہایت بلند ہے- اور وہ غالب حکمت والا ہے-

(سورہ الروم آیات 27-19)

☆ان آیات میں چند ایسی خاص باتوں کا ذکر ہے جن پر غور، انسان کو اس وضاحت کے قریب لے جاتا ہے جو اسے ان الجھنوں سے نجات دلا دیتی ہے جن کے باعث منکرین بنتے ہیں۔

Marfat.com

منکرین کو اس بات پر اصرار تھا کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد انسان کو زندہ کیسے کرے گا؟ ان کی اس الجھن کا جواب اللہ تعالیٰ نے کئی مثالوں سے دیا جن میں سے ایک یہ ہے کہ زمین کے مردہ ہونے کے بعد اللہ اسے دوبارہ زندگی دیتا ہے اسی طرح انسان کو مرنے کے بعد قیامت کے دن زندہ کرے گا۔ ایک فصل تیار ہو کر کٹ جانے پر زمین ایک طرح سے مردہ ہو جاتی ہے کہ اب اس میں فصل کے نام پر کچھ باقی نہیں ہے۔ اس کی دوبارہ گوڈی کی جاتی ہے۔ اس میں بیج ڈالا جاتا ہے۔ ہل چلایا جاتا ہے۔ اور ایک مخصوص مدت کے بعد وہ دوبارہ جوان فصل ماتھے پر سجائے زندگی کا مظہر دکھائی دینے لگتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ زمین کو بار بار زندگی دینے پر قادر ہے تو انسان کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنے میں اسے کیا مشکل ہے؟ جو ایک بار خلق کر سکتا ہے اسے دوبارہ خلق کرنے میں کیا امر مانع ہو سکتا ہے؟ ہم اگر آج کے دور کی مثال دینا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ کمپیوٹر جو بظاہر انسان کی ایجاد ہے۔ انسان اس کا خالق ہے۔ جب وہ اسے آن کرتا ہے اس میں جان پڑ جاتی ہے۔ اپنی مرضی سے مطلوبہ وقت تک انسان اسے آن رکھ کر اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور جب اس کا جی چاہتا ہے' آف کر کے اسے مردہ بنا دیتا ہے۔ پھر جب اسے ضرورت ہوتی ہے وہ اس کا ایک بٹن دباتا ہے اور اس کو زندہ کر لیتا ہے۔ یہ انسان کی محدود سی اس قدرت کی مثال ہے جو اسے خدا کی طرف سے ودیعت کی ہوئی عقل کے تحت حاصل ہے۔ یہ قدرت اسے اپنی ہر تخلیق کردہ ایجاد کے لئے حاصل ہے۔ تو وہ جو خالق کل ہے۔ جس نے انسان کو بنایا۔ جس کے اشارہ قدرت پر کائنات متحرک ہے' اس کے بارے میں یہ سوچنا کہ وہ قیامت کے دن انسان کو دوبارہ کیسے زندہ کرے گا؟ جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کے ایک بندے اور نبی حضرت عیسیٰؑ کو تو (اللہ کی عطا کردہ) یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ دکھا سکیں' مگر منکرین اور جاہلانِ ہر زماں اس بات میں شک کرتے ہیں کہ اللہ انسان کو دوبارہ زندہ کیسے کرے گا۔ ہم مسلمانوں کو ایسے جاہلانہ خیالات و افکار سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے جو ہمارے ایمان کو ناقص بنا سکتے ہیں۔ اس کی حکمت اور قدرتِ غالب کا دل اور زبان سے اقرار ہی ہمارے ایمان کا ماحصل ہے۔

Marfat.com

کُفار پر نصیحت بے اثر ہے

جو لوگ کافر ہیں انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو ان کے لئے برابر ہے۔ وہ ایمان نہیں لانے کے۔ خدا نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا رکھی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب (تیار) ہے۔

(سورہ البقرہ آیات 6-7)

☆ تبلیغ دین وہ فریضہ ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولا نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین کے طور پر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس فریضے کے لئے تن من دھن سے سعی فرمائی۔ اس دوران ابتدا میں کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ ﷺ کی بے پناہ کوشش کے بعد بھی کفار ایمان نہ لائے۔ اس پر آپ افسردہ ہو جاتے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر وحی فرمائی کہ اے نبی! (ﷺ)۔ آپ کا کام تبلیغ کرنا ہے۔ آپ دینِ اسلام کی دعوت دے کر اپنا فرض ادا کر دیتے ہیں۔ اب کسے ہدایت دینی ہے اور کسے نہیں؟ یہ اللہ کا کام ہے۔ آپ ان کافروں کو جتنا چاہے تبلیغ فرما لیں' جن کے دلوں اور کانوں پر میں نے (قفل کی طرح) مہر لگا دی ہے ان کی آنکھوں پر انکار اور غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے' وہ آپ کی تمام تر کوششوں کے باوجود ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ یہ جہنم کا ایندھن بننے والے ہیں۔ ان کے لئے عذاب الیم تیار ہے۔''

آج سے پہلے ہمارے اسلاف' آج ہم اور ہماری آنے والی نسلیں آئندہ زمانوں میں اللہ کے دین کی تبلیغ کا جو فریضہ سرانجام دیتی رہی ہیں یا مستقبل میں سرانجام دیں گی' اس پر بھی یہی قانون الٰہی نافذ رہے گا کہ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دینا

Marfat.com

چاہے گا اس پر دعوتِ الٰہی کا کوئی اثر نہ ہوگا اور جسے اللہ ہدایت کے لئے منتخب کر چکا ہے' اسے سرسبز ہونے میں ایک پل نہ لگے گا۔ یہ ازل سے طے ہو چکا ہے کہ کون ہدایت پائے گا اور کون نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو بنجر زمین اور کھیتی پر یکساں ہوتی ہے مگر بنجر اور سنگلاخ زمین پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا جبکہ نرم' زرخیز مٹی اس کے اثر سے سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ ہدایت کی بارش کا بھی یہی عالم ہے کہ یہ گمراہانِ ازل پر برستی ضرور ہے مگر وہ اس سے فیضیاب نہیں ہو پاتے جبکہ ہدایت کے لئے ازل سے منتخب شدہ صاحبانِ ایمان کی روحیں اس صدائے حق کی منتظر ہوتی ہیں کہ جیسے ہی اسے سنتی ہیں اپنے خالق کے حضور سربسجود ہو جاتی ہیں۔ اس لئے تبلیغ کے نتائج کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑتے ہوئے ہمیں صرف اس فرض کی ادائیگی پر دھیان دینا چاہیے۔ اس کی عکاسی بڑے خوبصورت انداز میں میاں محمد بخشؒ نے اس طرح کی ہے:

مالی دا کم پانی دینا' اتے بھر بھر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھل پھل لانا' اتے لاوے یا نہ لاوے

ہمارے سپرد مالی کا کام ہے' اسے سرانجام دینے میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے' باقی اس خالق و مالک کی مرضی ہے کہ وہ کسے ہدایت دیتا ہے اور کسے نہیں۔

کفر کا مرض

ان کے دلوں میں (کفر کا) مرض تھا۔ خدا نے ان کا مرض اور زیادہ کر دیا اور ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔

(سورہ البقرہ آیت 10)

☆ کافروں کو کفر کا مریض بتا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے دلوں میں یہ مرض جڑ پکڑ چکا تھا جسے میں نے اور بڑھا دیا کیونکہ انہیں جھوٹ بولنے' اسلام کی تکذیب کرنے اور طومار باندھنے کی عادت ہے اس لئے میں نے انہیں انتہائے مرض کے حوالے کر کے ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے جس سے یہ بچ نہیں سکیں گے۔

Marfat.com

ہم ارد گرد نظر دوڑائیں تو دیکھ سکتے ہیں کہ کفر و شرک کے متوالے اپنی جھوٹی اور باطل دنیا میں ایسے گم ہیں جیسے سچ اسی کا نام ہے۔ان کا جھوٹ انہیں روشن سچ کی طرح لگتا ہے۔ یہی وہ فریب ہے جس میں اللہ نے انہیں گرفتار کر دیا ہے۔ چونکہ وہ انہیں ہدایت نہیں دینا چاہتا اس لئے انہیں ان کے جھوٹ کے جال میں پھنسا دیا ہے۔ اس جال میں قید یہ اپنے انجام یعنی عذاب الیم تک جا پہنچیں گے۔

کم عقل (بیوقوف) اور مفسد کون ہیں؟

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ ڈالو تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں- دیکھو یہ بلاشبہ مفسد ہیں لیکن خبر نہیں رکھتے -اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لے آئے تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں بھلا جس طرح بیوقوف ایمان لے آئے ہیں' کیا اسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں؟ سن لو کہ یہی بیوقوف ہیں لیکن نہیں جانتے۔ (سورہ البقرہ آیات 13-11)

☆منافق کل بھی ہمارے دین کے لئے زہر قاتل تھے اور آج بھی۔ ان کا ایک اپنا طریقہ واردات ہوتا ہے۔ یہ کل بھی اپنے مبنی بر فسادِ خلق افعال و اعمال کو ''اصلاح'' کا نام دے کر اپنے آپ پر علمائے زمانہ کا لبادہ اوڑھے رکھتے تھے آج بھی ان کا یہی روپ ہے' جبکہ حقیقتاً یہ علمائے سوء ہیں جن سے بچنا ہم پر لازم ہے۔اگر ان سے کہا جائے کہ جس طرح دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں تم بھی ایمان لے آؤ تو یہ ایمان داروں کو بیوقوف کہہ کر اپنا پنڈا چھڑالے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم تو پوری تحقیق اور اپنی تسلی کے بعد ایمان لائیں گے یا یہ کہ ہمیں جس فرقے کی طرف بلایا جارہا ہے وہ حق پرست نہیں بلکہ بیوقوفوں کا ہے۔ ہم تو اپنے ہی فرقے میں رہیں گے جو اصلاح معاشرہ کا کام کرتا ہے اور یہی درست راستے کا حامل فرقہ ہے۔ یہ ان کی حیلہ سازیاں ہیں جن کی آڑ میں یہ حق کی طرف آنے سے بچتے ہیں اور حق پرستوں کو بیوقوف کہنے والے یہ مفسدہ پرداز لوگ ہی اصل میں نادان' بیوقوف اور جاہل ہیں جو اپنی تخریب کارانہ حرکتوں سے معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنتے ہیں۔ اپنے زعم میں یہ خود کو عاقل سمجھتے رہتے ہیں۔ فساد کے نئے نئے راستے نکالتے رہتے ہیں۔ ان پر عمل کرتے رہتے

Marfat.com

ہیں۔ خلق خدا کو طرح طرح سے پریشان کرتے ہیں اور پھر بھی خود کو صحیح راستے پر اور عقلمند سمجھتے ہیں جبکہ دراصل یہ خود بیوقوف ہیں' مگر اس بات کا انہیں شعور نہیں ہوتا۔ ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو ایسے لوگ آسانی سے مل جائیں گے۔ ہمیں ان سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ یہ ہمارے ایمان کے دشمن اور اسلامی معاشرے کے لئے سم قاتل ہیں۔

کفار اور دوزخ

اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا' ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کا چیخنا چلانا سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ گویا مارے جوش کے پھٹ پڑے گی۔ جب اس میں ان کی کوئی جماعت ڈالی جائے گی تو دوزخ کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے۔ کیوں نہیں؟ ضرور ہدایت کرنے والا آیا تھا لیکن ہم نے اس کو جھٹلا دیا اور کہا کہ خدا نے تو کوئی چیز نازل ہی نہیں کی۔ تم تو بڑی غلطی میں (پڑے ہوئے) ہو۔ اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلیں گے۔ سو دوزخیوں کے لئے (رحمت خدا سے) دوری ہے۔ (سورہ الملک آیات 11-6)

☆ یوم حساب میں جب اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے والوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو جہنم کی چیخ و پکار اور جوش مارنے کی حالت ایک حشر بپا کر دے گی۔ تب داروغہ جہنم ان گمراہوں سے پوچھے گا کہ کیا تم پر کوئی نبی یا پیغمبر نہ اترا تھا؟ وہ اقرار کریں گے کہ ہاں' اترا تھا مگر ہم نے اسے جھٹلایا۔ اس کی بتائی ہوئی حق کی باتوں پر کان دھرنے کے بجائے اسے برا بھلا کہا۔ اس سے منہ پھیرا اور اپنی گمراہی میں پڑے رہے۔ اگر ہم اس کی باتوں پر غور کرتے' اس کے لائے ہوئے پیغام پر ایمان لے آئے تو آج جہنم میں نہ سڑ رہے ہوتے۔ اپنے گناہوں کا یہ اقرار انہیں اس وقت کوئی فائدہ نہ دے گا کہ فیصلہ ہو چکا ہوگا۔ اللہ کی رحمت سے دوری انہیں جہنم کے سپرد کر چکی ہوگی۔ اور اللہ کی رحمت سے دوری کا سب سے بڑا سبب یہی اللہ کی آیتوں کو جھٹلانا ہے۔ ہمارا فرض ہے

Marfat.com

کہ اپنے دین کی تبلیغ کرتے ہوئے کفار و مشرکین کو اسلام کی طرف دعوت دیں۔ اگر ہم بڑے یا چھوٹے پیمانے پر کسی طرح سے بھی اپنا یہ فرض ادا نہیں کرتے تو اللہ کے ہاں یہ بات بھی قابل مواخذہ ہو سکتی ہے۔

کافروں کو پناہ دینے والا کوئی نہیں

کہہ دو کہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلایا اور اسی کے روبرو تم جمع کئے جاؤ گے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعید کب (پوری) ہو گی؟ کہہ دو کہ اس کا علم خدا ہی کو ہے۔ اور میں تو کھول کھول کر ڈرسنا دینے والا ہوں۔ سو جب وہ دیکھ لیں گے کہ وہ (وعدہ) قریب آ گیا تو کافروں کے منہ برے ہو جائیں گے۔ اور (ان سے) کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جس کے تم خواستگار تھے۔ کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر خدا مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر مہربانی کرے۔ تو کون ہے جو کافروں کو دکھ دینے والے عذاب سے پناہ دے؟ (سورہ الملک آیات 28-24)

☆ یہاں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی حالت نافرمانی اور نبی کریم ﷺ کی طرف سے اپنے بری الذمہ ہونے کے بیان کے بعد آخر میں فرمایا کہ ان کافروں کو دکھ دینے والے عذاب (جہنم) سے پناہ دینے والا کون ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں۔ اب اس حال میں کہ جب اللہ تعالیٰ کھول کھول کر اپنی آیات بیان فرماتے ہوئے بار بار کافروں کو اپنے عذاب سے بچ جانے کے لئے ایمان لانے کو کہہ رہا ہے' تو ان کے دلوں پر اس کا اثر نہ ہونے کا سب سے بڑا باعث ان کی ہٹ دھرمی اور تکذیب کی عادت ہے جس کے تحت وہ پہلے آنے والے بیشمار انبیاء کو جھٹلا چکے ہیں۔ قتل کر چکے ہیں اور میں نہ مانوں کی یہ سرشت بالآخر انہیں جہنم میں لے جانے والی ہے' جہاں وہ دکھ دینے والے دائمی عذاب میں گرفتار رہیں گے۔ ان کو اس عذاب سے پناہ دینے والا کوئی نہیں ہو گا کہ جو ان کو پناہ دے سکتا ہے' اس کی تو زندگی بھر وہ مخالفت اور تکذیب کرتے رہے۔ دوسرا کوئی ہے نہیں جو ان کی دستگیری کر سکے' تو اب انجام کار تو جہنم ہی ہے ناں' جہاں انہیں ہمیشہ کے لئے رہنا ہے۔

Marfat.com

کفار اور مومنین کے ٹھکانے

جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا' ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے۔ جب ان کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تا کہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں۔ بیشک خدا غالب حکمت والا ہے۔ اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں ان کے لئے پاک بیبیاں ہیں۔ اور ان کو ہم گھنے سائے میں داخل کریں گے۔

(سورہ النساء آیات 57-56)

☆ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے جب آخرت میں کافروں کو جہنم کے حوالے کر دے گا تو ان کو عذاب کی ایک شکل یہ بھی ہو گی کہ ان کے جسم جہنم کی آگ میں جل کر خاک ہو جائیں گے تو دوبارہ نئے سرے سے ان پر کھال پیدا ہو جائے گی۔ آگ پھر ان کو جلائے گی۔ جسم پھر راکھ ہوں گے۔ پھر نئی کھال ان کے جسموں پر پیدا ہو جائے گی۔ یوں بار بار جسم کے درست ہونے اور پیہم جلنے کا یہ عمل ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ یہی ان کے دائمی عذاب کی شکل ہو گی۔ جبکہ دوسری طرف ایمان والوں کو جنت کی نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ انہیں شاندار محل' صاف ستھری حسین ترین بیویاں (جو سدا جوان رہیں گی) اور گھنی چھاؤں والے سرسبز باغات عطا فرمائے جائیں گے' جن سے وہ ہمیشہ ہمیشہ لطف اندوز ہوں گے۔ آخرت کی دائمی زندگی کی یہ ایک جھلک ہے جس کا ذکر یہاں کیا گیا ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں اور بندیوں کو کیسے کیسے انعامات سے نوازے گا' اس کا ادراک ہم کم فہموں کو کہاں ہو سکتا ہے۔

کافر اور منافق

جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ پھر کفر میں بڑھتے گئے۔ ان کو خدا نہ تو بخشے گا اور نہ سیدھا رستہ دکھائے گا۔ (اے پیغمبرؐ) منافقوں (یعنی دو رُخے لوگوں) کو بشارت سنا دو کہ ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب

Marfat.com

(تیار) ہے۔ جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا یہ ان کے ہاں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو عزت تو سب خدا ہی کی ہے۔

(سورہ النساء آیات 139-137)

☆ اللہ کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کے بعد جو لوگ دوبارہ کفر کے راستے پر چل پڑے۔ پھر کہا کہ ہم دوبارہ اسلام لاتے ہیں۔ اس کے بعد پھر کافر ہو گئے۔ ان کا یہ فعل منافقت پر مبنی ہے۔ یہ کافر بھی ہیں اور منافق بھی کہ کبھی ایمان لے آئے کبھی پھر کافر ہو گئے اور اسے انہوں نے اپنا وطیرہ بنا لیا۔ یہ چمگادڑیں ہیں جو انڈے بھی دیتی ہیں اور بچے بھی۔ جب انڈے دینے والے پرندوں کے پاس آئیں تو کہا کہ ہم تم میں سے ہیں۔ دیکھو ہم انڈے دیتی ہیں اور اڑتی بھی ہیں۔ اور جب دودھ دینے والے جانوروں کے پاس گئیں تو کہا کہ ہم تو تم میں سے ہیں۔ دیکھو ہم اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔ دراصل یہ ایمان لا کر بار بار کافر ہو جانے والے لوگ مرتد ہیں جن کے لئے دنیا میں قتل کی شرعی سزا مقرر ہے اور آخرت میں ان منافقوں کے لئے دردناک عذاب تیار رکھا گیا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں ایسے کمزور عقیدے کے مالک اور ابن الوقتوں کا ذکر کیا گیا جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کہ اس سے ان کو کچھ عزت اور دنیاوی سہولتیں حاصل ہو جائیں گی جبکہ عزت تو سب اللہ کے لئے ہے اور وہی اپنے بندوں کو عزت اور ذلت سے نوازنے والا ہے۔

ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ ہم موجودہ زمانے پر غور کریں تو اللہ کا فرمان پوری شدت کے ساتھ عیاں و روشن دکھائی دے گا۔ آج مسلمان ممالک کی اکثریت عیسائیوں' ہندوؤں اور یہودیوں کی دوست اور حلیف ہے۔ سعودی عرب ہو یا افغانستان' عرب امارات کی ریاستیں ہوں یا ہمارا اپنا ملک پاکستان' کیا ہم امریکہ' اسرائیل اور بھارت نواز نہیں ہیں؟ عرب ممالک کا سارا روپیہ امریکہ اور اسرائیل کے بنکوں میں جمع ہے۔ وہ جب چاہیں عرب شیوخ کے اکاؤنٹس منجمد کر کے انہیں اپنی مرضی پر چلنے کے لئے مجبور کر دیتے ہیں۔ عراق کا حشر ہمارے سامنے ہے۔ قطع نظر اس کے کہ صدام حسین نے اس جنگ میں کیا کردار ادا کیا' امریکہ' عراق پر قبضہ کرنے کے

Marfat.com

بعد وہاں کے مسلمان عوام کے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے؟ اس کے لئے ٹی وی اور اخبارات گواہ ہیں کہ امریکی غاصبوں کے خلاف زبان کھولنے اور ہتھیار اٹھانے والے مرد و زن کے ساتھ جو بہیمانہ سلوک کیا جا رہا ہے' جس طرح وہاں مسلمان عورتوں کی عزتیں تار تار کی جا رہی ہیں' اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ اس کے جواب میں مسلمان ممالک کا کردار کیا رہا؟ تمام عرب ممالک (سوائے لیبیا کے) اور ترکی نے امریکہ کو اپنے ہوائی اڈے' زمین' وسائل اور دولت عراق کے خلاف استعمال کرنے کے لئے فراہم کی اور اب بھی کر رہے ہیں۔ مسلمان ممالک کی افواج امریکہ بہادر کے شانہ بشانہ عراق کے خلاف شامل مہم رہیں اور اب مختلف مسلم ممالک کی افواج کو وہاں عراقی عوام اور وطن پرست جہادی تنظیموں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے تعینات کیا جا رہا ہے۔ پاکستانی علمائے سوء میں سے کئی ایک اسرائیل کا خفیہ دورہ کرتے ہیں۔ اس سے امداد کے نام پر ڈالر وصول کرتے ہیں۔ واپس آ کر بظاہر امریکہ اور اسرائیل کے خلاف قلمی و عسکری جہاد کے دعوے کرتے ہیں مگر بباطن ان دونوں ملکوں کے مفادات کی حفاظت کرتے ہیں۔ کبھی کبھار ایک آدھ پھس پھسا بیان داغ کر یہ علمائے سوء اور ان کی نام نہاد دینی جماعتیں اپنا فرض منصبی ادا کر دیتی ہیں اور بس۔ بھارت کے ساتھ کشمیر کے مسئلے پر چوبیس گھنٹے کے جھگڑے کے باوجود ہمارے سیاستدان حکومت کی مرضی سے بھارت کا دورہ کرتے ہیں۔ بھارت کے حق میں بیان بازی کرتے ہیں۔ اُس وقت انہیں یہ بھول جاتا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں بھارت کس طرح ہمارے مسلمان بھائیوں کے قتل و غارت کا بازار گرم کئے ہوئے ہے۔ وہاں ہماری ماؤں بہنوں کی کس بہیمانہ طریقے سے عزتیں تار تار کی جا رہی ہیں۔ بھارت میڈیا کے نام پر کس کس طرح ہماری نسل نو کی بیخ کنی کر رہا ہے۔

یہ سب کیا ہے؟

دنیاوی مفادات کے چند روزہ حصول کے لئے یہود و نصاریٰ اور ہنود کے ساتھ دوستی کا یہ رویہ کیا آیتِ بالا میں مذکور اللہ کے فرمان کی تصدیق نہیں کر رہا؟ کیا یہ اللہ کے فرمان کی نفی نہیں ہے کہ ہم اللہ سے عزت کے طالب ہونے کے بجائے کافروں اور بت پرستوں کی دوستی کے شائق ہو رہے ہیں۔ پھر ہم میں اور کافروں میں کیا فرق رہا؟

Marfat.com

ہم میں اور بت پرستوں میں کیا فرق رہا؟ ہم میں اور مشرکوں میں کیا فرق رہا؟ جب ہم اللہ کے فرمان کو بھول کر کافروں کے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو گئے تو اللہ کی رحمت اور اس کی عطا کردہ عزت سے ہمارا کیا واسطہ رہا؟ بات صرف اتنی ہے کہ اللہ کے ہاں عزت دار وہ ہے جو اس کے نام پر کٹ مرنے کو اپنے ایمان کا لازمہ جانتا ہو اور ہم زندگی بچانے' اسے عیش و آرام میں بتانے اور اس کے دکھوں سے بچنے کے لئے اسے کافروں کے ہاں گروی رکھنے کے لئے تو تیار ہیں" اللہ کی دی ہوئی اس زندگی کو اللہ کے نام پر قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ اس کے لئے ہمیں انہی کافروں سے ٹکرانا ہو گا جن کو ہم اپنا دوست بناتے' جانتے اور مانتے ہیں۔ اللہ کے احکام و رضا کی یہ نافرمانی آج ہم مسلمانوں کے لئے کس ذلت' رسوائی اور شرمندگی کا باعث بن چکی ہے اس کا اندازہ ہر دردِ دل رکھنے والے مسلمان کو ہے۔ آج ہمیں دنیا میں کہیں بھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا کہ ہم نے اللہ کا دامن چھوڑ کر اس کے دشمنوں سے دوستی گانٹھ لی ہے۔ ہمارا نام دنیا بھر کے ممالک میں چوروں' ذلیلوں اور بے ایمانوں کے طور پر لیا جاتا ہے اس لئے کہ ہم ان کی غلامی اختیار کر چکے ہیں جو ہمیں ہمارے مذہب کے حوالے سے دہشت گرد کہتے' اناؤنس کرتے اور اس کی سزا دیتے ہیں۔ ہمیں ہر غیر مسلم بے غیرت سمجھتا اور کہتا ہے کہ ہم اپنے مجاہدوں اور اللہ کے رستے میں سر دھڑ کی بازی لگا دینے والے توحید پرستوں کو یہود و نصاریٰ و ہنود کا مجرم مان کر ان کافروں اور مشرکوں کے مطالبے پر ان کے حوالے کرنے میں ایک پل کی دیر نہیں کرتے۔ جب ہم اللہ کے دین کے مخالفوں کے ساتھی بن جائیں گے تو دنیا میں ہمیں عزت کے نام پر گالیاں ہی ملیں گی۔ اب ہم ان گالیوں کو شہد کے گھونٹ سمجھ کر نگل جائیں تو یہ ہماری عقل پر پڑے اس پردے کا قصور ہے جس نے حقیقت کا چہرہ ہم سے چھپا رکھا ہے۔

یہ چند روزہ زندگی تو جیسے تیسے گزر ہی جائے گی۔ خدارا یہ سوچئے کہ کل جب ہم اپنے اللہ کے حضور نادم اور سیاہ رُو کھڑے ہوں گے تو اس کے اس سوال کا جواب کیا دیں گے کہ ہم نے اللہ اور اس کے فرمان کو پسِ پشت ڈال کر اس کے دشمنوں سے دوستی کیوں رکھی؟ اور اس وقت اگر اس نے اس اصول کے تحت کہ ''جن سے ہماری دوستی دنیا میں ہو گی' وہی آخرت میں بھی ہمارے دوست ہوں گے'' ہمیں ہمارے

Marfat.com

دنیاوی دوستوں ہی کے پاس پہنچا دیا تو ہمارا کیا بنے گا کہ ہمارے یہ دوست تو اس وقت جہنم کے آخری طبقے میں پھینکے جا چکے ہوں گے۔

کافروں کو اللہ دوست نہیں رکھتا

جس شخص نے کفر کیا تو اس کے کفر کا ضرر اسی کو ہے۔ اور جس نے نیک عمل کئے تو ایسے لوگ اپنے ہی لئے آرام گاہ درست کرتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے' ان کو خدا اپنے فضل سے بدلہ دے گا۔ بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ (سورہ الروم آیات 44-45)

☆اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیکی اور بدی کے راستوں سے آگاہ فرمانے کے بعد اس بات کا اختیار دیا کہ وہ جس راستے کو چاہے اپنا لے۔ اب جو کفر کرے گا' اپنے اس عمل کے ضرر کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ اس کے کفر کا اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس کے برعکس جس نے نیکی کی راہ اپنائی' تو اس نے اپنے ہی لئے آخرت میں اچھا ٹھکانہ بنا لیا۔ ایمان لانے کے بعد اگر وہ اعمالِ خیر کرتا رہا تو اس کا فائدہ اسی کو ہے کہ اللہ اسے اپنے فضل سے نوازے گا۔ اس پر اپنی مہربانی سے کرم فرمائے گا۔ اس کے نیک اعمال کا اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جو اچھائی کرے گا' اپنے لئے اور جو برائی کرے گا وہ بھی اپنے لئے۔ کافروں کو ان کے برے اعمال کا سب سے بڑا نقصان یہ ہو گا کہ وہ اللہ کی دوستی کے قابل نہیں رہیں گے۔ اللہ انہیں اپنے دشمنوں میں شمار کرے گا۔ اور اللہ کے دشمنوں کا ٹھکانہ تو جہنم ہی ہے جو سب سے بری جگہ ہے۔ سمجھنا چاہئے کہ مومن کے لئے سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ کی دوستی ہے جس سے بڑھ کر سعادت کی کوئی بات ممکن نہیں۔

کافر' (آپؐ کو) غمناک نہ کریں

اور جو شخص اپنے تئیں خدا کا فرمانبردار کر دے اور نیکوکار بھی ہو تو اس نے مضبوط دستاویز ہاتھ میں لے لی۔ اور (سب) کاموں کا انجام خدا ہی کی طرف ہے۔ اور جو کفر کرے تو اس کا کفر تمہیں غمناک نہ کر دے۔ ان کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر

Marfat.com

جو کام وہ کیا کرتے تھے ہم ان کو جتا دیں گے- بیشک خدا دلوں کی باتوں سے واقف ہے۔ (سورہ لقمان آیات 23-22)

☆ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ سے فرمایا کہ اے نبیؐ۔ جو ایمان لے آیا اور اس نے اپنا آپ اللہ کے لئے وقف اور اس کے سپرد کر دیا تو اس نے اپنے لئے سب سے مضبوط سہارا چن لیا۔ اس نے قادرِ مطلق کی رحمت کے سچے وعدے کی دستاویز اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اب اس کے ہر کام کا انجام بخیر ہوگا کہ سب کاموں کو تکمیل تک پہنچانے والا اللہ ہی ہے۔ اور جو اللہ کے راستے پر چل رہا ہے اس کے ہر کام کا انجام اچھا ہی ہوگا۔ باقی رہے کافر' تو ان کے ایمان نہ لانے اور ان کے کفر پر آپؐ کو دل گرفتہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ جسے میں ہدایت دینا چاہوں گا' ہدایت اسی کو ملے گی۔ آپؐ کا کام صرف دعوت الی اللہ دینا ہے' اس کے بعد کا معاملہ میری مرضی پر ہے۔ دوسرے یہ کہ جو لوگ کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں' انہیں بھی ایک دن میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ اس دن میں انہیں ان کے دلوں کے بھید سے بھی آگاہ کروں گا جنہیں یہ چھپائے پھرتے ہیں۔ ان کی ساری خباثت اور شرارت اس دن ظاہر ہو جائے گی۔ اس دن ان کی ہر مفسدہ پردازی ان کے منہ پر ماردی جائے گی اور انہیں ان کے اعمال شر کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا کہ یہ ہے تمہارے اس کفر کا انعام جو تم میری آیتوں اور میرے ساتھ روا رکھتے تھے۔

کافر (نافرمان) اور مومن برابر نہیں ہو سکتے

ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں ان (آیتوں) سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور غرور نہیں کرتے- ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے- یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ (دنیا میں) کرتے تھے- بھلا جو مومن ہو (کیا) وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو نافرمان ہو؟ دونوں (ہرگز) برابر نہیں ہو

Marfat.com

سکتے۔ (سورہ السجدہ آیات 18-15)

☆یہاں اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور کافروں کے درمیان واضح فرق کی لکیر کھینچ دی اور فرمایا کہ ایمان والوں کی نشانیاں تو یہ ہیں کہ جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان سے عیاں نصیحت کا پتا پاتے ہی بے اختیار سجدے میں گر پڑتے ہیں۔اپنی عاجزی اور اپنے رب کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ان میں غرور کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔انہیں تو صرف یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کے سامنے سجدہ ریز ہیں اور انہیں اس کی تسبیح وتحمید کرنی ہے۔یہ ایسے خوش بخت ہیں جو تھکان سے بے پرواہ ہو کر اور سردیوں کی ایسی راتوں میں جب انسان کو گرم گرم بستر کی طلب بے حال کر دیتی ہے' اپنے اللہ کے حضور نماز و تسبیح میں مصروف رہتے ہیں۔اپنے اللہ کو چپکے چپکے خوف کے ساتھ اس امید پر پکارتے ہیں کہ وہ ان پر رحم کرے گا۔پھر وہ اپنے اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ اس عمل (انفاق فی سبیل اللہ) سے ان کا رب ان سے راضی ہو جائے گا۔ان کا یہ آرام تج دینا' اپنے اللہ سے امید رحمت رکھنا' اسے آہستہ اور بلند آواز میں سچے دل سے پکارنا اور اس کی راہ میں مال خرچ کرنا' خالی اور بیکار نہیں جائے گا۔ہم انہیں ان کے اس حسنِ سلوک کا جو بدلہ دیں گے وہ اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔کوئی نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی حسین' آنکھوں کو ٹھنڈک یعنی سرور اور مسرت بھرا سکون بخشنے والی حور العین انعام کے طور پر رکھی گئی ہیں۔یہ صلہ ہے ان کے اعمالِ خیر کا جو وہ اللہ کی رضا کے لئے دنیا میں ادا کرتے رہے۔اب ان کے مقابلے میں جو کفر اور شرک کا ارتکاب کرتے رہے۔اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے رہے۔اس کی نافرمانی پر کمربستہ رہے۔کیا وہ ان مومنوں کے برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔بھلا کبھی دائیں بازو والے اور بائیں بازو والے برابر ہو سکتے ہیں؟ کبھی نیکی اور بدی برابر ہو سکتی ہیں؟ کیا رات کے اندھیرے دن کے اجالے کے برابر قرار دیا جا سکتا ہے؟ اگر یہ سب ممکن نہیں تو پھر کافر اور مومن کا برابر ہونا بھی ناممکن ہے۔مومن اللہ کا دوست اور کافر اللہ کا دشمن ہے اور دوست اور دشمن کا درجہ کبھی برابر نہیں ہوا کرتا۔

☆☆☆

Marfat.com

گمراھی اور ھدایت

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ بہرے اور گونگے ہیں (اس کے علاوہ) اندھیرے میں (پڑے ہوئے) جس کو خدا چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھے رستے پر چلا دے۔ (سورہ الانعام آیت 39)

☆ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والے یعنی کافروں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے وہ بہرے اور گونگے ہوں اور ساتھ ہی اندھیرے میں گھرے ہوئے ہوں۔ یاد رہے کہ گونگا دراصل (بنیادی طور پر اور پہلے) بہرہ ہوتا ہے۔ چونکہ وہ کچھ سن نہیں سکتا اس لئے اسے بولنا نہیں آتا۔ نتیجہ یہ کہ وہ سننے کے ساتھ ساتھ بولنے کی طاقت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ طے ہو گیا کہ کافر دراصل وہ بہرہ ہے جو اللہ کی طرف دی جانے والی دعوت کو سنتا ہی نہیں۔ اسے لاکھ حقانیت کی طرف بلاؤ' اسے آوازِ حق کا ادراک ہی نہیں ہوتا۔ جب وہ حق کی آواز سنتا نہیں تو اس کی تصدیق کیسے کرے گا؟ اس پر لبیک کیسے کہے گا؟ وہ تو گمراہی کے اندھیرے میں پڑا ہے۔ اسے نورِ حق کا فہم کیسے عطا ہو گا؟ اس کے بارے میں تو حق کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ بہرہ اور گونگا ضلالت کے اندھیرے میں حیاتِ مستعار کاٹ دے گا۔ پھر جب اسے اللہ ہی ہدایت نہیں دینا چاہتا تو وہ کیسے ہدایت یافتہ ہو سکے گا؟ یہ تو اللہ ہی کی رضا ہے کہ وہ جسے چاہے ہدایت کے راستے کا مسافر بنا دے اور جسے چاہے گمراہی کے خارزاروں میں گم رہنے دے۔

☆

Marfat.com

روشنی اور اندھیرے کے مسافر

بھلا جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کے لئے روشنی کر دی جس کے ذریعے سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے' (وہ) کہیں اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اندھیرے میں پڑا ہوا ہو اور اس سے نکل ہی نہ سکے۔ اسی طرح کافر جو عمل کر رہے ہیں وہ انہیں اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ (سورہ الانعام آیت 122)

☆ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کفر سے حق کی طرف آ گئے۔ وہ پہلے مشرک اور کافر تھے' پھر اللہ نے انہیں ہدایت کے لئے چن لیا اور وہ مومنوں میں شامل ہو گئے۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے وہ پہلے مردہ (کافر و مشرک) تھے۔ پھر اللہ نے انہیں زندہ (اسلام میں داخل) کر دیا۔ گمراہی کے اندھیرے سے نکال کر اللہ نے انہیں حق کی روشنی میں لا کھڑا کیا۔ اب وہ اللہ کے دوستوں اور اس کے جانثاروں میں ہیں۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو کفر کی ذلتوں اور ضلالتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ جن پر گمراہی کے اندھیرے مسلط کر دیے گئے ہیں۔ کیا وہ اللہ کے بندوں کے برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

روشنی اور اندھیرا تو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ وہ دونوں یکساں کیسے ہو سکتے ہیں؟ مومن تو وہ ہے جسے اللہ نے نورِ حق سے مالا مال فرما دیا اور اب اللہ کی رضا کے لئے تن من دھن سب کچھ قربان کر دینا ہی اس کا نصب العین ہے۔ اس کا سب کچھ اللہ کیلئے ہے جبکہ کافر اپنی گمراہی اور عیش کوشی میں خوش ہے۔ اسے لگتا ہے جو کچھ ہے وہ اسی دنیا میں ہے اور وہی کچھ ہے جس میں وہ گم ہے۔ آخرت اسے اپنی طرف متوجہ کر ہی نہیں پاتی۔ دنیا میں اپنی بے راہروی اور بدکاری اسے ہر شے سے زیادہ اچھی لگتی ہے۔ اس کا کفر اسے حق کی طرف مائل ہونے ہی نہیں دیتا اور ایک دن آتا ہے کہ جب وہ اپنی اسی خود فریبی کے ساتھ جہنم کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔

جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے

تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا

Marfat.com

ہے اور جسے چاہتا ہے کہ گمراہ کرے اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ اس طرح خدا ان لوگوں پر' جو ایمان نہیں لاتے' عذاب بھیجتا ہے۔ اور یہی تمہارے پروردگار کا سیدھا رستہ ہے۔ جو لوگ غور کرنے والے ہیں ان کے لئے ہم نے اپنی آیتیں کھول کر بیان کر دی ہیں۔ ان کے لئے ان کے اعمال کے صلے میں پروردگار کے ہاں سلامتی کا گھر ہے۔ اور وہی ان کا دوست دار ہے۔

(سورہ الانعام آیات 127-125)

☆ سائنس آج کہہ رہی ہے کہ جب ہم زمین سے خلا کی طرف جاتے ہیں تو لحہ بہ لحہ آکسیجن کم ہوتی جاتی ہے۔ پھیپھڑے بوجھل اور سانس وزنی ہوتے جاتے ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ آکسیجن کی مقدار اتنی کم ہو جاتی ہے کہ سانس لینا دشوار ہو جاتا ہے۔ سینہ گھٹن اور تنگی کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایسے میں اگر مصنوعی طریقے سے آکسیجن کا انتظام نہ کیا جائے تو انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

قرآن حکیم نے سوا چودہ سو سال پہلے یہ کیفیت بیان فرما دی تھی جب ابھی سائنس کی یہ دریافت کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کسی کو ہدایت دی جاتی ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا جاتا ہے یعنی فراخ کر دیا جاتا ہے۔ یا یوں سمجھنا چاہئے کہ اسے آکسیجن کی بیکراں مقدار سے نواز دیا جاتا ہے کہ وہ کھل کر اور جیسے چاہے سانس لے۔ اسے زندہ رہنے کا سامان (آکسیجن) دین اسلام کی شکل میں بافراط فراہم کر دیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں جسے گمراہی کے اندھیروں میں اتارا جانا ہوتا ہے اس کے لئے آکسیجن کی کمی پیدا کر دی جاتی ہے۔ اس کا سینہ ایسی کیفیت کا شکار ہو جاتا ہے جیسے وہ آسمان کی طرف یعنی اوپر ہی اوپر چڑھ رہا ہو۔ خلا کی طرف محوِ سفر ہو۔ اور خلا میں تو لحہ بہ لحہ آکسیجن کم ہوتی جاتی ہے۔ جوں جوں وہ اوپر یعنی ہدایت سے دور ہوتا چلا جائے گا' ہدایت کی قربت کی آکسیجن ختم ہوتی جائے گی۔ آخر کار یہ ہوگا کہ آکسیجن بالکل ختم ہو جائے گی۔ اس کا سینہ گمراہی کی انتہا یعنی ضیق النفس کی اذیت کا شکار ہو جائے گا۔ پھیپھڑے آکسیجن کی نایابی کا شکار ہو کر پھٹ جائیں گے اور اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ یہ اس عذاب کی ایک حالت ہے جو اللہ نے اپنی آیتوں سے انکار اور ان کی تکذیب کرنے والوں کے لئے مختص کر رکھا

Marfat.com

ہے۔اور اس کی آیتوں کا فہم تو ان کے لئے ہے جو اس نے اپنے دین کے لئے چن لئے ہیں۔مومنوں کے لئے ان کے اعمال کے صلے میں اس نے آخرت میں سلامتی کا انعام رکھا ہے۔ اس کی دوستی مومنوں ہی کے لئے ہے اور اس جیسا دوست اور کون ہو سکتا ہے۔ہمارے نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ طاہرہ کے آخری لمحہ میں جو الفاظ اپنی زبان مبارک سے ادا فرمائے' وہ تھے:

اللہ رفیق اعلیٰ

اللہ سب سے اعلیٰ (بہترین) ساتھی (دوست) ہے

اللہ ہی انسان کا سب سے بہترین دوست ہے' اس فرمان رسالت ﷺ کے بعد اس کے لئے کیا اس سے بڑا کوئی اور ثبوت درکار ہے؟

☆☆☆

Marfat.com

گناہ اور سزا

اور ظاہر اور پوشیدہ (ہر طرح کا) گناہ ترک کر دو- جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ عنقریب اپنے کئے کی سزا پائیں گے- اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں بڑے بڑے مجرم پیدا کئے کہ ان میں مکاریاں کرتے رہیں- اور جو مکاریاں یہ کرتے ہیں ان کا نقصان انہی کو ہے اور (وہ اس سے) بے خبر ہیں- اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے پر مسلط کر دیتے ہیں- اور تمہارا پروردگار بے پروا (اور) صاحب رحمت ہے- اگر چاہے (تو اے بندے) تمہیں نابود کر دے اور تمہارے بعد جن لوگوں کو چاہے تمہارا جانشین بنا دے' جیسا تم کو بھی دوسرے لوگوں کی نسل سے پیدا کیا ہے- کچھ شک نہیں کہ جو وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ (وقوع میں) آنے والا ہے اور تم (خدا کو) مغلوب نہیں کر سکتے-

(سورہ الانعام آیات 120-123-129-133-134)

☆ گناہ فطرت میں ایسی جگہ کا حامل ہے جسے ہم عام انسانوں میں ختم نہیں کر سکتے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کا فرمان یہی ہے کہ گناہ ظاہر ہو یا پوشیدہ اسے ہرگز اختیار نہ کرو۔ ایسا کیوں کہا گیا؟ یہ بڑا باریک نکتہ ہے۔ دیکھئے۔ اگر ہمارا ایمان ہے کہ اللہ ظاہر و باطن' عیاں اور نہاں سب کچھ جانتا اور دیکھتا ہے تو گناہ کرتے ہوئے اگر ہمارا خیال یہ ہے کہ ہم چھپ کر کر رہے ہیں اور اسے اللہ دیکھ نہیں رہا تو اس سے ہمارے ایمان میں خلل' نقص اور ادھورا پن آتا ہے۔ اور اگر اس کے دیکھنے کا یقین ہوتے ہوئے بھی ہم گناہ سے باز نہیں آتے' تو اس سے ہم نافرمان دیدہ دلیر ٹھہرتے ہیں۔ (ہاں' اگر گناہ کے بعد توبہ کا راستہ اپنا لیں تو اس کی رحمت سے امید ہے کہ گناہ معاف ہو جائے گا)

Marfat.com

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چھپ کر یا عیاں حالت میں گناہ مت کرو کہ ہر دو حالتوں سے وہ واقف ہے۔ یعنی گناہ سے روکنے کے لئے اس نے ہمیں اپنی قدرتِ کاملہ اور خبیر و بصیر ہونے کا اشارہ دیا اور گناہ کی سزا سے بھی ڈرایا۔ پھر کہا گیا کہ ہر بستی میں اس نے ایسے بڑے بڑے مکار (گناہ گار) پیدا کئے جو ہمہ وقت اپنی بد اعمالیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی بد اعمالیاں ایسی ہیں کہ جن کا کوئی شمار اور انتہا نہیں۔ جب برائی حدود پار کر جاتی ہے تب اللہ تعالیٰ بُروں پر بُروں کو مسلط کر دیتا ہے۔ اس کی واضح مثال آج ہم اپنے بارے میں دیکھ سکتے ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں کو سکون نہیں ہے۔ عوام بری طرح پس رہے ہیں۔ حاکم دن بدن سخت' سنگدل اور ظالم ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ ایسا اس لئے ہے کہ جیسے ہم خود ہیں ویسے ہی ہم پر حاکم مسلط کر دیے گئے ہیں۔ ہم دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے حاکموں کے دل سخت ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم اللہ کے دین کی رسی کو ہاتھ سے چھوڑتے جا رہے ہیں۔ ہمارے حاکم انصاف اور رحم کا دامن چھوڑتے جا رہے ہیں۔ ہم نے اللہ کے علاوہ اپنے بیشمار مددگار چن لئے ہیں۔ ہمارے حاکموں نے ہم پر بیشمار بوجھ لاد دیے ہیں جنہوں نے ہمارا جینا دشوار کر دیا ہے۔ ہمیں زندگی سے موت اچھی لگنے لگی ہے۔ بے راہروی' بدکاری اور بے حیائی کی حامل زندگی کا انجام اکثر خودکشی یعنی حرام موت کی شکل میں سامنے آنے لگا ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ بُروں پر بُروں کو مسلط کر دے گا۔ ہم اچھے ہوں گے تو ہم پر عمر بن عبدالعزیز جیسا حکمران بھیجا جائے گا ناں۔ ورنہ تو ہم جیسے فاسق و فاجر اور منافق و ظالم ہوتے جا رہے ہیں ویسے ہی حاکم ہم پر بدل بدل کر آتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو ہمارے اعمال نہ تو کچھ فائدہ دے سکتے ہیں نہ اس کا کچھ نقصان کر سکتے ہیں۔ وہ غالب واحد ہے۔ اس پر کسی کا زور نہیں۔ ہاں' ہم اپنی عاجزی اور توبہ سے اس کی رحمت کے مستحق ضرور ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ توبہ کا دروازہ بند ہونے کا لمحہ آ جائے اور تب ہم بعد از مرگ واویلا کرتے رہ جائیں۔

☆☆☆

Marfat.com

مالِ ناحق (رشوت) نہ کھائو

اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اس کو (رشوۃً) حاکموں کے پاس پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر نہ کھا جاؤ اور (اسے) تم جانتے بھی ہو۔ (سورہ البقرہ آیت 188)

☆ معاشرہ اس وقت حلال وحرام کی تمیز سے بے بہرہ ہو جاتا ہے جب اس میں ایک دوسرے کا مال ناحق کھانے کا رواج پڑ جائے اور پھر یہ رواج زور پکڑتا جائے۔ آج ہمارے سرکاری محکموں میں خاص طور پر اور دیگر محکموں میں عام طور پر رشوت کا بازار اس شدت سے گرم ہے کہ الامان الحفیظ۔ سرکاری اہلکار رشوت لیتے ہوئے جو بھاڑ سا منہ پھاڑ لیتے ہیں اب اس میں وہ کوئی شرم محسوس کرتے ہیں نہ خوف۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم جو جائز کام کے لئے بھی یہ رشوت طلب کر رہے ہو' تو تمہاری رپورٹ اوپر تمہارے افسران کو کر دی جائے گی تو وہ مسکرا کر بڑی بیباکی سے کہتے ہیں کہ ایسا ضرور کیجئے' تاہم کچھ ہونے والا نہیں۔ کیونکہ آپ سے جو رشوت لی جائے گی اس میں ہمارے افسران کا بھی حصہ ہے جو اُن تک پہنچایا جاتا ہے۔ اگر ہم یہ حصہ ان تک نہ پہنچائیں گے تو ہمارے خلاف ضرور کارروائی کی جائے گی۔ ہمارا تبادلہ کر دیا جائے گا۔ ہم پر نااہلی' رشوت خوری اور بد دیانتی کا چارج اس وقت لگے گا جب ہم رشوت نہیں لیں گے' ایمان داری سے اپنی ڈیوٹی کریں گے اور اپنے افسران کو خوش نہیں کریں گے۔ اور ہمارے افسران کی خوشی اسی میں ہے کہ ہم رشوت لیں' اس کا ریٹ بڑھائیں اور ان کا حصہ ان تک پہنچاتے رہیں۔ اس صورتحال میں جبکہ ہم اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان'' رشوت لینے اور دینے والا دونوں آگ

Marfat.com

(جہنم) میں ہیں' پسِ پشت ڈال کر زندگی میں حلال وحرام کی تمیز کے بجائے صرف اور صرف حرام کو نافذ کر چکے ہیں' تب ہم اللہ کی رحمت کی امید کیوں اور کیسے کر سکتے ہیں؟ ہم اپنی دعاؤں میں اثر ڈھونڈتے ہیں' مگر اس کے بنیادی لازمے یعنی حرام کمائی سے بچنے کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ ہمیں پہلے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے' پھر دامن اس کی بارگاہ میں پھیلا کر اس کی رحمت کا امیدوار ہونا چاہئے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا گریبان اور دامن دونوں حلال کمائی سے نسبت رکھتے ہوں نہ کہ رشوت کے تار سے۔

مال' بُخل اور بخیل

جو لوگ اس مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے' بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں۔) بلکہ ان کے لئے بُرا ہے۔ وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا اور آسمانوں اور زمین کا وارث خدا ہی ہے اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو معلوم ہے۔ (سورہ آل عمران آیت 180)

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو کچھ عطا فرمایا اس میں مال کو ہمیشہ سے سب سے زیادہ اہمیت حاصل رہی ہے۔ ہر زمانے میں مال کی محبت انسان پر حاوی رہی ہے کہ مال و دولت سے دنیا کی تقریباً سب آسائشیں خریدی جا سکتی ہیں تو کبھی کبھار یہ ایمان کے سودے میں بھی بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اللہ جسے مال عطا فرماتا ہے اس پر کئی آزمائشوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ اس نے اپنے بندے کو جو مال دیا ہے وہ اس میں سے اللہ کے رستے میں خرچ کرے اور دل کھول کر خرچ کرے تا کہ وہ اس بندے کو مزید عطا فرمائے۔ اللہ کے رستے میں خرچ کرنے میں اس کے نادار' مسکین اور مستحق بندوں کی ضروریاتِ زندگی پورا کرنا شامل ہے۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ جسے مال کی محبت جکڑ لیتی ہے وہ اپنی دولت پرستانپ بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ اسے اپنے اوپر خرچ کرتے ہوئے بھی اس کا دل گھبراتا ہے دوسروں کا تو ذکر ہی کیا۔ بخیل اسے کہا گیا جو اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے خود

Marfat.com

پر بھی خرچ کرنے سے کترائے۔ اس بخل کو اس کے حق میں بہت برا کہا گیا۔ بخیل نے جو مال سینت سینت کر دنیا میں جمع کیا ہوگا' سنبھال سنبھال کر رکھا ہوگا' قیامت کے دن اس کا ایسا بھاری بھرکم طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا جو اس سے اٹھائے نہ اٹھے گا۔ اس کا سونا چاندی جہنم کی آگ میں تپا کر سرخ کیا جائے گا اور اس دہکتے مال سے بخیل کا جسم داغا جائے گا۔ اسے کہا جائے گا کہ اب اپنے اس مال کا مزہ چکھو جو تمہیں اللہ نے عطا فرمایا تھا کہ اسے اپنے لیے اور اللہ کی راہ میں دوسروں کی ضروریات پر خرچ کرو۔ مگر تم نے اسے اپنی جاگیر سمجھ کر اس سے ایسی محبت شروع کر دی کہ اسے گن گن کر رکھا' خرچ نہیں کیا۔ اس پر زکوٰۃ نہیں دی۔ اس سے لوگوں کی تکلیفیں اور عسرت دور نہیں کی۔ اب اس کی تپش کا مزہ لو تا کہ تمہیں بخل کا مطلب سمجھ آ سکے۔ ایسے مال کا کیا فائدہ جو دنیا میں چار دن کا آرام نہ دے سکے اور آخرت میں عذاب کا موجب بن جائے۔ میاں محمد بخشؒ نے بخیل (شوم) اور اس کے بخل کی کس خوبصورت انداز میں تشریح فرمائی ہے:

شُوماں دی اشنائی لوکو جیویں شجر کھجور
دُھپ لگے تے چھاں نہ دیندا' بھکھ لگے پھل دور

مال ناحق کھانے کی سزا

مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ہاں اگر آپس کی رضا مندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تم پر مہربان ہے۔ اور جو تعدی اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے۔ اور یہ خدا کو آسان ہے۔

(سورہ النساء آیات 30-29)

☆ دھوکے' جبر' رشوت اور کسی بھی ناجائز طریقے سے مومنوں کو ایک دوسرے کا مال کھانے کی ممانعت کی گئی۔ ہاں' اگر باہم تجارت یا شراکت سے مالی فائدہ ہو جائے اور اس کے لئے آپس میں رضامندی کے ساتھ منافع تقسیم کر لیا جائے تو اس کی اجازت ہے بلکہ یہ بابرکت بھی ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی ناجائز طریقہ اختیار کیا جائے

Marfat.com

گا وہ انسان کے لئے ہلاکت کا باعث بن جائے گا۔

مالِ ناحق کھانے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی اور ظلم کا بازار گرم کرنے کی سزا جہنم ہے جس میں ہمیں ہمارے اعمالِ بد کے سبب داخل کرنا اللہ کے انصاف کا تقاضا ہے۔ تو کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم اللہ کے احکام کو سامنے رکھ کر ایسا طرزِ عمل اپنائیں جو ہمیں نہ تو ہلاکت (یعنی دنیا میں ذلیل و رسوا کرنے کی حالت) سے دوچار کرے اور نہ آخرت میں اس کی وجہ سے ہمارا ٹھکانہ جہنم میں بنے۔

☆☆☆

Marfat.com

متقی کون ہیں؟

جو غیب پر ایمان لاتے اور آداب کے ساتھ نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں- اور جو کتاب (اے محمدؐ) آپ پر نازل ہوئی اور جو کتابیں آپ سے پہلے (پیغمبروں پر) نازل ہوئیں سب پر ایمان لاتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں- یہی لوگ اپنے پروردگار (کی طرف) سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں- (سورہ البقرہ آیات 5-3)

☆ قرآن حکیم کی سب سے طویل اور سب سے زیادہ احکاماتِ الٰہی کی حامل سورہ البقرہ ہے۔ اس کی ابتدا ہی میں اللہ تعالیٰ نے کتابِ فرقان کے حق ہونے کے بعد اس سورہ کے متقیوں کے لئے ہدایت ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ متقی لوگ کون ہیں؟ ان کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بظاہر دکھائی نہیں دیتا مگر وہ موجود ہے' یہ سچ ہے۔ اللہ نے انہیں جو مال عطا فرمایا اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے' قرآن حکیم اور اس سے پہلے نازل ہونے والی تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے اور روزِ قیامت کے بارے میں یہ یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے جب اللہ تعالیٰ سب کی جزا وسزا کا فیصلہ فرمائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور انہی کے حصے میں فلاح یعنی نجات کا انعام آتا ہے۔ آج سے پہلے شاید اس بات کی ضرورت کبھی نہ تھی کہ ہم اللہ کی بیان فرمائی ہوئی ان نشانیوں کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی مکمل سعی کریں۔ یاد رکھئے' جب ہمارے پاس قیامت تک کے لئے سراپا دستور ہدایت یعنی قرآن حکیم اور سنتِ نبوی ﷺ موجود ہے تو ہمیں غیر مسلموں

Marfat.com

کے معاشرتی اور حکومتی نظاموں کی طرف دیکھنے' ان کی نقل کرنے یا انہیں اپنے ملکوں میں رائج کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ ہمارے ایمان کی کمزوری ہے کہ ہم اپنے دین کی روح کو نظرانداز کر کے غیر مسلم اقوام کے انتظام و انصرام پر توجہ دیتے ہیں۔ آیئے۔ انفرادی طور پر اس کمزوری کا ازالہ کریں۔ اجتماعی طور پر ہمارا دین ہمیں ایسی قوت و طاقت سے مالا مال کر دے گا جس کے آگے ساری دنیا کے نظام اور دستور ہیچ ہیں۔

آخرت میں متقیوں پر اللہ کے انعامات

جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ جو کچھ ان کے پروردگار نے ان کو بخشا اس (کی وجہ) سے وہ خوشحال ہوں گے اور ان کے پروردگار نے ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیا۔ اپنے اعمال کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ تختوں پر جو برابر برابر بچھے ہوئے ہیں تکیہ لگائے ہوئے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کو ہم ان کا رفیق بنا دیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی (راہ) ایمان میں ان کے پیچھے چلی۔ ہم ان کی اولاد کو بھی ان (کے درجے) تک پہنچا دیں گے اور ان کے اعمال میں سے کچھ کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال میں پھنسا ہوا ہے۔ اور جس طرح کے میوے اور گوشت کو ان کا جی چاہے گا ہم ان کو عطا کریں گے۔ وہاں وہ ایک دوسرے سے جامِ شراب جھپٹ لیا کریں گے جس (کے پینے) سے نہ ہذیاں سرائی ہو گی نہ کوئی گناہ کی بات۔ اور نوجوان خدمتگار (جو ایسے ہوں گے) جیسے چھپائے ہوئے موتی' ان کے پاس پھریں گے۔ اور ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے آپس میں گفتگو کریں گے۔ کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم اپنے گھر میں (خدا سے) ڈرتے رہتے تھے۔ تو خدا نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں لُو کے عذاب سے بچا لیا۔ اس سے پہلے ہم اس سے دعائیں کیا کرتے تھے۔ بیشک وہ احسان کرنے والا مہربان ہے۔

(سورہ الطور آیات 28-17)

☆ یہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ان کا ذکر فرما رہا ہے جو اس کے راستے پر چلے اور آخرت میں جنت اور اس کے انعامات ان کا مقدر ہیں۔ ان انعامات میں جنت کی حوریں اور شرابِ طہور کا ذکر کیا گیا۔ دنیا میں شراب حرام ہے اور اس کا باعث

Marfat.com

اس سے پیدا ہونے والا خمار اور نشہ ہے۔ جنت میں جنتیوں کو جو شراب پلائی جائے گی وہ نہ تو نشہ آور ہوگی نہ اس سے بہکنے کی کیفیت جنم لے گی۔

یہاں ایک ایسا نکتہ قابلِ غور ہے جس پر ہمارے دین کے ٹھیکیدار کبھی ہماری توجہ مبذول نہیں کراتے۔

دیکھئے! یہ تو طے ہے کہ اعمالِ خیر کا صلہ جنت اور اس کی نعمتوں کی صورت میں عطا فرمایا جائے گا۔ ان اعمالِ خیر و صالحہ کے لئے اگر ہم نیت یہ کرلیں کہ اس کے بدلے اللہ ہمیں جنت عطا فرمائے گا تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن اگر ہم اللہ کے راستے پر یہ سوچ کر اور اس نیت سے چلیں کہ یہ ہمارے خالق و مالکِ حقیقی کا حکم ہے۔ ہمیں اس کی رضا اور فرمانبرداری کے لئے اعمالِ خیر کے راستے پر چلنا ہے تو جنت تو پھر بھی ملے گی مگر اس نیت کے بدل جانے سے ہمارے اعمال صرف اور صرف اللہ کی رضا جوئی کا جو لبادہ پہن لیں گے اس کا صلہ اللہ کے ہاں کیسا ہوگا' اس کے بارے میں ہمارے پاس اندازہ لگانے کا کوئی پیمانہ نہیں ہے۔ اس کی آسان ترین مثال دینا چاہوں تو میں عرض کروں گا کہ ایک شخص مکان بناتا ہے۔ ہر کمرے میں وہ ظاہر ہے کہ کھڑکیاں اور روشندان بھی رکھے گا۔ اب اگر وہ نیت یہ رکھے کہ ان کھڑکیوں اور روشندانوں سے ہوا اور روشنی آئے گی تب بھی درست ہے لیکن اگر وہ نیت یہ کرلے کہ یہاں سے اذان کی آواز اس کے کانوں تک آسانی سے پہنچ جائے گی' اس لئے ان کا رخ ایسا رکھنا چاہئے تو ذرا سوچئے کہ کیا اس سے ہوا اور روشنی کی آمد میں کوئی فرق آئے گا؟ نہیں ناں۔ تو نیت یہی اذان کی کیوں نہ رکھ لی جائے کہ مفت میں ثواب کے ہمیشہ کے لئے حقدار ہو جائیں۔ یا کم از کم اس وقت تک جب تک وہ مکان قائم رہے گا۔ اسی طرح اعمالِ صالحہ کا بدل جنت تو ہے ہی' پھر ان کی نیت کی بنیاد اللہ کی رضا اور خوشنودی پر کیوں نہ رکھ لی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی مہر و شفقت کے وقت اس نیت کا صلہ ایسا عطا فرمائے جو ہمارے وہم و گمان سے بھی ماورا ہو۔

☆☆☆

Marfat.com

مجاھدین اور مھاجرین

خدا تو مومنوں سے ان کے دشمنوں کو ہٹاتا رہتا ہے- بیشک خدا کسی خیانت کرنے والے اور کفرانِ نعمت کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا- جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے کہ وہ بھی لڑیں' کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے- اور خدا (ان کی مدد کرے گا وہ) یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے- یہ وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے- (انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا-) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار خدا ہے اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) صومعے اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں خدا کا بہت سا ذکر کیا جاتا ہے' گرائی جا چکی ہوتیں- اور جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے خدا اس کی ضرور مدد کرتا ہے- بیشک خدا توانا اور غالب ہے- یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے-

(سورہ الحج آیت 41-38)

☆اللہ کی راہ میں جہاد اور ہجرت کا ذکر ان آیات کا لبِ لباب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مسلمان جن پر خواہ مخواہ جنگ مسلط کی جائے انہیں اجازت ہے کہ وہ جواب میں ہتھیار اٹھالیں اس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ انہیں ان کے گھروں سے نکالا جا رہا ہے اور زبردستی انہیں ہجرت پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ان کا قصور صرف یہ ہے کہ یہ اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے اور اس کا پرچار کرتے ہیں۔

Marfat.com

ایسے لوگوں کی مدد کرنا اللہ کی مدد کرنا ہے۔اور اگر یہ اللہ کے نام لیوا ملک میں برسرِ اقتدار آ جائیں تو یقیناً یہ وہاں اللہ کا نظام نافذ کریں گے۔نماز قائم کریں گے۔زکوٰۃ کو رواج دیں گے۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر شدت سے عمل پیرا ہوں گے۔ان کے اعمالِ خیر کا انجام بخیر اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

آج کشمیر' افغانستان اور عراق کے مسلمان ہماری اس امداد کی راہ دیکھ رہے ہیں جسے اللہ نے اپنی مدد سے تشبیہ دی ہے۔ہمیں اللہ کے راستے میں جہاد اور ان علاقوں سے ہجرت کرنے والے مسلمانوں کی آبادکاری کے ساتھ ساتھ ان کی دامے درمے سخنے ہر پلیٹ فارم پر حمایت و عملی مدد کا اہتمام کرنے کا فریضہ سرانجام دینا چاہئے اور اس کا صلہ اللہ سے لینے کی نیت کرتے ہوئے کسی راست اقدام سے گریز نہیں کرنا چاہئے کہ یہی اللہ ہم سے چاہتا ہے جس کے بدلے وہ ہمیں اپنے انعاماتِ دنیوی و اخروی سے نوازنا چاہتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

محترم اشیاء

مومنو۔ خدا کے نام کی چیزوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور ادب کے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی (جو خدا کی نذر کر دیئے گئے ہوں اور) جن کے گلوں میں پٹے بندھے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو عزت کے گھر (یعنی بیت اللہ) کو جا رہے ہوں (اور) اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہوں۔ اور جب احرام اتار دو تو (پھر اختیار ہے کہ) شکار کرو اور لوگوں کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کو عزت والی مسجد سے روکا تھا، تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو۔ اور (دیکھو) نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کا عذاب سخت ہے۔ (سورہ المائدہ آیت 2)

☆ یہاں ایامِ حج کے عرصے میں چند پابندیوں اور چند اعمال کی مداومت کے ساتھ ساتھ اس احتیاط پر زور دیا گیا ہے کہ حج کے بعد پرانی دشمنی نکالنے کے لئے کسی سے زیادتی ہرگز نہ کرو۔ نیکی میں ایک دوسرے کی مدد اور گناہ و تعدی میں خدا سے ڈرنے کا حکم اس بات کی طرف توجہ دلا رہا ہے کہ اللہ کا عذاب بیحد سخت ہے اور جن باتوں پر یہ عذاب لازم ہو جاتا ہے ان میں سے چند کا ذکر آیتِ بالا میں کر دیا گیا ہے۔ اب اس صراحت کے باوجود اگر ہم اپنی روش نہ بدلیں تو اللہ کی ناراضگی سے دوچار ہونا ہم پر وارد ہو جائے گا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم دین و دنیا میں ہلاکت سے بچنے کے لئے اللہ کے کھلے کھلے بیان ہونے والے ان احکام کی پاسداری کریں۔

Marfat.com

مخلوقاتِ عالم

اور زمین میں جو چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں سے اڑنے والا جاندار ہے ان کی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ہیں۔ ہم نے کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی کی نہیں۔ پھر سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کیے جائیں گے۔ (سورہ الانعام آیت 38)

☆ جن وانس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی بیشمار مخلوق ایسی ہے جس کے بارے میں ہم یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ہم اس سے واقف ہیں۔ پرندے اور حیوان بہر حال اس کی ایسی مخلوقات ہیں جن سے ہمارا اکثر واسطہ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسانوں اور جنوں کی طرح حیوان اور پرندے (دوسری مخلوقات سمیت) بھی اپنی اپنی جماعتیں اور گروہ رکھتے ہیں۔ یہ ایک مخصوص طریق پر اپنی زندگیاں بتاتے ہیں، جیسے انسان قواعد و ضوابط کے تحت حیات بسر کرتا ہے۔ قیامت کے دن یہ مخلوقات بھی میدانِ حشر میں جمع ہوں گی۔ ان کا تمام احوال لوحِ محفوظ میں درج ہے۔ روزِ جزا میں یہ بے زبان مخلوقات انسانوں کی ان زیادتیوں اور مظالم کا ذکر کر کے انصاف مانگ سکتی ہیں جو انسانوں نے ان پر کیے ہوں گے۔ اس لئے ان بے زبانوں پر ظلم سے خود کو روک کر رکھنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ انسانوں کے ساتھ ساتھ بے زبانوں میں بھی ہمیں اپنی نیکیاں تقسیم کرنی پڑ جائیں اور جب حساب کتاب سے فارغ ہوں تو تہی دامن ہو چکے ہوں کہ اللہ کے حضور کسی کے ساتھ انصاف سے کم پر معاملہ صاف نہیں ہوگا اور یہ طے ہے کہ بات اگر اس ذاتِ مطلق کے انصاف کی ہو تو وہ ناانصافی یا رُو رعایت نہیں کرتا۔

☆☆☆

Marfat.com

مُرتد

جوشخص ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے، وہ نہیں جو (کفر پر زبردستی) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو- بلکہ وہ جو (دل سے اور) دل کھول کر کفر کرے- تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا سخت عذاب ہو گا- یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں عزیز رکھا- اور اس لئے کہ خدا کافروں کو ہدایت نہیں دیتا- یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر خدا نے مہر لگا رکھی ہے اور یہی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں- کچھ شک نہیں کہ یہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والے ہوں گے-

(سورہ النحل آیات 109-106)

☆اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد پر ایمان لانے کے بعد ابتدائے اسلام میں بعض ایسے واقعات پیش آئے جن کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے ارتداد کی وضاحت فرمائی۔ مشرکین مکہ اسلام لانے والے افراد پر ظلم و ستم کا ایسا بازار گرم کرتے تھے کہ آج بھی وہ واقعات سن اور پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسے میں وہ مسلمان ہونے والوں کو مجبور کرتے تھے کہ وہ اسلام ترک کر کے دوبارہ کفر کی طرف لوٹ آئیں۔ اکا دکا واقعات ایسے ہوئے کہ جن میں کفار کے مظالم سے بچنے کے لئے مسلمانوں نے زبان سے تو اسلام ترک کرنے کا اقرار کر لیا مگر دل سے قطعاً اس کی تصدیق نہیں کی۔ پھر امن کے علاقے یا حضورِ رسالت مآب ﷺ میں پہنچ کر زار زار روئے۔ اپنی حالت بیان کی اور سارا قصہ بیان کیا کہ کن حالات میں انہیں مجبوراً اظہارِ ارتداد کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے مسلمانوں کے لئے وحی فرمائی کہ تمہارے اس

Marfat.com

عمل سے تمہارے ایمان میں کوئی نقص نہیں آیا کیونکہ تم نے دل سے اللہ کی وحدانیت کے اقرار میں کوئی ابہام پیدا نہیں ہونے دیا۔ ہاں مُرتد حقیقتاً وہ ہے جو زبان و دل سے اسلام ترک کرنے کا اعلان کرے اور کھلم کھلا دوبارہ کفر پر قائم ہو جائے۔ ایسے مُرتدوں کے لئے اللہ کا عذاب سخت اور ناقابل برداشت ہے کہ انہوں نے آخرت پر دنیا کو صاف صاف ترجیح دی اور اللہ سے منہ پھیر کر کفر و شرک پر ثابت قدم ہو گئے۔ ارتداد کے حامل شخص کا قتل جائز بلکہ ضروری ہے کہ وہ اس کافر اور مشرک سے بدتر ہے جو ایمان لایا ہی نہیں۔ یہ ایمان لانے کے بعد دوبارہ کفر کی طرف لوٹ جانے والا زیاد سخت سزا کا حقدار ہے اور اس کی ایک ہی سزا رکھی گئی یعنی اسے قتل کر دیا جائے۔ اس میں کسی کی اجازت اور فتوے کے انتظار کی ضرورت نہیں۔ جب مُرتد سامنے ہو اپنے ناقابل معافی فعل کا اقراری ہو اور کفر پر قائم بھی ہو تو اس کا قتل کر دینا ازبس لازم ہے۔

حضرت عمارؓ کے والدین حضرت یاسرؓ اور حضرت بی بی سمیہؓ جب اسلام لائے تو مشرکین مکہ نے ان پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے کہ الامان الامان۔ مگر یہ سلیم الطب میاں بیوی اپنے ایمان پر پوری استقامت کے ساتھ جمے رہے۔ مدینہ شریف کی طرف ہجرت کرتے ہوئے یہ دونوں کفار مکہ کے ہاتھ آ گئے۔ ان کو صحرا کی تپتی ریت پ چاروں شانے چت لٹا کر باندھ دیا گیا اور ابوجہل نے اپنے ساتھیوں سمیت ان اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ ان کے جسم لہولہان کر دیے گئے۔ مار مار کر ہڈیاں توڑ د گئیں۔ پیاس اور بھوک کا ستم الگ توڑا گیا۔ پھر اس شرط پر جان بخشی کا وعدہ کیا گ کہ نبی کریم ﷺ کو یہ دونوں اپنی زبان سے برا بھلا کہیں۔ ان پر دشنام طراز کریں۔ بڑھاپے کے دروازے پر دستک دیتی حضرت سمیہؓ نے ایسا کرنے سے صا انکار کر دیا اور الٹا ابوجہل کو برا بھلا کہا۔ وہ آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے حضرت س کے زیر ناف نیزہ مار کر انہیں شہید کر دیا۔ یہ راہِ اسلام میں پہلی شہید قرار پائی حضرت عمارؓ بھی بہت ضعیف تھے۔ وہ کفار کے ستم برداشت نہ کر سکے اور ان کے پر اللہ کے نبی ﷺ کی شان میں کچھ نازیبا کلمات کہہ ڈالے۔ اس پر کفار نے ا چھوڑ دیا۔ وہ لرزاں و ترساں اور زار زار روتے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ رحمت

Marfat.com

حاضر ہوئے اور سارا حال کہہ سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے آنسو پونچھے۔ ان کو تسلی دی۔ اللہ کے حکم سے آگاہ فرمایا کہ ان پر اپنی جان بچانے کے لئے ایسا کہہ دینے سے ان کے ایمان پر کوئی حرف نہیں آیا کیونکہ وہ دل سے اپنے دین پر قائم ہیں۔ پھر حضرت سمیہؓ کی شہادت پر چشم رسالت ﷺ سے اشکوں کے موتی ٹوٹ گرے اور زبان رحمت ﷺ سے ارشاد ہوا:

''اگر سمیہؓ بھی اپنی جان بچانے کے لئے کچھ کہہ دیتیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں تھا۔''

مگر شمع رسالت ﷺ کے پروانوں میں اسلام کے نام پر پہلی شہید کے درجے پر متمکن ہونے والی جناب سمیہؓ نے اپنے آقا و مولا ﷺ کی شان میں بامر مجبوری بھی ایسا کچھ کہنا گوارا نہ کیا جو انہیں اذیت اور ستم سے تو نجات دلا دیتا مگر ان کے دل میں ایک پھانس رہ جاتی کہ ایسا انہوں نے اپنی جان بچانے کے لئے کیا تھا۔ انہوں نے جان دے دی مگر اس امر پر صاد نہ کیا' جو انہیں زندگی کے چند دن اور جینے کا موقع دے سکتا تھا۔ وہ حضرت بلالؓ جیسے ایمان کی مظہر تھیں کہ بڑے سے بڑا ستم بھی جنہیں احد احد کی پکار اور اعلان سے نہ روک سکتا تھا۔

دامن اسلام میں پناہ لے لینے کے بعد واپس کفر گڑھ میں لوٹ جانے والوں کے لئے اللہ نے دنیا میں قتل کی سزا روا رکھی تو آخرت میں ان کے لئے جہنم کی وعید کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے چشم و گوش و قلوب پر اللہ تعالیٰ نے مہر ثبت کر دی ہے کہ یہ ہدایت پا ہی نہیں سکتے۔ یہ وہ غافل ہیں جو سراسر خسارے میں ہیں۔ جسے اللہ کہہ دے کہ وہ خسارے میں ہے اس کے پلے کیا رہ جاتا ہے سوائے دنیا و آخرت کی ہلاکت کے۔ مُرتد ایسے ہی خسارے سے دوچار ہوتا ہے جس کے ختم ہونے یا منافع میں بدلنے کا خیال بھی ممکن نہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

مرد' عورت اور بیانِ فضیلت

اور جس چیز میں خدا نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو۔ مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کیے۔ اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کیے۔ اور خدا سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے۔ (سورہ النساء آیت 32)

☆ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ کام تفویض کیے ہیں۔ اسی لحاظ سے فضیلت کی تصریح بھی فرمادی۔ عورت کو میدانِ جہاد اور (عورتوں میں) تبلیغ کے سوا گھر سے بغیر کسی شرعی عذر کے نہیں نکلنا چاہیے۔ شرعی عذر میں زمانے کی بدلتی ہوئی قدروں کا باقاعدہ لحاظ رکھا جاتا ہے۔ آج اگر عورت کو بیوہ ہونے کی صورت میں یا (کم آمدنی کے حامل) خاوند کے ساتھ گھر چلانے کے لئے بغرض ملازمت گھر سے باہر آنا پڑتا ہے تو مخصوص حالات میں اسے اس کی اجازت ہے۔ زمانے کے ساتھ شانہ بشانہ چلنے کی غرض سے اگر تعلیم و تدریس' سائنس' طب اور دوسرے شعبہ جات میں وہ پردے کے لوازمات پورے کرتے ہوئے ملک وقوم کے ساتھ ساتھ اپنے گھر بار کے لئے بھی نافع ہے تو اسے شرع کب منع کرتی ہے۔ خرابی تو اس وقت جنم لیتی ہے جب وہ برابری اور مساوات کے نام پر حقوق نسواں کا جھنڈا اٹھا کر سڑکوں پر نکل آتی ہے اور یہ برابری وہ بے راہروی' عیاشی اور مادر پدر آزادی کے ضمن میں چاہتی ہے۔ اگر وہ ایک چھوٹی سی بات سمجھ لے تو اس مطالبے سے فوراً باز آ جائے مگر ہو یہ رہا ہے کہ صدیوں سے مرد اسے حقوق نسواں کا چکمہ دے کر اپنی مطلب براری کے لئے استعمال کر رہا ہے جسے وہ سمجھ نہیں رہی۔ اس کا خیال ہے کہ جو مرد اس کے ساتھ اس کے

Marfat.com

مطالبوں کی حمایت میں شانے سے شانہ ملائے کھڑا ہے وہ اس کا خیر خواہ ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ مرد اس کے دماغ سے لے کر اس کے جسم تک کا استعمال اپنی عیاشی کے لئے کر رہا ہے۔ اسے شہ دے رہا ہے کہ وہ گھر سے نکل کر یونہی سڑکوں پر ماری ماری پھرتی اور نعرے بازی کرتی رہے۔ اسے گھر کے اس آرام دہ ماحول سے نکال کر وہ دفتروں اور ٹی وی فلم کی سکرین پر برہنہ کر رہا ہے جہاں وہ ایک ملکہ کی طرح حکومت کر سکتی ہے۔ کسی مشقت کے بغیر اپنی زندگی پھولوں کی سیج پر بسر کر سکتی ہے۔ جہاں اس کا شوہر اور اولاد اس کے لئے دنیا جہان کی آسائشیں مہیا کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ مگر وہ ایک جھوٹی آزادی کے مطالبے کی صلیب اپنے کندھوں پر اٹھائے خود کو ذلت و برہنگی کے حوالے کر کے اس بیوقوف کی طرح خوش ہونے کی کوشش کر رہی ہے جو اسی شاخ کو کاٹنے میں مصروف تھا جس پر خود بیٹھا تھا۔ اسے سمجھنا چاہئے کہ جن کاموں کے لئے اللہ نے مرد کو منتخب کیا ہے وہ اسی کو زیبا ہیں اور جن کاموں کا بار اللہ نے عورت کے کندھوں پر ڈالا ہے وہ اس سے زیادہ کا' یا ان سے ہٹ کر مزید کا مطالبہ کر کے محض مشقت اور ذلت کی سائل ہو رہی ہے۔

اللہ کا فرمان یہی ہے کہ اس نے جن باتوں میں مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے وہی حق ہے۔ وہی سچ ہے اور وہی درست ہے۔ عورت کے مطالبوں کو سامنے رکھ کر اس سے پوچھا جائے کہ کیا حکیمِ مطلق کا کہا ہوا (نعوذ باللہ) ناقص ہے جس میں عورت ترمیم یا اضافہ چاہتی ہے؟ یہ بات عورت اور مرد دونوں کی سمجھ میں آ جائے تو جھگڑا ختم ہو جاتا ہے اور اللہ کی شکر گزاری کا وہ باسعادت لمحہ ان کے حصے میں آ جاتا ہے جس کا حکم اللہ نے آیتِ بالا میں یہ کہہ کر دیا کہ ”مجھ سے میرا فضل و کرم مانگتے رہو“۔ انسان کے لئے یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ وہ اللہ سے اس کا فضل مانگے' اس کا کرم مانگے تو اسے مانگنے کو بھی اللہ کی شکر گزاری میں شمار کر لیا جائے۔ کاش ہم اس ذاتِ رحیم و کریم کی رحمتوں پر پل پل شکر ادا کرنے کے لئے اس کے فضل و کرم کے طالب ہو سکیں۔

☆☆☆

Marfat.com

نافرمان عورتوں کے لئے حکم

مرد عورتوں پر مسلط و حاکم ہیں اس لئے کہ خدا نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے خدا کی حفاظت میں (مال و آبرو کی) خبرداری کرتی ہیں اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں معلوم ہو کہ سرکشی (اور بدخوئی) کرنے لگی ہیں تو (پہلے) ان کو زبانی سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں تو) پھر ان کے ساتھ سونا ترک کر دو۔ اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو زدوکوب کرو اور اگر فرمانبردار ہو جائیں تو پھر ان کو ایذا دینے کا کوئی بہانہ مت ڈھونڈو۔ بیشک خدا سب سے اعلیٰ (اور) جلیل القدر ہے۔

(سورہ النساء آیت 34)

☆ مردوں کو عورتوں پر حاکم بنانے میں ایک مصلحت یہ بھی رکھی گئی کہ وہ محنت و مشقت کر کے گھر بار چلانے کی ذمہ داری پوری کریں اور عورتیں گھروں کا کام کاج سنبھالیں۔ مرد اور عورت ایک گاڑی کے دو پہیے کہلاتے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ دونوں اپنی اپنی ذمہ داریاں احسن انداز میں پوری کریں تا کہ زندگی کی گاڑی سکون کی راہ پر رواں دواں رہے۔ دونوں میں سے اگر ایک بھی پٹڑی سے اتر جائے تو گاڑی کے آگے بڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عورت بہرحال مرد کی نسبت زیادہ اہم ذمہ داری کی حامل ہے کہ دن بھر کا تھکا ہارا مرد جب گھر آئے تو گھر کا سکون پانا اس کی اولیں خواہش ہوتی ہے۔ اب عورت اگر مرد کو سکھ دینے کے بجائے اس کے لئے عذاب بن جائے۔ اس کی غیر موجودگی میں اس کے مال اور عزت سے کھیلتی رہے۔ آتے ہی مرد کے لتے لینے لگے۔ اسے آرام پہنچانے کے بجائے اس کے لئے بدزبانی

Marfat.com

اور نافرمانی کا بازار گرم کر دے تو مرد کیا کرے؟ اللہ کا حکم ہے کہ ایسے حالات میں پہلے تو عورت کو پیار سے سمجھائے۔ اسے اس کی غلطیوں پر ٹوکے۔ روکے۔ اور آئندہ کے لئے محتاط رہنے کا حکم دے۔ اگر وہ باز نہ آئے تو اس کے ساتھ ایک بستر میں سونا بند کر دے۔ یہ ایک ایسی نفسیاتی سزا ہے جو سمجھدار عورت کو اپنی کوتاہیوں پر نادم ہونے کا فوری موقع فراہم کرتی ہے۔ وہ سوچ میں پڑ جاتی ہے کہ جو مرد اس کے بغیر رہتا نہیں تھا اب وہ اس سے الگ سوتا ہے۔ کہیں اس نے کوئی سوکن تو نہیں پال لی؟ ایسا تو نہیں کہ باہر اس کا بستر گرم کرنے کے لئے کوئی متبادل انتظام ہو چکا ہے؟ اور اگر واقعی ایسا کوئی لمحہ آ چکا ہے تو اب اس کا بستر گول ہونے میں دیر نہیں ہے۔ عقلمند عورت تو ایسے خیال کے آتے ہی اپنی غلطی سدھار لینے میں لگ جاتی ہے مگر جو بیوقوف اس مرحلے پر بھی اپنی روش پر قائم رہتی ہے اسے جسمانی طور پر زدوکوب کرنے کی اجازت ہے' تا کہ اسے راہ راست پر لایا جا سکے۔ یہ ناپسندیدہ علاج گھر داری کو قائم رکھنے کے لئے اس لئے تجویز کیا گیا کہ بعض احمق عورتوں کو یہی زبان سمجھ آتی ہے۔ باتوں کی نرمی ان کو ہضم نہیں ہوتی' لاتوں کی گرمی سے وہ پگھل جاتی ہیں۔ اور جب وہ اپنی غلطی سدھار لیں' نادم ہو کر سیدھے راستے پر آ جائیں تو اب مرد کے لئے حکم ہے کہ وہ صدقِ دل سے عورت کو معاف کر کے اس کے لئے تمام محبتیں روا کر دے۔ اسے مزید سختی یا طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائے۔ اسی میں اللہ کی رضا نہاں ہے کہ وہ قادرِ مطلق اگر مرد کو عورت پر فضیلت اور تصرف دینے والا ہے تو ناجائز امور پر گرفت کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

مسجدوں کو غیر آباد کرنیوالے

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا کی مسجدوں میں خدا کے نام کا ذکر کیے جانے کو منع کرے اور ان کی ویرانی میں ساعی ہو- ان لوگوں کو کچھ حق نہیں کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب- (سورہ البقرہ آیت 114)

☆ مسجدیں اللہ کے گھر ہیں۔ ان کی آبادی اور رونق کا اہتمام ہم مسلمانوں پر جی جان سے فرض ہے تاہم بعض ایسے بدبخت بھی ہیں جو اللہ کے گھر میں آنے اور اس کی نماز و عبادت کا اہتمام و انصرام کرنے والوں کی راہ میں سدِ راہ بن جاتے ہیں۔ایسے لوگوں کی حرکات ہی ایسی ہوتی ہیں کہ نمازی ان کے ڈر سے مسجد بدل لیتے ہیں۔ایسے لوگ زبان کے کرخت، لہجے کے بدتمیز، سلوک کے بداخلاق اور چہرے بشرے میں نرمی سے محروم ہوتے ہیں۔ یہ بڑے نمازیوں سے سخت بات اور بچوں کو مسجد سے بھگانے کا قبیح کا کام فرض جان کر کرتے ہیں۔ مسجد کو اپنی جاگیر سمجھ کر یہ اکثر لوگوں کی دل آزاری کرتے ہیں۔ ان کے سلوک کے سبب آہستہ آہستہ لوگ دوسری مسجدوں کا رخ کر لیتے ہیں اور ان کی جاگیر میں رہ جانے والی مسجد دھیرے دھیرے نماز اور نمازیوں کی رونق سے محروم ہو جاتی ہے۔ پھر یہ ''اجڑے باغوں کے گالھڑ (گلہریاں) پٹواری'' بن کر خانہ خدا میں اکیلے ہی چہل قدمی کرنے کے لئے رہ جاتے ہیں۔ مسلک کو ایک مسئلہ بنا کر یہ دوسرے مسلک کے لوگوں کو مسجد میں عبادت کے لئے آنے سے روک دینے کا گناہ عظیم بھی کرتے ہیں۔ ان سب باتوں کی وعید کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ایسے بدبختوں کے لئے حکم فرمایا کہ ان کو میرے گھر یعنی مسجد میں آنے کا کوئی حق

Marfat.com

نہیں جو میرے بندوں کو وہاں آنے سے روکنے کا موجب بن رہے ہیں۔ ان کے یہ گناہانِ کبیرہ دنیا میں ان کو ایسی رسوائی سے دوچار کرتے ہیں کہ لوگ ان پر تھوتھو کرتے ہیں۔ ان کے پاس پھٹکنا نہیں چاہتے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا دردناک عذاب تیار ہے جس سے ان کو بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔

خود کو مزیّن کرو

اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنے تئیں مزین کیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور بے جا نہ اڑاؤ کہ خدا بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(سورہ الاعراف آیت 32)

☆ کتنی عجیب بات ہے کہ دنیاوی امور کے لئے تو ہم خود کو سجانے سنورنے کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ شادی بیاہ یا کسی بھی تقریب کے لئے ہر طرح سے اسراف کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ آج دلہن کے ساتھ ساتھ دلہا بھی بیوٹی پارلر پر میک اپ کرانے کے لئے ہزاروں روپے خرچ کرنے پہنچ جاتا ہے مگر وہ جو ہمیں یہ سب کچھ عطا کر رہا ہے' جس کے دیے ہوئے سے ہم خرچ کر رہے ہیں' جس کی عنایات کا ہم شکر ادا ہی نہیں کر سکتے' جب اس کے حضور حاضر ہونے کا وقت آتا ہے تو ہم اول جلول حلیے میں اس کے گھر کی طرف چل دیتے ہیں۔ نہ ہمیں کپڑوں کا ہوش ہوتا ہے کہ صاف ستھرے ہونے چاہئیں' نہ ہاتھ منہ کا خیال کہ آنکھوں میں غلاظت نہ ہو۔ ناخنوں میں میل نہ پھنسی ہو۔ نہ بالوں کی طرف دھیان کہ ان میں کنگھی پٹی کی گئی ہو' بس سر جھاڑ منہ پھاڑ اللہ اکبر کہہ کر اس کے سامنے جا کھڑے ہوتے ہیں۔ کیا اپنے خالق و مالک کے سامنے حاضر ہونے کے یہی آداب ہیں؟

نبی کریم ﷺ مسجدِ نبویؐ میں موجود تھے۔ نماز کے لئے جماعت تیار کھڑی ہونے کو تھی کہ ایک صحابیؓ آئے اور نمازیوں کی صف میں شامل ہو گئے۔ نبی رحمت ﷺ نے انہیں پاس بلایا اور ان کے حلیے کا جائزہ لیا۔ کپڑے میلے کچیلے' کفوں کے بٹن ندارد' بال بکھرے ہوئے' چہرہ اُترا ہوا اور حال ابتر۔ دریافت فرمایا گیا:

"کیا مفلس ہو؟"

Marfat.com

عرض کی۔ ''نہیں حضور ﷺ۔ ایسا بھی مفلس نہیں۔''

حکم ہوا: ''تو جاؤ۔ پہلے اپنا حلیہ درست کرو۔ اللہ کے حضور حاضر ہونے کے لئے خود کو مزین کرو' پھر آ کر نماز پڑھنا۔''

صحابیؓ نے حکم کی تعمیل کی اور لوٹ گئے۔ نہا دھو کر کنگھی پٹی کی' صاف ستھرے کپڑے پہنے اور آرائش کے ساتھ واپس آ کر نماز ادا کی۔

اللہ کے حضور خود کو صاف ستھری حالت میں پیش کرنے کے لئے اللہ کے حبیب پاک ﷺ کا یہ فرمان لامثال ہمیں یہ بتاتا ہے اگر ہمارا حلیہ درست نہیں اور ہم جان بوجھ کر کوتاہی یا سستی کے مارے خود کو میلے کچیلے حال میں اس کے دربار میں لا کھڑا کرنے کی کوشش کریں تو اس کے لئے ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں نبی آخرالزماں ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کی سعادت سے محروم ہو جانا پڑے۔ حلیہ درست کر کے بعد میں اکیلے نماز ادا کرنا پڑے تاہم یہ لازم ہے کہ ہم خود کو آرائش کے ساتھ' اسراف سے بچتے ہوئے اس قدر ضرور آراستہ کر کے نماز کے لئے کھڑے ہوں جو ''صفائی نصف ایمان'' کے ضمن میں آتا ہے۔ کھانے پینے اور دیگر امور میں بیجا خرچ سے روکنے میں یہ احتیاط پنہاں ہے کہ ہم لباس میں تفاخر کا شکار نہ ہو جائیں' بات صرف صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کی حد تک رہے تو ہی درست ہے ورنہ فضول خرچ کرنے والوں اور حدِ اعتدال سے بڑھ جانے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔

نہ خوف کھاؤ نہ غم کرو

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے- ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی' جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ- ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہو گی- (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے-

(سورہ حم السجدہ آیات 32-30)

☆ ان آیات میں سچے نمازیوں اور اہل جنت کے لئے خوشخبری' اور جنت کی

Marfat.com

نعمتوں کے بارے میں صراحت کا بیان ہے۔ کیسی خوش نصیبی کی بات ہے کہ جنت تو نیک اعمال کے بدلے ملے گی ہی' اصل نعمت تو یہ ہے کہ اہل جنت کو اللہ کا مہمان ہونے کا شرف حاصل ہوگا اور اللہ ان کی میزبانی کرے گا۔

یہ ایسا انعام ہے جس کا ایک عام مسلمان تصور کرنے کے بعد اگر اس کی گہرائی پر غور کرے تو اس کے دل پر ایک واردات گزر جاتی ہے۔ ایسی واردات جس کا تعلق اس کے اور اللہ کے اس رشتے سے ہے جو عبد اور معبود کے نام سے جانا جاتا ہے۔ معبود کے نام پر' اس کی وحدانیت پر' اس کی قدرتِ کاملہ پر دنیاوی زندگی میں قول و فعل سے استقامت دکھانے والوں کے لئے ایسے ہی انعامات ہیں جو اللہ تعالٰی قیامت کے دن ان کے دامان ثواب میں ڈالے گا اور تب ہر نوازا جانے والا سوچے گا کہ کاش' میں دنیا میں اس سے بھی بڑھ کر اپنے رب کے ساتھ مضبوطی کا کوئی تعلق قائم کرسکتا' جس کا انعام آج مہمانداریِ خدا کی شکل میں دیا جا رہا ہے۔

بھلائی اور بُرائی برابر نہیں ہوسکتیں

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہوسکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہوسکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے۔ اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحبِ نصیب ہیں۔ اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ بے شک وہ سنتا' جانتا ہے۔

(سورہ حم السجدہ آیات 33-36)

☆ یہاں یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ بدسلوکی یا بداخلاقی سے پیش آئے تو جواب میں تم اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ نہ کرو' بلکہ اسے سخت کلامی کا جواب نرمی اور پیار سے دو۔ تمہارے اس فعل سے وہ یقیناً شرمندہ ہوگا۔ اپنے کیے پر نادم ہوگا۔ اسے اپنے سلوک پر شرم آئے گی اور وہ تمہارے اچھے اخلاق اور نرم جوابی

Marfat.com

سے متاثر ہو کر ساری بدخوئی بھول جائے گا۔ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارا ایسا اچھا دوست بن جائے جس پر تمہیں خوشی ہو۔ مگر اس کے لئے تمہیں خود میں برداشت کا مادہ پیدا کرنا ہوگا۔ اسلام تلوار سے نہیں' اخلاق اور نرمی سے پھیلا۔ اس کا بنیادی تقاضا ہی یہ ہے کہ مدِ مقابل کو حسنِ اخلاق سے جیت لو۔ اس کے دل میں اپنے دین کی ایسی خوبصورت تصویر اتار دو کہ جو مٹائے نہ مٹے۔ اور برداشت کا مادہ تو انہی میں ہوتا ہے جنہیں ان کا رب خاص طور پر نوازتا ہے۔ برداشت کرنا انبیاء و اولیاء کا عمل ہے۔ حضرت عیسٰیؑ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو عجز اور انکساری کے اظہار کے لئے دوسرا گال بھی آگے کر دو کہ لو بھائی اگر مجھے مارنے ہی میں تمہاری خوشی ہے تو ایک تھپڑ اور مار لو۔ اسلام نے آ کر اس میں یہ ترمیم کی کہ جو تمہیں ایک تھپڑ مارے' تم اسے جواب میں ایک تھپڑ مارنے کا حق رکھتے ہو تا کہ وہ دوسرا تھپڑ مارنے سے باز رہے لیکن اگر تم جواب میں بدلہ لینے کی قدرت رکھتے ہوئے اسے اللہ کے لئے معاف کر دو تو اس صبر کا انعام تمہیں اللہ کے ہاں بہتر شکل میں ملے گا تاہم اگر تم اس سے بدلہ لیتے ہوئے ایک تھپڑ مار لو تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ یہاں سخت بات کا جواب نرم بات سے دینے کا یہی مطلب ہے کہ اگر سخت بات کا جواب تم سخت بات میں دو تو اس کا تمہیں حق حاصل ہے اور اس پر کوئی گناہ بھی لازم نہیں آتا لیکن اگر تم اس کے جواب میں نرم رویہ اختیار کرو تو یہ اللہ کی دی ہوئی وہ توفیق ہے جو ہر ایک کو حاصل نہیں۔ بڑے نصیب والے ہی ایسی راہوں کے مسافر ہوا کرتے ہیں جو اللہ کی رضا کی منزل کی طرف جاتی ہیں۔ ساتھ ہی فرمایا گیا کہ اگر شیطان تمہارے دل میں کوئی وسوسہ پیدا کرے تو اسی وقت اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ وہ ہر بات سنتا اور اس کے محرک کو جانتا ہے۔ یہ موقع یوں بھی آ سکتا ہے کہ تم کسی کی سخت بات سن کر اس وسوسے میں مبتلا ہو جاؤ کہ اگر میں نے اس کی بات کا جواب سختی سے نہ دیا تو یہ اسے میری یا میرے دین کی کمزوری نہ سمجھ لے اس لئے مجھے ٹھونک کر اس کی خبر لینی چاہئے۔ اسی موقع پر اللہ کی پناہ مانگ لینے سے انسان ایسی غلطی سے بچ جاتا ہے جو اسے غلط سمت میں لیجا رہی ہوتی ہے۔ اللہ سمیع و علیم ہے۔ وہ اپنے بندے کے امان طلب کرنے پر اسے اپنی آغوشِ رحمت میں سمیٹ لیتا ہے اور شیطان سر پیٹتا رہ جاتا ہے۔

Marfat.com

مشرک عورت اور مشرک مرد سے نکاح

اور (مومنو) مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں' نکاح نہ کرنا- کیونکہ مشرک عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے' اس سے مومن لونڈی بہتر ہے- اور (اسی طرح) مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں' مومن عورتوں کو ان کی زوجیت میں نہ دینا- کیونکہ مشرک (مرد) سے خواہ وہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے- یہ (مشرک' لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں- اور خدا اپنی مہربانی سے بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنے حکم لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ نصیحت حاصل کریں- (سورہ البقرہ آیت 221)

☆ آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں وہ دانستہ جہالت اور بے خبری کا شکار ہونے کا دور ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو احکام دیے ہیں ان کی وضاحت اور تشریح کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ اس قدر واضح ہیں کہ ان میں کوئی الجھن تلاش کرنے پر بھی نہیں ملتی۔ مگر ہم نام نہاد مسلمان ان احکام کی طرف سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں اور صرف اس لئے کہ ہمیں آخرت اور احکامِ الٰہی کے مقابلے میں دنیا زیادہ عزیز ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ مذہبِ اسلام کو پسِ پشت ڈال کر صرف دنیاوی عیش و آرام کی طرف دوڑ لگائی جا رہی ہے۔ سرحد کا نامور (نام نہاد) مسلمان سیاستدان باچہ خان اپنی بیٹی کو ایک سکھ کیپٹن کے تصرف (میں اسے نکاح کہنے کے لئے تیار نہیں ہوں کیونکہ اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے) میں دے دیتا ہے۔ فیروز خان اپنی

Marfat.com

بیٹی ایک ہندو ایکٹر ہریتک روشن سے اس لئے بیاہ دیتا ہے کہ اسے ایک تو اپنی بیٹی کی خوشی مقدم ہے اور دوسرے اسے بھارت میں شان و شوکت سے رہنا ہے۔ مدیحہ گوہر وزیر اعظم بھارت گجرال کی بانہوں میں شراب پی کر جھولنے کو باعثِ فخر خیال کرتی ہے۔ ہماری (نام نہاد) مسلمان ایکٹرسیں بھارتی ہندو اداکاراؤں' ہدایتکاروں اور فلمسازوں کے اشاروں پر ناچنے کے لئے ہر وقت سراپا دعوت بنی رہتی ہیں اور اس کے لئے وہ ہر حد پار کرنے' ہر ملک دشمن حرکت کرنے اور مسلم دشمن بیان دینے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتیں۔ عتیقہ اوڈھو' نتن مکیش سے تعلق کو سرِ عام قبول کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتی۔ نور ایک ہندو پروڈیوسر سے شادی کی خبریں اخباروں میں علی الاعلان شائع کراتی ہے مگر نہ اسلام کے کسی ٹھیکیدار کے کان پر دین اور اسلام کے نام پر جوں رینگتی ہے نہ حکومتِ وقت اس کے اس غیر اسلامی اور قابلِ سنگساری فعل پر کوئی تادیبی اقدام کرتی ہے۔ ایسی کتنی مثالیں ہیں جو ہمارے مذہب کے نام پر دھبہ بنی جا رہی ہیں۔ آج کسی بھی غیر مسلم' کافر اور مشرک سے دوستی پر جسم و دین کی قربانی دینا فیشن اور بنیادی حقوق میں شامل ہوتا جا رہا ہے۔ انگلینڈ کرکٹ ٹیم کا سابقہ کپتان ناصر حسین دین اسلام سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے برملا کہتا ہے کہ میرا نام اگر مسلمانوں کا سا ہے تو اس میں میرا کیا قصور؟ میں اول و آخر برطانوی ہوں اور اسلام سے نہ میرا کوئی تعلق ہے نہ اسلام سے میری کسی قسم کی کوئی ہمدردی وابستہ ہے۔ نرگس نے سنیل دت سے شادی کر کے اس کے ہندو بچوں کو جنم دیا تو مدھو بالا (ممتاز) نے کشور کمار سے شادی کر کے کوئی ندامت محسوس نہیں کی تھی۔ جمیل قریشی نے ایک تھرڈ ریٹ ہندو بھارتی ایکٹریس سے شادی کر کے بھارتی فلم انڈسٹری کو تبو کی شکل میں جو تحفہ دیا وہ آج سکرین پر نیم عریاں فلموں کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

یہ چند بڑی بڑی مثالیں ہیں' جو نچلے طبقے میں پیروی کے رجحان کو رواج دے رہی ہیں۔ معاشرے میں چھوٹے پیمانے پر کیا ہو رہا ہے' ان کے لئے ہمیں روزانہ اخبارات بہت کچھ بتاتے ہیں۔ یہ سب کس سبب سے ہے؟ صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی کے سبب۔ جب وہ صاف صاف ہمیں بتاتا ہے کہ مشرک مرد اور مشرک عورت سے نکاح مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں ہے تو

Marfat.com

کس دلیل سے اسے اپنے لئے جائز کر لیتے ہیں؟ جبکہ یہ بھی طے ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جسے حرام کہہ دیا اسے ابد تک حرام ہی رہنا ہے۔

ہمیں خوب سمجھ لینا چاہیے کہ مشرک مرد اور مشرک عورتیں ہمیں جہنم کی طرف لیجانے والی ہیں اور اللہ کے احکامات جنت کی طرف۔ اب راستہ ہمیں خود منتخب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھا بھی دیا اور دکھلا بھی دیا کہ جنت کیسے حاصل کی جا سکتی ہے اور جہنم ہم پر کیسے واجب ہو سکتی ہے؟

☆☆☆

Marfat.com

مظلوم کی بددعا

خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو علانیہ بُرا کہے مگر وہ جو مظلوم ہو۔ اور خدا (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے۔ (سورہ النساء آیت 158)

☆ کہا جاتا ہے کہ مظلوم کی آہ یا بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔ اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی فریاد فوراً سنتا ہے اور اس کی بددعا اثر لانے میں دیر نہیں کرتی۔ سمجھایا یہ جارہا ہے کہ کسی پر ظلم نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے ظلم سے تنگ آکر تمہیں کوئی بددعا دے دے اور اپنے رب کو اس طرح پکار لے کہ وہ قادرِ مطلق اس کی فریاد رسی کرتے ہوئے تمہیں حساب کتاب کے لئے دنیا ہی میں اپنے انصاف کے حوالے کر دے۔ اور اسے سب علم ہے کہ کون ظالم ہے اور کون مظلوم۔ اسے نہ تو دھوکا دیا جا سکتا ہے نہ اس سے کوئی مکر کیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے بزرگ کہتے ہیں کہ اللہ سے کبھی اس کا انصاف نہ مانگو ہر وقت اس کا فضل اور رحم مانگنا چاہئے' کیونکہ جب وہ انصاف کرتا ہے تو ڈنڈی نہیں مارتا۔ ہو سکتا ہے کہ جب وہ انصاف کرے تو تمہارا قصور بھی نکل آئے۔ تب تمہیں بھی اس کے انصاف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لئے یہاں مظلوم کے لئے بھی سوچنے کا مرحلہ درپیش ہے کہ وہ اللہ سے انصاف طلب کرنے سے پہلے' کسی کو بددعا دینے سے پہلے یہ دیکھ لے کہ کہیں وہ خود بھی تو اس معاملے میں (ذرہ برابر بھی) مجرم تو نہیں ہے؟ اور مجرم ظالم ہو یا مظلوم' سزا تو ملے گی۔

☆☆☆

Marfat.com

معاشی خرابی کی ایک عام مثال

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے۔ جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا کر لیں۔ اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے' ایک بڑے (سخت) دن میں۔ جس دن (تمام) لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

(سورہ مطففین آیات 1-6)

☆ قرآن حکیم میں مذکور ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر ناپ تول میں کمی کی عادت اور بار بار کی وعید کے باوجود باز نہ آنے کے باعث عذاب آیا اور وہ لوگ اللہ کی ناراضگی کی ایسی گرفت میں آئے کہ آج ان کا نام عبرت کے طور پر لیا جاتا ہے۔ ہم کیسے نادان اور غافل ہیں کہ آج ہم اپنے معاشرے میں ناپ تول میں بے ایمانی ایک حق کے طور پر رائج کر چکے ہیں۔ باٹ کم وزن کے ہیں تو مقدار کے پیمانے روز بروز سکڑتے جا رہے ہیں۔ ناپنے کے لئے استعمال ہونے والے پیمانے چھوٹے ہوتے جا رہے ہیں۔ کیا تمہیں سابقہ اقوام کا حشر یاد نہیں؟ جی نہیں' ایسی کوئی بات نہیں۔ اصل میں اس بات پر ہمارا یقین کمزور ہوتا جا رہا ہے کہ ایک دن اپنے اللہ کے حضور ہمیں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے پیش ہونا ہے۔ یقین کی یہ بڑھتی ہوئی کمزوری ہمیں ہر فرض سے غافل' ہر احتیاط سے چشم پوش اور ہر عذاب کی وعید سے لاپرواہ کئے جا رہی ہے۔ ہم اس بات سے قطعی بیگانہ ہوتے جا رہے ہیں کہ جب ہوش

Marfat.com

آ۔ئے گا تو چڑیاں کھیت چگ کر اڑ چکی ہوں گی۔ وہ پچھتاوے اور تلافی کا وقت نہیں ہو گا۔ وہ تو حساب و کتاب اور سزا و جزا کا وقت ہو گا جس سے بچنے کی ہم کوئی کوشش نہیں کر رہے۔ وہ ایسا دن ہو گا جسے ہمارا رب ''سخت'' کہہ کر پکار رہا ہے۔ اور جسے ہمارا خالق اور مالک سخت دن کہہ رہا ہے وہ کسی بھی طرح نرمی کا دن نہیں ہو سکتا۔

اگر اس صورتحال کا علم ہونے کے بعد بھی ہم اس گناہِ عظیم سے پیچھا چھڑانے کے لئے آمادہ عمل ہونے پر تیار نہیں ہیں تو پھر ہمارا اس یومِ جزا و سزا پر واقعی ایمان کمزور ہو چکا ہے اور اس کی کمزوری کی سزا بھگتنے کے لئے ہمیں شعوری طور پر تیار ہو جانا چاہئے۔

☆☆☆

Marfat.com

منافقین

اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں میں جاتے ہیں تو (ان سے) کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور (پیروان محمدؐ سے) تو ہم ہنسی کیا کرتے ہیں۔ ان (منافقوں) سے خدا ہنسی کرتا ہے اور انہیں مہلت دیے جاتا ہے کہ شرارت و سرکشی میں پڑے بہک رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی خریدی تو نہ تو ان کی تجارت ہی نے کچھ نفع دیا اور نہ وہ ہدایت یاب ہی ہوئے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے (شب تاریک میں) آگ جلائی۔ جب آگ نے اس کے اردگرد کی چیزیں روشن کیں تو خدا نے ان لوگوں کی روشنی زائل کر دی اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں دیکھتے۔ (یہ) بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں کہ (کسی طرح سیدھے رستے کی طرف) لوٹ ہی نہیں سکتے۔ (سورہ البقرہ آیات 18-14)

☆منافق ایسے بدبخت لوگ تھے جو دین اسلام کو نقصان پہنچانے والوں میں سب سے زیادہ سرگرم اور کارفرما رہتے تھے۔ یہ لوگ مسلمانوں میں آ کر بیٹھتے تو ان سے کہتے کہ ہم مسلمان ہیں اور آپ ہی میں سے ہیں۔ جب اپنے مشرک اور کافر گروہوں میں جاتے تو ان سے تمسخرانہ انداز میں کہتے کہ مسلمانوں سے تو ہم ٹھٹھا کرتے ہیں۔ ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ وہ ہمیں اپنوں میں سے سمجھتے ہیں جبکہ ہم تو تم (مشرکوں اور کافروں) میں سے ہیں۔

یہ لوگ مختلف مواقع پر مسلمانوں کے لئے مختلف انداز میں نقصان دہ ثابت ہوئے۔ ابن ابی سلول رئیس المنافقین ہوا۔ یہ ایک جنگ میں اپنے تین سو ساتھیوں

Marfat.com

سمیت رسول اللہ ﷺ سے یہ کہہ کر الگ ہو گیا کہ میری بات نہیں مانی گئی اس لئے میں اپنے ساتھیوں سمیت واپس جا رہا ہوں۔ مسلمانوں کو اچانک تین سو افراد کی کمی واقع ہو جانے سے فطری طور پر دھچکا لگا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور منافقین کی دغابازی کے باوجود انہیں فتح نصیب ہوئی۔

دل سے مسلمان نہ ہونے کے باعث یہ لوگ اپنے بتوں سے ایسی محبت رکھتے تھے کہ جب یہ مسلمانوں کی صفوں میں نماز کے لئے شامل ہوتے تو اپنی آستینوں میں چھوٹے چھوٹے بُت چھپا کر رکھتے۔ اس طرح یہ اپنے خیال میں اپنے شرک پر بھی قائم رہتے اور مسلمانوں کو یہ باور کرانے میں بھی کامیاب رہتے کہ یہ مسلمان ہیں۔

ایسی ہی بیشمار حرکات تھیں جن کی مسلسل ادائیگی سے یہ منافق مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ ان لوگوں کی ایسی حرکتوں سے دل گرفتہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں فرما دیا کہ یہ ہدایت سے دور، بہرے، گونگے اور اندھے گمراہی کے پتلے ہیں جن کے نصیب میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت یافتہ ہونا لکھا ہی نہیں۔ یہ ایسے خوش فہم ہیں جو اپنی گمراہی، شرک اور کفر کے اندھیرے کو روشنی سمجھ کر خوش ہو رہے ہیں جبکہ حقیقت میں انہوں نے ایسا خسارے کا سودا کیا ہے جس کا نقصان کبھی اور کسی حالت میں پورا نہیں ہو سکتا۔ اور جب ان کے نصیب میں ہدایت پانا ہے ہی نہیں تو آپ ﷺ ان کے لئے غمگین کیوں ہوتے ہیں؟ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے کہ جسے اللہ ہدایت دینا نہ چاہے اسے کوئی سیدھے راستے پر نہیں لا سکتا۔

منافقت ایک ایسی لعنت ہے جو اپنے بیشمار پہلو رکھنے کے باعث دانستہ یا نادانستہ طور پر آج بھی ہمارے معاشرے کا ایک حصہ بنی ہوئی ہے۔ ہم زبان سے تو اللہ کو اپنا خالق و مالک اور معین و مددگار کہتے ہیں مگر غیر اللہ سے مدد مانگنے میں نہ کوئی حرج سمجھتے ہیں نہ اس سے باز آتے ہیں۔ اللہ کے احکامات پر دل سے یقین رکھنے کے باوجود ان پر عمل کرنا ہمارے لئے مشکل اور بعض حالات میں ناممکن ہو جاتا ہے اور ہم دنیاوی فائدے اور لذت کے لئے انہیں پس پشت ڈالنے میں ایک پل کی دیر نہیں لگاتے۔ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو دل و دماغ دنیا کے دھندوں میں مشغول رہتے

Marfat.com

ہیں۔ قول وفعل کا تضاد ہمارا خاصا بن چکا ہے۔ یہی منافقت ہے جو ہمیں دنیا میں ذلیل اور کمتر کیے جا رہی ہے۔ یہ تو ایسے مسلمانوں کا حال ہے جو بہر حال اللہ کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر پختہ ایمان رکھتے ہیں' اصل نقصان جو اجتماعی طور پر ملت اسلامیہ کو پہنچ رہا ہے وہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر ان افراد اور اقوام کی بدولت روز بروز بڑھتا ہی جا رہا ہے جو ایک طرف تو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور دوسری طرف مسلمان دشمن قوتوں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ اس کی مثال بڑے آسان الفاظ میں یہ دی جا سکتی ہے کہ ایک طوائف جو بازارِ حسن میں بیٹھی ہے اس کے بارے میں سب کو معلوم ہے کہ وہ ایک خراب عورت ہے۔ اب اس کے پاس وہی جائے گا جو گناہ کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کے برعکس ایک ایسی عورت جو بظاہر شریف اور پاکباز بن کر شرفاء کے محلے میں رہتی ہے' مگر بباطن وہ بدچلن اور طوائف ہی ہے۔ وہ محلے کے معصوم بچوں اور بچیوں کو جس طرح خراب کرتی ہے اس کے بارے میں پتہ ہی نہیں چلتا۔ لوگ اسے شریف سمجھ کر اپنے بچوں اور بچیوں کو اس سے ملنے سے نہیں روکتے اور اس آڑ میں وہ گھروں کے گھر برباد کرتی رہتی ہے۔ جب اس کا بھید کھلتا ہے تو بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے اور تلافی کا وقت گزر چکا ہوتا ہے۔

اس مثال میں بازارِ حسن کی طوائف تو وہ مشرک اور کفار ہیں جن کے بارے میں ہم سب جانتے ہیں اور ان کے نقصان پہنچانے کے عزائم و ارادوں سے باخبر ہو کر ان کا مداوا کر سکتے ہیں مگر جو ہمارے محلے میں شریف زادی بن کر چھپی بیٹھی طوائف ہے وہ ایسے منافقین ہیں جو انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہمارے مذہب وملت کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔ مسلمان دشمن قوتوں کے یہ آلہ کار بظاہر مسلمان ہیں مگر اندر سے انہیں صرف اور صرف اپنے اور اپنے آقاؤں کے مفادات عزیز ہیں اور ان کی حفاظت اور تکمیل کے لئے یہ خاموشی سے ایسے اقدامات کرتے رہتے ہیں جو منافقت کی بدترین مثال ہیں۔ ہم ان لوگوں اور حکومتوں کو جانتے ہیں یا نہیں جانتے' مسئلہ یہ نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم خود ان کا کس حد تک ساتھ دے رہے ہیں؟ یاد رکھیے کہ منافق کا ساتھ دینے والا بھی منافق ہی کہلائے گا اور اس کی سزا بھی وہی ہوگی جو منافق کے لئے اللہ تعالیٰ نے منتخب کر رکھی ہے۔

Marfat.com

منافق ' اللہ کو دھوکا نہیں دے سکتے

منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) خدا کو دھوکا دیتے ہیں۔ (یہ اس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہی کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔ اور جب یہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سُست اور کاہل ہو کر (صرف) لوگوں کے دکھانے کو اور خدا کی یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم۔ بیچ میں پڑے لٹک رہے ہیں نہ ان کی طرف (ہوئے ہیں) نہ ان کی طرف۔ اور جس کو خدا بھٹکائے تو تم اس کے لئے کبھی بھی رستہ نہ پاؤ گے۔

(سورہ النساء آیات 142-143)

☆ یہاں منافق کی نماز کا حال بیان کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ یہ لوگ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو ان کی نماز محض ایک دکھاوا ہوتی ہے' یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ یہ بھی مسلمان ہیں۔ چونکہ یہ دل کے کھوٹے ہوتے ہیں اس لئے ان کی نماز میں کوئی خلوص' خشوع وخضوع یا بندگی کا عنصر نمایاں نہیں ہوتا۔ اپنی طرف سے یہ اللہ کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں مگر ان احمقوں کو یہ علم نہیں کہ اللہ کو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا۔ ان کی نماز ایسی بے تاثیر اور جھوٹی ہوتی ہے کہ یہ اپنی منافقت کے باعث نہ دنیا میں کامیاب ہو پاتے ہیں نہ آخرت ہی ان کے ہاتھ آتی ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ انہیں اللہ نے گمراہ کر رکھا ہے۔ یہ اپنی دانست میں اللہ کو دھوکا دے رہے ہیں کہ بظاہر مسلمان اور اندر سے اپنے باطل عقائد پر قائم رہنے پر خوش ہیں اور نہیں جانتے کہ جسے اللہ بھٹکا دے' گمراہ کر دے' وہ کبھی ہدایت کا راستہ نہیں پا سکتا۔ ان کی منافقت کا یہ سب سے بُرا پہلو ہے کہ یہ ہدایت سے بھی محروم ہیں اور اللہ کے ہاں عذابِ الیم کے مستحق بھی ہیں۔

منافقین کی سزا

مومنو! یہ لوگ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تا کہ تم کو خوش کر دیں۔ حالانکہ اگر یہ (دل سے) مومن ہوتے تو خدا اور اس کے پیغمبرؐ خوش کرنے کے زیادہ مستحق ہیں۔ کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ جو شخص خدا اور اس کے رسولؐ سے مقابلہ کرتا

Marfat.com

ہے تو اس کے لئے جہنم کی آگ (تیار) ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا - یہ بڑی رسوائی ہے- (سورہ التوبہ آیات 63-62)

☆ یہاں بتایا گیا کہ منافقین' مسلمانوں کے سامنے اللہ کا ذکر کرتے اور بات بات پر اللہ کی قسم کھاتے ہیں تاکہ مسلمان یہ سمجھ کر کہ یہ (منافقین) بھی مسلمان ہیں خوش ہو جائیں اور انہیں اپنا ساتھی سمجھ لیں۔ اگر یہ لوگ واقعی ایماندار اور مومن ہوتے تو اپنی ظاہری حرکات سے عام مسلمانوں کو خوش کرنے کے بجائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کرنے والے اعمال صحیحہ اختیار کرتے مگر اپنی منافقانہ روش کے باعث یہ تو اللہ اور اس کے نبی ﷺ سے مقابلہ بازی میں مصروف ہیں۔ ان کے اس مسلسل دھوکا بازی پر مبنی رویے کی سزا ان کے لئے جہنم کی آگ میں جلنے کے عذاب کی وعید لا رہی ہے۔ اور اس سے بڑی رسوائی کیا ہوگی کہ جب کل مخلوقات کے سامنے ان کا باطن ظاہر کیا جائے گا اور سب جان جائیں گے کہ یہ قطعاً مسلمان نہیں تھے بلکہ وہ منافق تھے جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی دانست میں تمسخر کر رہے تھے۔ اس کے بعد ان کے لئے تیار شدہ آگ یعنی جہنم میں ان کو پھینک دیا جائے گا۔

کیسی بدبختی کی بات ہے کہ اللہ کی رحمت جو اس کے گناہ گار ترین بندوں کے لئے خاص ہے' منافقین اس رحمت کے مستحق بھی نہیں ہوں گے۔ انہیں ان کی منافقت سیدھی جہنم میں لے جائے گی اور تب انہیں جو پچھتاوا ہوگا وہ بعد از مرگ واویلا سے زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہوگا۔

منافقین کے لئے بخشش مانگنا یا نہ مانگنا' یکساں ہے

کیا ان کو معلوم نہیں کہ خدا ان کے بھیدوں اور مشوروں تک سے واقف ہے اور یہ کہ وہ غیب کی باتیں جاننے والا ہے- تم ان کے لئے بخشش مانگو یا نہ مانگو (بات ایک ہے) اگر ان کے لئے ستر بار بھی بخشش (کی دعا) مانگو گے تو بھی خدا ان کو نہیں بخشے گا- یہ اس لئے کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول ﷺ سے کفر کیا اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا- (سورہ التوبہ آیت 80`78)

☆ عبداللہ ابن ابی سلول رئیس المنافقین' جب مر گیا تو اس کے لئے نبی کریم

Marfat.com

ﷺ نے مغفرت کی دعا کی۔ اس وقت حضرت عمرؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمتِ رحمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ۔ یہ منافق تھا۔ اس کے لئے دعا مت فرمایئے۔ جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اگر مجھے یہ یقین ہو کہ میرے ستر بار دعا کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر بار اس کے لئے دعا کروں۔''

نبی کریم ﷺ رحمت للعالمینؐ ہیں۔ ان کی شانِ رحمت کا یہی تقاضا تھا جو آپ ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی تائید میں اسی وقت وحی بھیجی اور فرمایا کہ اے نبیؐ۔ منافقین کے لئے آپ مغفرت کی دعا کریں یا نہ کریں' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو بخشنے والا نہیں ہے۔ اور یہ اس لئے کہ ان منافقوں نے اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ سے شرک و کفر کیا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت نہ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اب ان کے لئے مغفرت کا دروازہ بند ہو چکا۔ اس لئے ان کے بارے میں سفارش و شفاعت اور مغفرت کی دعا کرنا یا نہ کرنا ایک برابر ہے۔ آپ اس بارے میں کوشش نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں نہ بخشے گا۔

منافقوں کے لئے اس سے بڑی بدبختی اور کیا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے رخ پھیر لیا اور انہیں ہدایت و بخشش سے یکسر محروم کرتے ہوئے جہنم کو ان کا نصیب بنا دیا۔

منافق کا جنازہ نہ پڑھا جائے

اور اے (پیغمبرؐ) ان (منافقوں) میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اس (کے جنازے) پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر (جا کر) کھڑے ہونا - یہ خدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کرتے رہے اور مرے بھی تو نافرمان (ہی مرے) - اور ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا - ان چیزوں سے خدا یہ چاہتا ہے کہ ان کو دنیا میں عذاب کرے - اور (جب) ان کی جان نکلے تو (اس وقت بھی) یہ کافر ہی ہوں -

(سورہ التوبہ آیات 85-84)

☆ مذکورہ بالا موقع پر ہی نبی کریم ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بھی نازل ہوا

Marfat.com

کہ کسی منافق کی نمازِ جنازہ نہ پڑھیں اور نہ کسی منافق کی قبر پر دعائے مغفرت کے لئے کھڑے ہوں۔ کیونکہ ایک تو اللہ تعالیٰ منافقوں کی مغفرت نہ کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے اور دوسرے یہ کہ اللہ چاہتا ہے کہ جب یہ منافق مریں تو کفر و شرک کی حالت میں مریں تا کہ یہ دنیا میں تو رسوائی اور بے عزتی کے عذاب میں مبتلا رہیں' ساتھ ہی آخرت میں انہیں جہنم کے سپرد کرنے کی سزا قائم رہے۔

فرمایا گیا کہ اے میرے پیارے رسول ﷺ۔ اگر ان منافقوں کی اولاد میں بیحد مالدار لوگ پیدا ہوں جو دنیاوی آسائشوں اور عیاشیوں سے لدے پھندے ہوں اور لوگ ان کی مالدارانہ اور عیش و عشرت بھری زندگی سے مرعوب و متاثر ہوں (مگر وہ راہِ ہدایت پر نہ ہوں) یا ایسا ہو کہ ان منافقوں کی اولادوں میں مسلمان پیدا ہوں اور ان کا مال ان کی صالح اولاد کے ہاتھوں اللہ کی راہ میں خرچ ہو تو اس پر آپ ﷺ قطعاً تعجب نہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ رکھے۔ عبداللہ ابن ابی سلول جیسے رئیس المنافقین کے ایک بیٹے عبداللہؓ نبی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابہؓ میں سے تھے۔ انہی کی خواہش پر نبی کریم ﷺ نے ابن ابی سلول کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اس کے لئے مغفرت کی دعا بھی فرمائی مگر جب اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا تو اس کے بعد تا دمِ آخر آپ ﷺ نہ کبھی کسی منافق کے جنازے میں شریک ہوئے نہ کسی منافق کے لئے دعا فرمائی۔

منافق اور مومن سے اللہ واقف ہے

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان لائے جب ان کو خدا کے رستے میں کوئی ایذا پہنچتی ہے تو لوگوں کی ایذا کو (یوں) سمجھتے ہیں جیسے خدا کا عذاب۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچے تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ کیا جو اہل عالم کے سینوں میں ہے' خدا اس سے واقف نہیں۔ اور خدا ان کو ضرور معلوم کرے گا جو (سچے) مومن ہیں اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا۔

(سورہ العنکبوت آیات 11-10)

☆ منافق کی ایک بہت بڑی پہچان یہ بھی ہے کہ اسے جب دین کے راستے

Marfat.com

میں کوئی مشکل پیش آتی ہے اسے کسی آزمائش سے دوچار کیا جاتا ہے تو وہ اسے بہت بڑا عذاب سمجھتا ہے۔ اس پر گھبرا گھبرا جاتا ہے۔ خود کو لعن طعن کرتا ہے کہ کیوں اس دین کا دامن تھامے ہوئے ہے جس میں ایسی مصیبتیں پیش آتی ہیں۔ پھر جونہی مصیبت ختم ہو کر راحت کا سامان بہم پہنچتا ہے تو مسلمانوں کے ساتھ مل جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو تمہارے ہی ساتھ ہوں۔

منافق کا یہ خیالِ خام اسے بتلائے فریب رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اس دجل و مکاری سے واقف نہیں ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سینوں میں چھپی ہر بات سے خوب خوب آشنا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ کون منافق ہے اور کون مومن۔ وہ منافق کو اس کی منافقت کے عوض عذاب سے اور مومن کو اس کی ایمانداری کے حوالے سے ثواب سے نوازے گا۔ یہ اس کا ازلی و ابدی فیصلہ ہے جس کا بدلنا ممکن نہیں۔ منافقوں کو اپنی حالت پر غور کرنے کی توفیق نہ دینا بھی ایک ایسا عذاب ہے جو انہیں دنیا میں پہنچ کر رہتا ہے اور اس کے بعد آخرت کا عذاب ان کا مقدر بن کر رہ جاتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

موت

۱۔اور کسی شخص میں طاقت نہیں کہ خدا کے حکم کے بغیر مرجائے (اس نے موت کا) وقت مقرر کرکے لکھ رکھا ہے۔ (سورہ آل عمران آیت 145)

۲۔اور وہی تو ہے جو رات کو (سونے کی حالت میں) تمہاری روح قبض کر لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کی خبر رکھتا ہے پھر تمہیں دن کو اٹھا دیتا ہے تاکہ (یہی سلسلہ جاری رکھ کر زندگی کی) مدت متعین پوری کردی جائے۔ پھر تم (سب) کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (اس روز) وہ تم کو تمہارے عمل جو تم کرتے رہتے ہو (ایک ایک کرکے) بتائے گا۔ (سورہ الانعام آیت 60)

۳۔اور ہر ایک فرقے کے لئے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ آجاتا ہے تو نہ تو ایک گھڑی دیر کرتے ہیں نہ جلدی۔

(سورہ الاعراف آیت 34)

۴۔اور کاش تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے (ہیں اور کہتے) ہیں کہ (اب) عذابِ آتش (کا مزہ) چکھو۔ یہ ان (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور یہ (جان رکھو) کہ خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

(سورہ الانفال آیات 51-50)

۵۔خدا لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو مرے نہیں (ان کی روحیں) سوتے میں (قبض کر لیتا ہے) پھر جن پر موت کا حکم کر چکتا ہے ان کو روک رکھتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے جو

Marfat.com

لوگ فکر کرتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

(سورہ الزمر آیت 42)

☆موت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے یہ احکام وفرامین ایک ایسی اٹل حقیقت کی طرف انسان کی رہنمائی کرتے ہیں جس سے مفر ممکن نہیں۔ ہر شے جو اس جہان فانی میں پیدا کی گئی ہے اس کے لئے فنا یعنی موت لازم ہے۔ بقا کے لئے دوسرا جہان ہے جہاں انسان اور دوسری مخلوقات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اچھے یا برے ٹھکانے میں رہنا ہے۔

دنیا میں مومن مرے تو اس کے لئے موت آسان بھی ہے اور اس کی اذیت کا احساس بھی کم از کم ہے جبکہ کافروں اور مشرکوں کے لئے موت کا وقت ایسا تکلیف دہ اور خوفناک ہوتا ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں صرف ایک ہلکی سی مثال دے کر اشارہ کیا ہے کہ فرشتے ان کی جان قبض کرتے وقت ان کی پیٹھوں اور مونہوں پر کوڑے اور ہتھوڑے مار مار کر ان کے جسموں سے روحیں نکالتے ہیں۔ اس اذیت دہ وقت سے ایک کافر اور مشرک یا منافق ہی واقف ہوسکتا ہے۔ کسی مسلمان کے لئے تو اس کا تصور ہی سوہان روح ہے۔

مومن کے لئے موت اللہ سے ملاقات کا سامان ہے۔ اس کا دل دنیا میں ویسے بھی اس حد تک ہی لگتا ہے جیسے وہ کسی سرائے میں آ کر ٹھہر گیا ہے اور اسے آج یا کل وہاں سے آگے یعنی دوسرے جہان کی طرف سفر کرنا ہی ہے۔ جبکہ کافر' مشرک یا منافق کے لئے یہ فانی دنیا ہی سب کچھ ہوتی ہے۔ جب اس کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کی روح بدن کا پنجرہ یا گھر چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کتے کو اس کے مالک سے جدا کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ مر جانے کی حد تک مدافعت کرتا ہے۔ کسی قیمت پر اپنی وفاداری سے روگردانی نہیں کرتا اور جان تو دے دیتا ہے' اپنے مالک یا اس کے گھر کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتا۔ ایسی ہی حالت مرتے وقت کافر' مشرک اور منافق کی ہوتی ہے۔ یہ دنیا اس کے لئے مالک کی حیثیت رکھتی ہے جس کا وہ ایک وفادار کتے کی مانند ساری زندگی ساتھ نبھاتا ہے۔ موت آتی ہے تو اس کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ آسانی کے ساتھ اس دنیا کا ساتھ چھوڑ دے۔ اس کی روح

Marfat.com

' بدن یعنی دنیا کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ تب فرشتے اسے کوڑے اور ہتھوڑے مار مار کر اس کی روح بدن سے نکالتے ہیں اور اس مار اور دنیا نہ چھوڑنے کی کشمکش ایک ایسی اذیت کو جنم دیتی ہے جس کے بارے میں ایک مومن کے لئے سوچنا بھی عذاب سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ساری صورتحال میں نہ تو مرنے والے سے زیادتی کرتا ہے نہ ظلم۔ یہ تو مرنے والے کے اعمال کی وہ سزا ہے جس کی ابھی ابتدا ہوئی ہے۔ جہنم اور آخرت کے دیگر عذاب تو ابھی باقی ہیں۔ دنیا کو مستقل ٹھکانہ سمجھ کر اس میں دل لگا لینے والوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ دنیا ایک مسافر خانہ ہے۔ اس کرائے کے مکان میں ان کا پڑاؤ عارضی ہے۔ جب کرایہ (یعنی مقررہ عمر کا عرصہ) پورا ہو جائے گا تو انہیں یہ مکان خالی کر کے اگلے جہان جانا ہی ہے۔ اب جو کرائے کے مکان کو خالی نہیں کرے گا' ظاہر ہے سرکاری کارندے اس سے زبردستی مکان خالی کرائیں گے۔ اس صورتحال میں وہ کوڑے اور ہتھوڑے برسانے کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ اس بدترین سلوک کے مستحق مشرک اور کافر ہیں۔ ان کے برعکس مومن اپنا سامان آخرت اعمال صالح کی صورت میں آگے پہنچا چکے ہوتے ہیں۔ انہیں علم ہوتا ہے کہ مرنا برحق ہے۔ اس سے انکار یا بچاؤ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے وہ حتی الامکان سہولت کے ساتھ موت کو گلے لگا لیتے ہیں اور اللہ کے حضور اپنی اچھی بری زندگی کا اعمال نامہ لے کر اس کی رحمت و شفقت کی امید سینے سے لگائے حاضر ہو جاتے ہیں۔

موت و حیات دینے والا اللہ ہی ہے

۱۔ اور ہم ہی حیات بخشتے اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہم ہی (سب کے وارث) مالک ہیں- اور جو لوگ تم میں پہلے گزر چکے ہیں ہم کو معلوم ہیں اور جو پیچھے آنے والے ہیں وہ بھی ہم کو معلوم ہیں- اور تمہارا پروردگار (قیامت کے دن) ان سب کو جمع کرے گا۔ وہ بڑا دانا (اور) خبردار ہے۔

(سورہ الحجر آیات 25-23)

۲۔ اور اگر خدا لوگوں کو ان کے ظلم کے سبب پکڑنے لگے تو ایک بھی جاندار زمین پر نہ چھوڑے لیکن ان کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیے جاتا ہے- جب وہ...

Marfat.com

آ جاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکتے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔
(سورہ النحل آیت 61)

☆موت اور زندگی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ یہ ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے۔ یہ ماننا بھی ہم پر لازم ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ازل سے روزِ حشر سے پہلے تک دنیا میں آنے والے ہر جاندار کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ اس کی قدرت کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ دنیا میں انسان اور دوسری مخلوقات میں ہر طرح کے جاندار شامل ہیں۔ ان میں اگر عادل ہیں تو ظالم بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر وہ لوگوں کے مظالم کی بنا پر دنیا ہی میں گرفت کرنے لگے تو شاید دنیا میں ایک بھی جاندار زندہ نہ رہے۔ سب کا فیصلہ ساتھ کے ساتھ نمٹ جائے لیکن اللہ تعالیٰ جن و انس کو ایک مقررہ وقت (یعنی موت) تک مہلت دے رہا ہے۔ اس مہلت کا ایک مقصود یہ بھی ہے کہ شاید ظالم راہِ راست پر آ جائے۔ اپنے ظلم سے باز آ جائے۔ توبہ کر لے۔ مظلوم کو اس کا حق دے دے۔ اس طرح وہ آخرت میں ہونے والی گرفت میں کمی یا اس کے خاتمے کا سامان پیدا کر سکتا ہے۔ تاہم جو لوگ اللہ کی دی ہوئی اس مہلت سے فائدہ نہیں اٹھاتے' بالآخر ان کا انجام خراب ہوتا ہے۔ کیونکہ موت کا لمحہ آ جانے پر مہلت کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور تب انسان اور جن' سب اپنے انجام سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ اس مقررہ وقت میں ایک سوئی کی نوک برابر بھی آگا پیچھا نہیں ہو سکتا۔ ہاں' اگر وہ قادرِ مطلق چاہے تو ایسا بھی ممکن ہے مگر انسان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ایسا کیوں چاہے گا؟ جب اس نے موت تک انسان کو مہلت دیے رکھی اور انسان نے نصیحت نہ پکڑی تو اب مزید مہلت دینے کا کیا جواز ہے؟ اس لئے اس مہلت کے وقت سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے فیض اٹھانا چاہئے۔ اسی میں ہماری عاقبت بخیر کا راز نہاں ہے۔

مرنے کے بعد زندگی کا حکم

لوگو۔ اگر تم کو (مرنے کے بعد) اٹھنے میں کچھ شک ہو تو ہم نے تم کو (پہلی بھی تو) پیدا کیا تھا (یعنی ابتدا میں) مٹی سے' پھر اس سے نطفہ بنا کر۔ پھر اس

Marfat.com

خون کا لوتھڑا بنا کر۔ پھر اس سے بوٹی بنا کر جس کی بناوٹ کامل بھی ہوتی ہے اور ناقص بھی تا کہ تم پر (اپنی خالقیت) ظاہر کر دیں اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک میعاد مقررہ تک پیٹ میں ٹھہرائے رکھتے ہیں۔ پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔ پھر تم جوانی کو پہنچتے ہو۔ اور بعض (قبل از پیری) مر جاتے ہیں اور بعض (شیخ فانی ہو جاتے اور بڑھاپے کی) نہایت خراب عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں (بہت کچھ) جاننے کے بعد بالکل بے علم ہو جاتے ہیں۔ اور (اے دیکھنے والے) تو دیکھتا ہے (کہ ایک وقت میں) زمین خشک (پڑی ہوتی ہے) پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ شاداب ہو جاتی اور ابھرنے لگتی ہے اور طرح طرح کی بارونق چیزیں اگاتی ہے۔ ان قدرتوں سے ظاہر ہے کہ خدا ہی (قادر مطلق ہے جو) برحق ہے اور یہ کہ وہ مُردوں کو زندہ کر دیتا ہے اور یہ کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ خدا سب لوگوں کو جو قبروں میں ہیں' جلا اٹھائے گا۔

(سورہ الحج آیات 7-5)

☆ کافروں اور مشرکوں کو یہ شک کل بھی فریب میں مبتلا رکھتا تھا اور آج بھی ان کے اذہان اس دھوکے میں مبتلا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں موت کے بعد دوبارہ کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے جب انسان کو عدم سے وجود بخشا' تو اب اس کے لئے اسے دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے؟ مگر یہ کم فہم لوگ اس بات میں غور ہی نہیں کرتے۔ الٹا اسی بات پر بحث کیے جاتے ہیں کہ مرنے کے بعد زندگی کیسے ممکن ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ایسے کج بحثوں کے لئے بڑی آسان مثال بیان فرمائی اور کہا کہ جب ایک بار زمین فصل دے کر مردہ ہو جاتی ہے یعنی اس پر سے فصل کاٹ لی جاتی ہے تو اب وہ بالکل بنجر اور ناکارہ یا مردہ دکھائی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مردہ زمین پر بارش برسا کر اسے دوبارہ زندگی بخش دیتا ہے اور وہ ایک بار پھر نئے سرے سے فصل دینے کے لئے سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ یہی حال مر جانے والوں کا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ کی برکھا سے دوبارہ قیامت کے دن زندہ کرے گا۔ لوگ اس قادرِ مطلق کے حکم پر قبروں سے یوں سر جھاڑتے ہوئے زندہ ہو کر نکلیں گے جیسے مردہ زمین

Marfat.com

پر بارش ہونے پر بالیاں نئے سرے سے لہراتی ہوئی نمودار ہو جاتی ہیں۔تب ان منکرین حیات بعد الممات کو یقین آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہوا ایک ایک لفظ سچ تھا۔

موت کے بعد زندگی کا انکار کیوں؟

۱۔(خدا کو) تمہارا پیدا کرنا اور جلا اٹھانا ایک شخص (کے پیدا کرنے اور جلا اٹھانے) کی طرح ہے۔ بے شک خدا سننے والا ہے' دیکھنے والا ہے۔

(سورہ لقمان آیت 28)

۲۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں صرف پہلی دفعہ (یعنی ایک بار) مرنا ہے اور (پھر) اٹھنا نہیں۔ پس اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو (زندہ کر) لاؤ۔ بھلا یہ اچھے ہیں یا تبع کی قوم۔ اور وہ لوگ جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ہم نے ان (سب) کو ہلاک کر دیا۔ بے شک وہ گنہگار تھے۔

(سورہ الدخان آیات 37-34)

۳۔اور کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے کہ (یہیں) مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں تو زمانہ مار دیتا ہے۔ اور ان کو اس کا کچھ علم نہیں۔صرف ظن سے کام لیتے ہیں۔ اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کی یہی حجت ہوتی ہے کہ اگر سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو (زندہ کر) لاؤ۔ کہہ دو کہ خدا ہی تم کو جان بخشتا ہے پھر (وہی) تم کو موت دیتا ہے۔ پھر قیامت کے روز جس (کے آنے) میں کچھ شک نہیں تم کو جمع کرے گا' لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

(سورہ الجاثیہ آیات 26-24)

☆ مندرجہ بالا آیات میں حیات بعد الممات کے منکروں کے مسلسل انکار کی ایک ٹھوس وجہ بیان کی گئی ہے۔اور وہ یہ کہ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو اس بات پر یقین ہی نہیں ہے کہ انہیں مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ بس مر گئے تو قصہ ختم۔اب کوئی اگلا جہان نہیں۔کوئی پوچھ گچھ نہیں۔کوئی جزا و سزا نہیں۔بس مرے اور سب کچھ ساتھ ہی نابود ہو گیا۔اگر انہیں یہ یقین ہو کہ مرنے کے بعد ایک اور جہان بھی ہے جہاں انہیں اللہ کے سامنے پیش ہو کر اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہے تو یہ کبھی مرنے کے بعد جی اٹھنے کا انکار نہ کریں۔انہیں اس بے یقینی نے

Marfat.com

نے بے خوف کر رکھا ہے اور یہ اسی پر تے پر خوفِ خدا سے بے نیاز ہو کر حیات بعد الممات کا انکار کرتے اور اپنے اعمال میں ظلم و جور کو روا رکھتے ہیں۔

اسی بے یقینی کے باعث یہ منکرینِ قیامت' نبی کریم ﷺ کے خوفِ قیامت دلانے پر ان سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر واقعی ایسا ہونے والا ہے تو ہمارے باپ دادا جو صدیوں پہلے مر چکے ہیں' انہیں زندہ کر کے دکھاؤ۔ تب ہم مان لیں گے کہ مرنے کے بعد جی اٹھنے کی کوئی حقیقت ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ ہاں' ایسا ہوگا مگر اپنے وقت پر یعنی قیامت کے دن۔ اللہ تعالیٰ کو ساری مخلوق کا دوبارہ زندہ کر دینا ایسا ہی ہے جیسے وہ کسی ایک مرنے والے کو دوبارہ زندہ کر دے مگر وہ محض ان لوگوں کے اطمینان کے لئے اپنے اصول اور فطرت کو کیوں بدل دے؟ جب اس کا فرمان ہے کہ ایسا قیامت کے دن ہوگا تو بس' ایسا قیامت کے دن ہی ہوگا۔ اب جسے اللہ کی بات پر یقین ہے وہ تو مومن ہوا اور جسے اس سے انکار ہے وہ منکروں' مشرکوں اور کافروں کی صف میں جا شامل ہوا۔ ان کا فیصلہ اب قیامت کے دن ہی ہوگا جب اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ زندہ کرے گا تب انہیں یقین آ جائے گا کہ اللہ کا فرمان سچ اور ان کا وہم جھوٹا اور کج بحثی غلط تھی۔

موت اور زندگی کیوں پیدا کی گئی؟

ا۔ کافر کہنے لگے کہ یہ تو (بڑی) عجیب بات ہے۔ بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے (تو پھر زندہ ہوں گے؟) یہ زندہ ہونا (عقل سے) بعید ہے۔ ان کے جسموں کو زمین جتنا (کھا کھا کر) کم کرتی جاتی ہے ہم کو معلوم ہے۔ اور ہمارے پاس تحریری یادداشت بھی ہے۔ بلکہ (عجیب بات یہ ہے کہ) جب ان کے پاس (دین) حق آ پہنچا تو انہوں نے اس کو جھوٹ سمجھا۔ سو یہ ایک الجھی ہوئی بات میں (پڑ رہے) ہیں۔ کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ یہ ازسرِنو پیدا کرنے میں شک میں (پڑے ہوئے) ہیں۔ (سورہ ق آیات 15` 2-5)

۲۔ جو لوگ کافر ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ وہ (دوبارہ) ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔ کہہ دو کہ ہاں ہاں میرے پروردگار کی قسم۔ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر جو کام تم

Marfat.com

کرتے رہے ہو وہ تمہیں بتائے جائیں گے۔ اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے۔
(سورہ التغابن آیت 7)

۳۔ اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے۔ اور وہ زبردست (اور) بخشنے والا ہے۔
(سورہ الملک آیت 2)

☆ ان آیات کے ماحصل میں اللہ تعالیٰ انسانوں کو اس بات سے آگاہ کر رہا ہے کہ اس نے زندگی کے ساتھ موت کو کیوں پیدا کیا؟ پھر دوبارہ زندہ کرنے میں اس کی کیا حکمت پوشیدہ ہے؟

کفار و مشرکین کا یہ وہم کہ اللہ انہیں مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا اور کیوں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس لئے پیدا فرمایا کہ انہیں آزمائے۔ یہ دیکھے کہ ان میں سے کون اس کے احکام پر چلتا ہے اور کون روگردانی کرتا ہے؟ کون اس پر ایمان لاتا ہے اور کون انکار کا مرتکب ہوتا ہے؟ کون اعمال خیر پر کاربند رہتا ہے اور کون نافرمانی کا طوق گلے میں ڈالتا ہے؟ پھر جب یہ سب کچھ ہو چکے گا تو کون یہ یقین رکھے گا کہ اسے کبھی بھی، کسی وقت بھی، کہیں بھی موت آ سکتی ہے اور اس کے بعد اسے ایک دن دوبارہ زندہ ہو کر اپنے خالق و مالک کے حضور پیش ہو کر اپنے اچھے برے اعمال کا حساب بھی دینا ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ کون اس کی رحمت و بخشش کی امید اور اس پر یقین رکھے گا اور کون اس سے بھی لاپرواہ رہے گا؟

ان سب باتوں کے مثبت پہلو پر وہی یقین رکھتا ہو گا جس کا مرنے کے بعد زندگی پر ایمان ہو گا اور جو حیات بعد الممات کا ہی منکر ہے اسے ان باتوں سے کیا سروکار؟ زندگی اور موت کے برحق ہونے کا یقین اس بات کا مرہون منت بھی ہے کہ انسان مرنے کے بعد کی زندگی اور اپنے بارے میں سزا و جزا کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بخشش پر بھی ایمان رکھتا ہو۔ تبھی اسے حیات بعد الممات کا راز سمجھ میں آئے گا اور وہ منکروں کی صف سے نکل کر ایقان والوں کے گروہ میں شامل ہو سکے گا۔ اور ایمان و ایقان والے ہی تو کامیاب و کامران ہوں گے۔ انشاء اللہ و بجاہ سید المرسلین ﷺ

Marfat.com

مومنین کے لئے شاندار صلہ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے رہے ان کو ان کے کاموں کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ (سورہ البقرہ آیت 277)

☆ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے قیامت کے دن جس جزا سے نوازے جائیں گے اس میں انہیں ان کی خلوص نیت سے ادا کی گئی نمازوں اور زکوۃ کی ادائیگی کے ثواب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو شاندار صلہ عطا ہوگا وہ یہ ہوگا کہ اس افراتفری کے عالم اور غمزدہ کر دینے والے دن جب ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی ایسے خوش بخت لوگ نہ تو کسی خوف میں مبتلا ہوں گے نہ ان پر غم کی کوئی کیفیت طاری ہو گی۔ خوف سے نجات و امان کی وجہ تو یہ ہوگی کہ دنیا میں وہ خوف الٰہی سے لرزاں و ترساں رہے ہوں گے۔ اللہ کے ڈر سے گناہوں سے بچتے رہے ہوں گے۔ اور غم سے انہیں اس لئے کوئی علاقہ نہ ہوگا کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ نے شاندار صلے سے نوازنے کے لئے منتخب کر لیا تو اب غم کیسا اور ملال کیسا؟ اب تو دنیا میں جھیلی ہوئی مصیبتوں کے بدلے جنت اور اس کی نعمتوں سے حظ اٹھانے کا وقت ہوگا جن کے دروازے اللہ نے ان کے لئے کھول دیے ہوں گے۔

مومن اہل کتاب کا کہا ہرگز نہ مانیں

مومنو! اگر تم اہل کتاب کے کسی فریق کا کہا مان لو گے تو وہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں گے۔ (سورہ آل عمران آیت 100)

Marfat.com

☆ اسلام دین فطرت ہے۔ اس میں کوئی شک ہے نہ شبہ۔ اس کے ہر حکم میں انسانی فطرت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مذکورہ بالا آیت اس بات کا کھلا ثبوت ہے۔ مسلمانوں کو جب آخری کتاب ہدایت یعنی قرآن حکیم عطا کر دی گئی۔ آخری نبی جناب رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میں ہونے کا شرف دے دیا گیا تو اب انہیں کسی بھی پہلی شریعت یا اس کے پیروکاروں کی بات سننے یا اسے ماننے کا سوچنا بھی نہیں چاہیے۔ اس کا نقصان کیا ہے؟ مذکورہ بالا آیت میں اس کا واضح ذکر موجود ہے۔ کہا گیا کہ اگر مسلمان ہونے کے بعد کسی اہل کتاب (عیسائی یا یہودی) کی کسی بات پر دھیان دے کر تم اس کی دلیلوں کی لپیٹ میں آ گئے تو وہ تمہیں قائل کر کے دوبارہ مسلمان سے کافر بھی بنا سکتا ہے۔

یہاں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے؟

یہ بالکل ممکن ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آج کے پُر آشوب دور میں افلاس اور غربت کے مارے ہوئے، کم علمی کے شکار، اپنے دین سے کماحقہٗ واقفیت نہ رکھنے والے کئی مسلمان اپنا دین سلیم چھوڑ کر عیسائیت، ہندومت اور مرزائیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ یہی وہ خوفناک مرحلہ ہے جس کے بارے میں اس آیت میں ہمیں آگاہ کیا گیا۔ اپنے دین پر استقامت اختیار کرنے والے اس فتنے سے اسی وقت محفوظ رہ سکتے ہیں جب انہیں ایک تو غربت ڈانواں ڈول نہ کرے۔ دوسرے وہ اپنے دین کے بارے میں کم از کم اتنی معلومات رکھتے ہوں جو انہیں کسی عیسائی، یہودی، ہندو یا مرزائی کے چنگل میں پھنسنے سے بچا سکے۔ تیسرے یہ کہ عام مسلمان کسی غیر مذہب کے عام یا خاص آدمی، عورت یا مبلغ کی چکنی چپڑی باتوں اور امداد کے نام پر دیا جانے والا زہر قبول نہ کرے۔ جب ہم کسی غیر مذہب والے کی بات سنیں گے ہی نہیں تو اس کے شر سے بچنے کے مواقع زیادہ قوی ہو جاتے ہیں۔ ہمیں تو صرف یہ سوچنا چاہیے کہ جب ہمارا دین ایک مکمل دین ہے تو ہمیں دوسرے ادیان کے مطالعے، ان کے پیروکاروں کی سننے یا ان کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ جو لوگ ایسا کرتے ہیں یقین کیجیے وہی اپنے دین کے بارے میں تشکیک اور ادھیڑ بن کا شکار ہوتے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے غیر اسلام لوگوں کی طرف نگاہ غلط انداز سے بھی

Marfat.com

نہیں دیکھتے' انہی کا ایمان سلامت با کرامت رہتا ہے۔ یہی ہمیں بھی کرنا چاہئے کہ اسی میں ہماری عاقبت کی حفاظت مضمر ہے۔ ہاں' علماء اور تحقیق سے تعلق رکھنے والے خواتین وحضرات کا مسئلہ دوسرا ہے کہ ان کے لئے غیر مسلموں کے اعتراضات کا جواب دینے اور بحث مباحثوں میں حصہ لینے کے لئے دوسرے ادیان کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو اپنے دین کا دفاع کرنے سے معذور رہیں گے۔ اس لئے ان کے لئے لازم ہے کہ وہ دوسرے ادیان کی نئی پرانی اختراعوں سے واقف رہیں تاکہ اسلام میں رخنہ اندازی کی غیر مسلم قوموں کی طرف سے کی جانے والی کوششوں کا رد کرنا ان کے لئے آسان ہو۔ تاہم ایک عام مسلمان کے لئے ایسے اقدامات سے پرہیز ہی بہتر ہے کیونکہ اس کا علم ایسا پختہ اور مکمل نہیں ہوتا کہ وہ یہود و ہنود و نصاریٰ کے چھل کپٹ اور بظاہر خوش کن ہتھکنڈوں اور بباطن اسلام سے دور لے جانے والی ترغیبات سے بچ سکیں۔

مومن اور (اللہ کی) ہدایت کی رسی

اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔ اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے کہ خدا نے تم کو اس سے بچالیا - اس طرح خدا تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

(سورہ آل عمران آیت 103)

☆ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلا جو عالی شان کام کیا وہ یہ تھا کہ مکہ سے مدینہ آنے والے مہاجرین اور مدینہ شریف کے مقامی اصحاب میں مواخات قائم کر کے انہیں باہم بھائی بھائی بنا دیا۔ اس مواخات کے جو دور رس نتائج مرتب ہوئے ان کا بیان ایک الگ کتاب کا متقاضی ہے تاہم اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی سے مسلمان مہاجرین و انصار میں جن چند خاص خاص' بے مثال اور دائمی خیر کی حامل نیکیوں نے جنم لیا ان کا ذکر بیحد ایمان افروز ہے:

Marfat.com

نبی رحمت ﷺ نے ایک مہاجر اور ایک انصاری کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ اس حکمِ الٰہی کی تکمیل کو مؤاخات کا نام دیا اور ہر انصاری سے ارشاد فرمایا کہ اپنے مہاجر بھائی کو ساتھ لے جاؤ اور اس کے ساتھ وہ سلوک کرو جو تم اپنے سگے بھائی کے ساتھ ایسی حالت میں کرتے۔

انصار نے نبی کریم ﷺ کے فرمان کو حرزِ جاں بنا لیا۔ پھر حسن سلوک کی ایک ایسی دنیا نے جنم لیا جس کے بارے میں انسانی تاریخ پہلے یا اس کے بعد اپنے دامن میں کوئی مثال نہیں رکھتی۔

انصار نے اپنے اموال و جائداد کے دو برابر حصے کئے اور مہاجر بھائیوں کی خدمت میں پیش کر دیے کہ جو حصہ پسند ہو' قبول کر لیں۔

اپنے مکانوں کے دو حصے کئے اور ایک ایک (بہتر) حصہ مہاجر بھائیوں کے لئے پیش کر دیا کہ اس میں خود تنہا یا کنبے سمیت رہائش اختیار کریں۔

جن کے اپنے کاروبار تھے انہوں نے مہاجر بھائیوں کو اپنے اپنے کاروبار میں برابر کا حصہ دار بنا لیا۔

اس کے بعد چشمِ وقت نے ایک ایسا نادر الشال واقعہ دیکھا جس نے اسے انگشتِ تحیر دانتوں میں دبا لینے پر مجبور کر دیا۔

جن انصاریوں کی ایک سے زائد بیویاں تھیں انہوں نے پیشکش کی کہ وہ اپنی ایک ایک بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں تاکہ اس مطلقہ بیوی سے مہاجر بھائی شادی کر کے اپنا گھر بسا سکے۔ اور اس طلاق کے لئے وہ بیوی منتخب کی جو سب سے پیاری تھی۔

ایثار و محبت کا یہ آخری نذرانہ مہاجرین سہہ نہ پائے۔ انہوں نے اشکبار آنکھوں سے اپنے انصاری بھائیوں کو سینے سے لگا لیا۔ ان کے ماتھے چومے۔ ان کے ہاتھوں کو بوسے دیے اور شکریے کے ساتھ اس اقدام سے باز رہنے کی درخواست کی۔

نبی کریم ﷺ کو جب انصار کے اس حسن سلوک کا علم ہوا تو آپ کی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔ محبت اور قربانی کے اس جذبے پر آپ ﷺ نے انصار کے لئے بہترین دعاؤں کے خزانے لٹائے اور اللہ کا یہ فرمان اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک اٹھا کہ اس نے انصار کے دل میں اپنی مہربانی سے مہاجرین کی محبت ڈال دی

Marfat.com

تاکہ وہ سب آپس میں بھائی بھائی ہو جائیں۔

اس بے مثال موقع کی یاد دلاتے ہوئے یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے اس احسان کو یاد کرو جو میں نے تم پر مؤاخات کی صورت میں کیا اور اس یاد کو ہمیشہ تازہ رکھنے کے لئے حکم ہوا کہ ''اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور باہم تفرقہ نہ ڈالو۔''

تفرقہ کیا ہے؟

ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو آج ہر گھر، ہر محلہ، ہر شہر اور آخرکار ملک تفرقہ کا شکار دکھائی دیتا ہے۔ اس کے بعد امتِ مسلمہ کی باری آتی ہے تو تفرقہ کا مطلب کھل کر سمجھ میں آجاتا ہے۔

ہمارا معبود ایک ہے۔ دین ایک ہے۔ رسول ﷺ ایک ہے ..... مگر ہم نے اس دین میں اپنی اپنی مرضی کی مسجدیں بنا کر ان میں اپنے اپنے عقائد رائج کر لئے ہیں۔ بیشمار فرقے جنم لے چکے ہیں اور ہر فرقے کا اپنا مسلک ہے۔ اسلام کسی بھی فرقے کے ماتھے پر لکھا نظر آتا ہے مگر اس کے نیچے ذیلی سرخی کے طور پر مقلد اور غیر مقلد، وہابی، دیوبندی، بریلوی اور دیگر ان گنت سلسلے براجمان ہیں جن کا اسلام میں کہیں کوئی ذکر ہے نہ جگہ۔ ہمارا اللہ، ہمارا معبود ایک ہے مگر ہر فرقہ اسے اپنے نقطہ نظر سے دیکھتا اور دوسرے کو دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ ہمارا رسول ﷺ، ہمارا ہادی ﷺ ہمارا شافع ﷺ ایک ہے مگر ہم اپنے آقا ﷺ کے بارے میں ایسے فروعی مسئلوں میں الجھے ہوئے ہیں جن کا انجام اور اختتام ایک دوسرے کو جہنمی اور کافر کہنے پر ہوتا ہے۔

آج ہم تفرقہ بازی میں الجھ کر صرف یہی نہیں کر رہے کہ ہماری زبانیں ایک دوسرے کو کافر، مشرک اور دوزخی کہتے کہتے نہیں تھکتیں، بلکہ اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہو رہا ہے کہ بین الاقوامی سطح پر بھی ہم من حیث الامت ایک نہیں رہے۔ مسلمان ہوتے ہوئے بھی اسی تفرقہ پرستی کے باعث ہم ہنود و یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے ہیں۔ وہ ہمیں اپنے مقاصد و مفادات کے لئے ہر اس طریقے سے استعمال کر رہے ہیں جو اسلام کی جڑیں کاٹنے کے لئے مفید ہے۔

Marfat.com

ایک ہاتھ کی پانچ انگلیاں اگر ایک ایک کر کے توڑی جائیں تو پانچوں ٹوٹ جائیں گی لیکن اگر انہی انگلیوں کا گھونسہ بنا کر دشمنانِ اسلام کے منہ پر رسید کیا جائے تو ان کے دانت توڑے جا سکتے ہیں۔ ہم فرقہ بازی میں الجھ کر اپنی انگلیاں خود بھی توڑ رہے ہیں اور اپنے بھائیوں کی انگلیاں دوسروں سے بھی تڑوا رہے ہیں۔ ان انگلیوں کو اکٹھا کر کے دشمنانِ اسلام کے لئے تازیانہ عبرت بنانے کی کوئی کوشش تب تک کامیاب نہیں ہو سکے گی جب تک ہم فروعی اختلافات بھلا کر آپس میں ایک پلیٹ فارم پر متحد نہیں ہو جاتے اور یہ تبھی ممکن ہے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اس کی ہدایت کی رسی' اس کے احکامات یعنی قرآن حکیم کو مضبوطی سے تھام نہیں لیتے۔

نیکی کی طرف بلانے والی جماعتِ مومنین

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے اختلافات کرنے لگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہوگا۔ جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ۔ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو۔ اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور خدا اہل عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ (سورہ آل عمران آیات 104-108)

☆ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے ایک ایسی جماعت قائم رکھی جو لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دیتی رہی۔ انہیں اچھا برا سمجھاتی رہی۔ دنیا اور آخرت کے عذاب و ثواب سے آگاہ کرتی رہی۔

جب تک انبیا کی آمد جاری رہی' یہ کام انہی کے سپرد رہا لیکن ہمارے نبی' ختم الرسل' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد بابِ نبوت بند ہوگیا تو یہ

Marfat.com

کام امتِ محمدی ﷺ کے ہر چھوٹے بڑے کے ذمے لگا دیا گیا کہ وہ ہر دور میں لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف بلاتے رہیں۔ یہ لوگ اکیلے ہوں یا جماعت کی صورت' ان کا فرض انہیں ہر دم مصروفِ دعوت رکھتا ہے اور یہ کام ابد تک ایسے ہی جاری رہے گا۔ ہم میں سے ہر ایک پر فرض ہے کہ ہم دعوت و تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ جس سطح پر بھی ہم یہ فریضہ انجام دے سکیں' ضرور سرانجام دیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہم کسی کو دین کی ایک بات بتا سکتے ہیں تو ایک ہی بات بتانا ہمارے فرض کی ادائیگی میں شامل ہے اور اگر ہم ایک جماعت کے ساتھ مل کر یہ فرض ادا کرتے ہوئے اجتماعی طریقے سے لوگوں کے ایمان وقبلہ کو درست کر سکتے ہیں تو اس سطح پر یہ فرض ہماری توجہ اور کوشش کا متقاضی ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ادائیگی کا یہ کام نہ تو آسان ہے اور نہ ایسا مختصر کہ اس میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے مگر انہی مشکلات کا سامنا کرنا آخرت میں ہمیں اس ثواب کا مستحق بنا دینے والا ہے جس کا وعدہ مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔

یہاں بھی اللہ تعالیٰ ہمیں تفرقہ پرستی سے باز رہنے کی تاکید کرتے ہوئے فرما رہا ہے کہ ہمیں ایسے لوگوں میں سے نہیں ہو جانا چاہئے جو دنیا میں تو چند روزہ فائدہ حاصل کرلیں گے لیکن آخرت میں صرف خسارہ ان کا مقدر ہے۔

اب اتنی صاف صاف تشریح کے بعد بھی اگر کوئی اپنی کوتاہیوں' غفلتوں اور دعوت الی اللہ کے کام سے چشم پوشی کو مقدر کا لکھا یا اللہ کی مرضی کہہ کر سارا الزام اپنے سر سے ٹال دینا چاہے تو اس کے لئے اللہ نے فرما دیا کہ وہ کسی پر ظلم نہیں کرنا چاہتا اور نہ کرتا ہے۔ اگر اللہ ہمیں سارے اچھے برے سے آگاہ کیے بغیر سزا و جزا کا فیصلہ کرتا تب ہم ایسی بیہودہ بات کرتے تو شاید اس کا کوئی جواز پیدا ہوتا مگر یہاں تو ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے انعامات وعذابات سے آگاہ کر رہا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے اس فرض دینی سے کماحقہٗ عہدہ برآ ہونے میں کسی بہانہ بازی یا حیلہ جوئی سے کام نہیں لینا چاہئے تاکہ ہم اللہ کے انعام کے مستحق ہوسکیں نہ کہ اس کے عذاب کے۔

Marfat.com

مومن کو مرتد کر دینے والے کافر

مومنو! اگر تم کافروں کا کہا مان لوگے تو وہ تم کو الٹے پاؤں پھیر (کر مرتد کر) دیں گے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ (یہ تمہارے مددگار نہیں ہیں) بلکہ خدا تمہارا مددگار ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے۔ ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھا دیں گے کیونکہ یہ (کافر) خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اس نے کوئی بھی دلیل نازل نہیں کی۔ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وہ ظالموں کا بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ (سورہ آل عمران آیت 151-150)

☆ یہاں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ ہمیں اس خطرے سے آگاہ فرما رہا ہے کہ اگر ہم کافروں اور مشرکوں کی بات مان کر اس پر غور وفکر شروع کر دیں گے تو وہ ہمیں اسلام سے پھیر کر دوبارہ اپنے ساتھ ملاتے ہوئے مرتد بنا دیں گے۔ اس لئے دنیوی واخروی خسارے سے بچنے کے لئے ہمیں ان کی کسی بات' کسی امداد کو قبول نہیں کرنا چاہئے اور صرف اللہ سے یہ سمجھ کر مدد مانگنا چاہئے کہ سب سے بڑا اور واحد مددگار صرف اور صرف اللہ ہے۔

آج ہو یہ رہا ہے کہ غیر اسلامی اور اسلام دشمن قوتیں ہمیں مختلف طریقوں اور انداز سے گھیر گھار کر اسلام سے برگشتہ کر رہی ہیں۔ اس فانی دنیا کی چند روزہ زندگی میں پیش آنے والی مشکلات' سختیوں اور مصائب سے ڈرا کر کبھی ان کے مشنری والے ہمارے کمزور ایمان کے حامل بہن بھائیوں کو ترکِ دین کا مجرم بنا دیتے ہیں تو کبھی ان مشرکوں کی امداد پر پلنے والی این جی اوز انسانی حقوق کے خوش کن نعروں کی آڑ میں ان فرزندانِ توحید کے ایمانوں پر شب خون مارنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں' جو عارضی پریشانیوں سے گھبرا کر سچے اللہ کے علاوہ دوسرے جھوٹے مددگاروں کی طرف مائل ہونے میں ایک پل کی دیر نہیں لگاتے۔ اور ایسے کسی بھی مسلمان کی سزا اسلام نے صرف اور صرف قتل رکھی ہے جو اسلام سے روگردانی کر کے دوبارہ کفر کے دامن سے جا وابستہ ہوتا ہے۔ تعزیراتِ اسلام میں ارتداد کی اِس سے کم سزا کا تصور ہی نہیں ہے۔ ساتھ ہی وہ آخرت میں جہنم کے انتہائی سنگین طبقات میں جا گرے کے عذاب کا

Marfat.com

الگ سزاوار ہو جاتا ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کا ایماندار ہونا نافع ہے نہ کسی کا' کافر و مشرک ہونا ضرر رساں۔ وہ پاک ذات ایک ہے۔ تنہا ہے۔ بے نیاز ہے۔ اسے کسی سے نہ کوئی حمایت درکار ہے نہ کسی کی مخالفت ہی اس کا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔ ہم اس کے احکام پر عمل پیرا ہو کر اپنا ہی کچھ سنوارتے ہیں۔ اس کے احکام سے روگرداں ہو کر اس کا کچھ نہیں بگاڑتے۔ وہ تو ہمیں اپنے احکامات سے آگاہ کر کے ہمیں اس دنیا اور دوسری دنیا کی خرابیوں اور سزاؤں سے بچ جانے کی راہیں دکھاتا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اس بات کا تو ہمیں علم ہی نہیں تھا ورنہ ہم یوں کر لیتے اور ووں کر لیتے۔ جتنی وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام بیان فرمائے ہیں' اس کے باوجود کچھ کج بحث لوگ کہہ سکتے ہیں کہ انسانی زندگی کے تمام مسائل کا احاطہ قرآنِ حکیم میں نہیں کیا گیا۔ حالانکہ یہ بات سرے سے ہی غلط ہے۔ قرآنِ حکیم میں ہر حیاتِ انسانی کی تمام جہات کے بارے میں احکامات موجود ہیں تاہم اللہ نے ان اعتراض برائے اعتراض کرنے والوں کے لئے ان کے اس بہانے کے جواب میں یہ فرما دیا کہ جن مسائل کے بارے میں قرآنِ حکیم میں وضاحت نہ ملے ان کے لئے احادیثِ نبوی ﷺ سے رجوع کیا جائے۔ اور یہ طے ہے کہ احادیثِ نبوی ﷺ میں انسانی زندگی کے آخری پرت تک کے بارے میں ایک ایک صراحت موجود ہے۔ اب دینِ اسلام میں رخنہ اندازی کے لئے نہ تو کفار و مشرکین کو کوئی راہ ہاتھ لگ سکتی ہے نہ ان کے بہکائے ہوئے مسلمانوں کو۔ اس لئے ارتداد کی طرف رجوع کرنے والوں کو یہ سوچ لینا چاہئے کہ جس خسارے سے وہ دوچار ہونے جا رہے ہیں اس کا تدارک دونوں جہانوں میں ممکن نہیں ہے۔

مومن کس کی اطاعت کریں؟

مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی - اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو جائے تو اگر خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسولؐ (کے حکم) کی طرف

Marfat.com

رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔

(سورہ النساء آیت 59)

☆ اللہ تعالیٰ نے زندگی ایک نظم و ضبط' قاعدے اور قانون کے تحت گزارنے کے لئے بیشمار آسان اور قابل عمل احکامات بیان فرمائے ہیں۔ ان سب کا نچوڑ اس آیتِ بالا میں موجود ہے۔

دیکھئے۔ اگر کسی گھر میں سات افراد کا کنبہ رہتا ہو اور سب کے سب اپنی اپنی مرضی سے شب و روز گزار رہے ہوں۔ نہ کسی بڑے کا چھوٹے پر رعب ہو نہ کوئی چھوٹا' بڑے کی عزت کرتا ہو۔ نہ ذرائع آمدن کا پتہ ہو نہ خرچ اور بچت کا کوئی طریقہ وضع کیا گیا ہو۔ کس کا کیا حق ہے اور کس کا کیا فرض؟ اس بارے میں بھی سب نابلد ہوں یا جان بوجھ کر اس سے لاپرواہ رہتے ہوں۔ رشتوں کے تقدس کا کسی کو احساس ہو نہ دین کے نام پر کسی کو دنیا و آخرت سے وابستگی ہو' تو ذرا سوچئے کہ اس کنبے کا کیا حال ہو گا؟ وہ گھر' گھر نہیں' چڑیا گھر ہو گا' جہاں ہر جانور اپنی بولی بولنے اور شور مچانے میں آزاد ہوتا ہے۔ ایسے گھر میں کسی سے اس کے کسی جرم یا غلطی پر کوئی پوچھ گچھ کرنے والا نہیں ہو گا۔ ہر شخص اپنے قول و فعل میں بے راہروی کی حد تک آزاد ہو گا۔ اس صورتحال میں اس گھر کا نظام ایک دن بھی ڈھنگ سے چل جائے' یہ ناممکن ہے۔ افراتفری' لڑائی جھگڑے' شور شرابے' سر پھٹول' گالی گلوچ' بدتمیزی اور بے حیائی کے علاوہ وہاں کیا ملے گا؟ کچھ بھی نہیں۔

یہ تو حال ہے اس گھر اور کنبے کا جہاں کا کوئی سربراہ نہیں' جہاں کسی نظم و ضبط کا گزر نہیں' کسی بات پر کوئی قدغن نہیں۔ اس کے مقابلے میں اس گھر کا نقشہ تصور میں لائیے' جہاں بیس افراد مل جل کر رہتے ہیں اور سب کے سب ایک قواعد و ضوابط سے مربوط نظام کے تابع ہیں۔ وہ وقت پر اٹھتے ہیں' اپنے دین کے احکامات بجا لاتے ہیں' روزی روزگار پر نکلتے ہیں' ان کی خواتین گھر داری سنبھالتی ہیں' واپس آتے ہیں تو ان کا استقبال مسکراہٹوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ وہ کوئی غلطی کرتے ہیں تو انہیں سزا کا خوف رہتا ہے۔ کوئی اچھا کام کرتے ہیں تو انہیں انعام اور شاباشی کی امید مسرت کا احساس دلاتی ہے۔ گھر بے مہار نہیں ہوتا بلکہ اس کا ایک باقاعدہ سربراہ ہوتا ہے جو

Marfat.com

سارے گھر کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ اس کے بھلے برے پر نظر رکھتا ہے۔ یوں ان کی زندگی اول تا آخر قاعدے قانون کے زیر اثر خوشگواری سے ہمکنار رہتی ہے۔

ان دو گھروں کی مثالوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے سوچئے کہ اگر ہمارے محلے' شہر یا پھر ملک کا حال پہلے گھر جیسا ہو تو ہمارا کیا بنے گا؟ لاقانونیت اور عدمِ حفاظت ہمیں کتنے دن سانس لینے دے گی؟ دوسرے گھر جیسی خوشگوار صورتحال کا اطلاق پورے معاشرے' پورے ملک پر ہونا چاہئے' اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے بعد جس کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا وہ مملکتِ اسلامیہ کا سربراہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی اور خاص طور پر مسلمانوں کی زندگیوں کو ایسی ہی خوشگواری سے مالا مال رکھنے کے لئے وہ احکامات جاری فرمائے جو حیاتِ چند روزہ میں تو اچھائی اور برائی کو اجاگر کرتے ہی ہیں' آخرت کے لئے بھی سزا و جزا کا ہر پہلو دامن میں لئے ہوئے ہیں۔ اس سارے معاملے کو سمیٹتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ مبارکہ میں بیان فرما دیا۔

فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور صاحبِ حکومت کی بھی۔

یہ بڑی کڑی منزل ہے جو یہاں تشریح چاہتی ہے۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کے بارے میں قرآن حکیم اور احادیثِ نبوی ﷺ ایک ایک قدم پر رہنمائی کے لئے موجود ہیں لیکن انہیں مسلمانوں کی عام زندگی پر نافذ بھی تو کرنا ہے۔ وہ کون کرے گا؟ ظاہر ہے اس کے لئے مملکت کا سربراہ ہی اختیار رکھتا ہے۔ اب وہ سربراہ کیسا ہونا چاہئے؟ اس کا جواب ہمیں خلفائے راشدینؓ کی شکل میں ملتا ہے۔

اگر ہم ایک مسلم مملکت میں سانس لے رہے ہیں تو ہمارا سربراہ اسلامی احکامات پر عمل پیرائی کا پیکر ہونا چاہئے تاکہ اللہ کے فرمان کے مطابق ہم اس کی اتباع کر سکیں۔ اس کے حکم پر یہ سمجھ کر چل سکیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہے۔ اس کی ہر بات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کی جھلک ملنی چاہئے' (جیسے کہ ہمارے شیخین کرامؓ کی زندگیاں دینِ اسلام کا نمونہ تھیں) تاکہ ہم اس کے کہے پر عمل کر کے درحقیقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی بجا آوری کر سکیں'

Marfat.com

لیکن اگر ایسا نہیں ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ آج ہم جس ملک میں رہ رہے ہیں وہاں کسی بھی سطح پر کسی بھی انداز سے اسلام کا نفاذ نہیں ہے تب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

یہی وہ نازک مقام ہے جہاں ہمیں بڑی احتیاط اور غور وفکر کی ضرورت ہے۔ اس مقام پر ہمیں بہکانے والے بے شمار علمائے سوء موجود ہیں لیکن ہمیں اللہ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں اس مقام پر درست فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارا ملک اللہ تعالیٰ کے پاک نام پر قائم ہوا۔ اس کی بنیاد کلمہ حق پر ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ اس ملک کے عوام جب بھی اپنا کوئی سربراہ چنتے ہیں تو ووٹ اسلام کے نام پر دیتے ہیں۔ کیا اس ملک کے عوام نے کبھی کسی غیر مسلم کو مملکت کا سربراہ چنا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عوام کی حد تک اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ وہ ایک مسلمان سربراہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ اب اس سربراہ کا کام یہ ہے کہ وہ برسرِ اقتدار آ کر ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ کرے اور دستور و آئین کی حد تک اس ملک کا نظام اسلامی ہی ہے۔ یہاں شرعی عدالتیں بھی موجود ہیں۔ اس کے باوجود اگر ملک میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہوتا تو اس میں کوئی ایک یا اس سے زیادہ رکاوٹیں ایسی ہیں جن کا دور کیا جانا ضروری ہے۔ یہ کام بحیثیت مسلمان اور مومن ہم میں سے ہر ایک کے فرائض میں شامل ہے مگر دیکھا یہ جاتا ہے کہ اگر ہمارا سربراہ مکمل مسلمان حکمران کے طور پر عامل نہیں ہے تو ہم بھی اس کے لئے ایسے پرجوش نہیں ہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ یہ سستی اور کاہلی یہ لاپرواہی اور چشم پوشی ہمیں دن بدن زوال کی طرف لئے جا رہی ہے۔ اللہ کی ناراضگی بڑھتی جا رہی ہے۔ وقت برے سے برا آ رہا ہے لیکن ہمارے کان پر جوں نہیں رینگ رہی۔

یاد رکھئے کہ ایسی صورتحال میں اگر ہمارا سربراہ موردِ الزام ہے تو ہم اس کے ساتھ اللہ کے ہاں سزا کے معاملے میں برابر کے مستحق ہیں۔ ہمارا فرض اس ابتر صورتحال میں یہ بنتا ہے کہ ہم ہر ایسے اقدام کی انفرادی اور اجتماعی سطح پر مذمت کریں جو اسلام سے میل نہیں کھاتا۔ ہم ایسے ہر اقدام پر اپنے سربراہ کو شاباش دیں جو اسلام کی ترویج و نفاذ میں ممد و معاون ہے۔ اپنے سربراہ کے ہاتھ ہر ایسے معاملے میں مضبوط کریں جو اسلام دوستی کے لئے اٹھایا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں اسلام کے نام نہاد ٹھیکیداروں

Marfat.com

قطعاً مدد نہ کریں جو عوام الناس کے جذبات سے کھیل کر اپنا کام نکالنے میں ۵٦ سالوں سے کامیاب ہیں۔ خلافِ اسلام کاموں پر ہمارا مؤثر احتجاج اور اسلام کے مطابق ہر کام پر تحسین و آفرین کا مظاہرہ ہمارے سربراہوں کو جتنی جلدی اسلام کے نفاذ کی طرف مائل کر سکتا ہے' تشدد اور مخالفت برائے مخالفت کی سیاست وہ زود رس نتائج کبھی پیدا نہیں کر سکتی۔ اور یہ تو طے ہے کہ اللہ تعالیٰ دین کے کاموں میں ہمیشہ مددگار ہوتا ہے۔ وہ ہماری انفرادی سطح پر کی گئی ہر کوشش کو اجتماعی کامیابی دینے میں جو مدد فرمائے گا' اس کے بارے میں ہمیں اپنا فریضہ ادا کرنے کی اولیں کوشش ہی آگاہ کر دے گی۔

حضرت عمرؓ کو خطبہ دیتے ہوئے ایک بدو نے اس لئے ٹوک دیا تھا کہ انہوں نے جو قمیض پہن رکھی تھی' ان کے تن و توش کا آدمی ایک چادر سے ایسی قمیض نہ بنا سکتا تھا اور مالِ غنیمت میں سے ہر ایک کے حصے میں ایک ہی چادر آئی تھی۔ حضرت عمرؓ نے منبر سے اترتے ہوئے کہا تھا کہ اس کا جواب میرا بیٹا دے گا اور جب تک وہ تم لوگوں کو مطمئن نہ کر دے میں حکومت کا اہل نہیں ہوں۔ تب ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نے وضاحت کی کہ مالِ غنیمت میں سے جو ایک چادر میرے حصے میں آئی تھی' میں نے وہ بھی اپنے والدِ گرامی کو دے دی کیونکہ ان کی قمیض ایک چادر کے کپڑے میں نہیں بن سکتی تھی۔ اس وضاحت کے بعد اس بدو نے کہا کہ ''ہاں۔ اے عمرؓ۔ اب میں مطمئن ہوں۔ اب تم جو کہو گے ہم سنیں گے اور اس پر عمل بھی کریں گے لیکن اگر کبھی تم نے ٹیڑھا چلنے کی کوشش کی تو ہم تمہیں تیر کی طرح سیدھا کر دیں گے۔'' حضرت عمرؓ نے واپس منبر پر آتے ہوئے فرمایا تھا:

''اللہ کا شکر ہے کہ ابھی عمر کو سیدھا کرنے والے موجود ہیں۔''

ہمارے ملک میں ایسا وقت ضرور آئے گا جب جنابِ عمرؓ کے کردار پر عمل پیرا لوگ ہمارے سربراہ ہوں گے' لیکن اس کے لئے ابھی ہمت' جدوجہد اور کوشش کی بہت ضرورت ہے۔ اس وقت کی امید توڑنے کا گناہ نہ کیجئے۔ اللہ سے اچھائی کی امید رکھتے ہوئے اپنی انفرادی اصلاح کا کام شروع کیجئے۔ ایک گھر کے بعد ایک محلہ' ایک محلے کے بعد ایک شہر اور بالآخر ہر شہر کے بعد ہمارا یہ ملک جب پوری طرح اسلامی رنگ میں

Marfat.com

رنگا جائے گا تو ہمارے لئے ایسے ہی سربراہ اتریں گے جن کے کردار خلفائے راشدینؓ کے ادوار کی یاد تازہ کر دیں گے۔ اس وقت ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد اپنے سربراہِ حکومت کی اتباع کرتے ہوئے، کسی بھی اختلافی صورتحال میں سیدھا راستہ اختیار کرنے کے لئے اللہ کے اس حکم کو اپنی زندگیوں پر پورا پورا نافذ کرنے میں کامیاب ہوں گے، جس کا ذکر آیتِ بالا میں فرمایا گیا ہے۔ انشاء اللہ۔

مومنوں سے اللہ کا سچا وعدہ

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ابدالآباد ان میں رہیں گے۔ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے اور خدا سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے۔ (نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہلِ کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی (طرح) کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ خدا کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار۔

(سورہ النساء آیات 122-123)

☆ اہلِ کتاب یعنی یہودی (اور نصرانی) اس زعم میں مبتلا رہتے تھے کہ وہ اللہ کی بڑی لاڈلی قوم رہے ہیں۔ سب سے زیادہ نبی اور رسول یہودیوں پر اترے۔ یہ بھی ان کے لئے اعزاز کی بات تھی لیکن وہ ایسے بدبخت تھے کہ ہزاروں کی تعداد میں ان کی ہدایت کے لئے آنے والے انبیاء و رسل میں سے اکثر کو انہوں نے قتل کر دیا۔ اذیتیں دیں۔ احکاماتِ الٰہی کی نافرمانی کی۔ حضرت موسیٰؑ جیسے جلیل القدر پیغمبر کے ساتھ ان نافرمانوں نے جو سلوک کیا، قرآن حکیم کی آیات اس کی گواہ ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ ان کے ہاتھوں جس اذیت ناک صورتحال سے دوچار رہے، اس کا ذکر بھی قرآن حکیم میں موجود ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جو بیشمار احسانات فرمائے، ان کے بل پر یہ اس گمان میں رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بہترین سلوک کرے گا۔ نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد یہ اسی زعم اور غلط فہمی میں آپ ﷺ کے پاس چلے آئے کہ نبی کریم ﷺ دینِ موسویؑ کی ترویج و تجدید کرتے ہوئے یہودیت قبول کر لیں گے لیکن جب اللہ تعالیٰ کے حکم پر نبی آخر الزماں ﷺ نے

Marfat.com

شریعتِ محمدیؐ کا اجرا فرمایا تو یہ نبی کریم ﷺ کے خلاف محاذ بنا کر بیٹھ گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آخرت میں نیک ٹھکانہ انہی کا ہے جو اعمالِ صالحہ کے حامل اور دیندار ہوں گے۔ ان یہودیوں اور نصرانیوں کی خواہشات کوئی معنے نہیں رکھتیں۔ وہ جو چاہے گمان کرتے رہیں' برے اعمال کا نتیجہ برا اور صلہ جہنم ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ کے سوا کسی کی مدد اور اعانت کی امید نہ رکھیں کہ اسی کا وعدہ سچا اور مدد قابلِ اعتبار ہے۔ اسی کی اعانت سے آخرت بھلی ہوسکتی ہے نہ کہ محض خواہشات اور امیدوں پر تکیہ کرنے پر۔

جب کوئی دین سے پھر جائے تو......

اے ایمان والو' اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو خدا ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں - خدا کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں - یہ خدا کا فضل ہے - وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور خدا بڑی کشائش والا (اور) جاننے والا ہے - تمہارے دوست تو خدا اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہی ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور (خدا کے آگے) جھکتے ہیں۔ (سورہ المائدہ آیات 54-55)

☆ اللہ کے دین کو اختیار کر لینے کے بعد اگر کوئی اس سے پھر جائے تو یہ اس کے اپنے ہی حق میں برا ہے۔ اللہ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کسی کے اسلام لانے سے نہ اللہ کا کچھ سنورتا ہے نہ کسی کے اسلام سے برگشتہ ہو جانے سے اللہ کا کچھ بگڑتا ہے۔ نبی کریم ﷺ جب تبلیغ فرمایا کرتے تھے تو ایسے مواقع بھی آئے جب آپ ﷺ کی دعوت کے جواب میں لوگ ایمان نہ لائے۔ ان لمحات میں آپ ﷺ اکثر اداس ہو جایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اداسی دیکھ کر دو مختلف مواقع پر سورہ الکافرون اور سورہ الاخلاص نازل فرمائیں جن میں فرمایا کہ اے میرے محبوب ﷺ۔ آپؐ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔ نیز یہ کہ اللہ بے نیاز ہے۔

Marfat.com

ان منتخب آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ "نہ آپ ﷺ ان کے دین کی طرف مائل ہونے والے ہیں اور نہ یہ اسلام لانے والے ہیں اس لئے آپ ﷺ اپنے سچے دین رہیں پر اور انہیں اپنے جھوٹے عقائد پر قائم رہنے دیں۔ میں تو بے نیاز ہوں۔ کوئی ایمان لائے تو میری شان میں اضافہ نہیں کر سکتا اور کوئی ایمان نہ لائے تو میری شان گھٹا نہیں سکتا۔ میں ان کافروں کی طرف سے بے نیاز ہوں۔ یہ جو چاہے کرتے رہیں' ایمان نہ لائیں' مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں اور آپ ﷺ بھی ان کے ایمان نہ لانے پر غمزدہ نہ ہوا کریں کہ جسے ہدایت یافتہ ہونا ہی نہیں ہے اس کے لئے ملول ہونا کیسا؟

اسی طرح جب کوئی ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائے تو اس میں اس کا اپنا ہی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اس فعل پر کچھ دھیان دینے والا نہیں۔ وہ تو اس کے جواب میں ایسے افراد پیدا کرے گا جو اللہ کے دوست اور اس کے دین کے لئے تن' من' دھن کی بازی لگا دینے والے ہوں گے۔ جو مومنوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں اور کافروں کو تہ تیغ کر ڈالیں۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور اس کی نماز ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے بندوں کی آسانی اور بھلائی کے لئے زکوٰۃ بھی خرچ کریں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے فضل سے بہرہ یاب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ فضل فرمانے میں بڑا فراخ دست ہے۔ وہ جسے جتنا چاہتا ہے' نوازتا ہے۔ وہ دلوں کے بھید جانتا ہے اور کاموں میں کشائش فرمانے میں اس سے بڑھ کر کون ہے؟ اب جہاں مومنوں کو اعلیٰ درجات سے نوازا جائے گا وہیں مرتدین کو ان کے کئے کا صلہ وہی ملے گا جس کے وہ مستحق ہیں یعنی جہنم کا عذاب اور اس میں برا ٹھکانہ۔ انہیں کسی غلط فہمی میں مبتلا رہنے کی ضرورت نہیں۔ وہ دن جلد آئے گا جب وہ اپنا اصلی گھر دوزخ دیکھ لیں گے۔

مت دوست بناؤ سابقہ اہل کتاب اور کافروں کو

اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو (وہ خدا کی جماعت میں داخل ہوگا اور) خدا کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔ اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں ان کو اور کافروں کو جنہوں نے تمہارے دین

Marfat.com

کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے' دوست نہ بناؤ اور مومن ہو تو خدا سے ڈرتے رہو۔

(سورہ المائدہ آیات 57-56)

☆ اللہ تعالیٰ نے یہاں واضح الفاظ میں فرما دیا کہ جو اللہ' اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں سے دوستی رکھے گا وہی حزب اللہ میں شمار کیا جائے گا اور حزب اللہ ہی دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران اور کفر پر غالب آنے والی جماعت ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو اس بات کی سختی سے ممانعت کر دی گئی کہ وہ سابقہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے ساتھ ساتھ کافروں اور مشرکوں سے بھی دوستی نہ رکھیں' کیونکہ ان لوگوں کا ایک ہی کام ہے کہ یہ دین اسلام کا مذاق اڑاتے اور اس سے تمسخرانہ سلوک کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ واضح ہدایت اور حکم آ جانے کے بعد بھی ہم لوگوں کا رویہ اس سلسلے میں کیا ہے؟ اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

ہم ان ہندوؤں سے دوستی رکھنے کے لئے باہیں کھولے رہتے ہیں جو کشمیر میں دن رات ہمارے بہن بھائیوں کے قتل عام اور عصمتیں لوٹنے میں مصروف ہیں۔ ہم ان کی فلمیں دیکھنے سے باز نہیں آتے اور ان میں موجود پاکستان اور اسلام کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے اور تضحیک آمیز ڈائیلاگ سن کر بھی ہماری ملی غیرت کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔ انڈین چینل بند کر دیے جائیں تو ہم ہڑتالوں پر اتر آتے ہیں۔ ہمارے نام نہاد' ڈوم' مراثی اور طوائفانہ کردار کے حامل فنکار بیرون ملک اور خاص طور پر بھارت میں جا کر یہ بیان دیتے ہیں کہ "فنکار کا کوئی وطن اور کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ وہ امن کا سفیر ہوتا ہے۔ ہمیں اپنی ثقافتی سرحدیں ساری دنیا کی محبتوں کے لئے کھول دینی چاہئیں۔"

ہم ان سکھوں کی دعوتیں کرتے ہیں' ان سے گلے ملتے ہیں' ان کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھاتے پیتے ہیں' انہیں بیٹیاں تک بیاہ دینے سے گریز نہیں کرتے' جنہوں نے سینتالیس کے فسادات میں ہماری بیشمار بہنوں بیٹیوں کی آبروریزی کی' انہیں اغوا کیا اور ان میں سے اَن گنت آج بھی انہی سکھوں کی نسلوں کو جنم دے رہی ہیں۔ ان مظلوموں سے ان کا ایمان تک چھین لیا گیا۔ ان کی شناخت آج سکھ عورتوں کے طور پر

Marfat.com

ہوتی ہے نہ کہ مسلمان خواتین کی حیثیت سے۔

ہم ان یہودیوں اور عیسائیوں کے در پر کاسۂ گدائی لے کر جانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں جو اسلام کی جڑیں کاٹنے کے لئے ہمارا ہی روپیہ' وسائل اور زمین استعمال کرتے ہیں۔ دن رات ہم پر قرضوں کا بوجھ لادتے چلے جا رہے ہیں تاکہ ہم ان کے چنگل سے نکل نہ سکیں۔ یہ وہی اللہ کے دشمن ہیں جو ہر چوتھے دن کبھی اسلامی سزاؤں کو ''وحشیانہ'' کہہ کر ہماری ہنسی اڑاتے ہیں اور ہمارے نام نہاد ترقی پسند طبقے کے بے دین لوگ شد و مد سے ان کی ہاں میں ہاں ملانا شروع کر دیتے ہیں' تو کبھی ہمارے دینی طبقے کے افراد کو بنیاد پرست کہہ کر انہیں ''دہشت گرد'' ثابت کرنے کے لئے ہماری حکومت کے ہاتھ میں ''مطلوبہ دہشت گرد افراد'' کی لسٹ تھما دیتے ہیں اور ہماری اندھی' بہری' گونگی' یہود و نصاریٰ کے مفادات کی محافظ حکومت ان کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے عیسائی اور یہودی فوجی دستوں کے پیچھے ہاتھ باندھے اپنے ملک کے باعزت اور معصوم شہریوں کے گھروں پر شب خون مارنے چل دیتی ہے۔ کیا یہ اسلام اور اسلام کے نام لیواؤں کے ساتھ ٹھٹھول نہیں ہے؟ کیا یہ اللہ کے دین کے ساتھ مذاق نہیں ہے کہ ہم اور ہمارے (نام کے) مسلمان حکمران' اسلام کے خلاف ہر کارروائی میں بھرپور حصہ لینے کے باوجود مسلمان ہی کہلاتے ہیں؟

اللہ' اس کے رسول ﷺ اور اس کے پسندیدہ دین کے ان دشمنوں کے ساتھ دوستی رکھنے سے ہمیں اللہ بار بار اور صاف صاف منع فرما رہا ہے اور ہم عجب ڈھٹائی کے ساتھ اسی نافرمانی اور گمراہی پر کمربستہ ہیں۔ ہمیں اللہ کا خوف تو شاید نہ ہو مگر یہ خوف ضرور ہماری نیندیں حرام کئے رکھتا ہے کہ کہیں یہ طاغوتی طاقتیں ہم سے ناراض نہ ہو جائیں۔ کیا یہ صریحاً اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں ہے؟ پھر اس کے بعد ہم کس زبان سے اللہ کا نام لیتے اور خود کو مسلمان کہتے ہیں؟

ہمیں اب بھی ہوش میں آ جانا چاہئے۔ اس سے پہلے کہ شام ہو جائے' ہمیں اپنے گھر' اپنے اللہ کے پسندیدہ دین' اسلام کی طرف لوٹ آنا چاہئے۔

صبح کا بھولا شام ہونے سے پہلے لوٹ آئے تو قابل معافی ہوتا ہے لیکن رات باہر گزار کر آنے والے بیٹے کو باپ گھر میں نہیں گھسنے دیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے

Marfat.com

بندوں کو ماں کی سی محبت بھری نظر سے دیکھتا ہے تو باپ کے اصولوں کو بھی اپنے دامن تعزیر میں محفوظ رکھتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ماں کی شفقت ہی کے سزادار رہیں باپ کی تادیب کے قریب نہ جائیں کہ باپ اصول پر اڑ جائے تو عاق بھی کر دیا کرتا ہے اور اسلام سے عاق نامہ مل گیا تو ہمارا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ یہ کہنے کی نہیں' سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے۔

مومنوں کی چند خاص نشانیاں

مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں (اور) وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے مومن ہیں اور ان کے لئے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

(سورہ الانفال آیات 4-2)

☆ ہمیں غور کرنا چاہئے کہ آج ہم ان بیان کردہ اوصاف میں سے کتنے اپنے کردار کے دامن میں سنبھالے بیٹھے ہیں۔ شاید ایک آدھ کے سوا ہمارے لئے کسی اور صفتِ مومن کا حامل ہونا ممکن نہ ہو۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ٹی وی پر اگر اذان یا دین کے بارے میں کوئی پروگرام شروع ہو جائے تو ہم فوراً ریموٹ پر انگلی کا دباؤ بڑھا دیتے ہیں۔ اللہ کی آیات سے ڈر کا دل میں پیدا ہونا تو درکنار ہم تو انہیں سننے کے لئے وقت دینے کو تیار نہیں۔ نماز کا وقت ہو جائے تو ہمیں اپنے کاموں سے فرصت نہیں ملتی۔ ہم اول تو نماز کی ادائیگی کی طرف راغب ہی نہیں ہوتے اور اگر باامر مجبوری یا عادتاً پڑھنا ہی پڑ جائے تو اپنے کام کو ترجیح دیتے ہوئے نماز قضا کر کے جماعت چھوڑ کر بعد میں پڑھنے پر تلے رہتے ہیں۔ جن لوگوں کا حصہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مال میں رکھا ہے ان کی طرف سے آنکھیں بند کر لینا ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ہمیں حقوق العباد کی پرواہ نہیں۔ ہاں' اپنے مال کو بچانے اور اسے اپنے عیش تک محدود کر لینے کی ہوس دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ تمام صفاتِ مومن سے مبرا ہیں

Marfat.com

تو پھر ہماری دین سے محبت اور اسے اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کے بارے میں ہمارے دعوے کیسے بودے، جھوٹے اور مبنی بر فریب ہیں؟ یہ ہم خوب جانتے ہیں۔

تو کیا ہم اپنے اللہ کو دھوکہ دے رہے ہیں؟

ہرگز نہیں۔

ہم خود فریبی کا شکار ہیں۔ ہم اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ جوں جوں وقت گزر رہا ہے، ہم موت کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ وقت کب آئے گا جب ہم مومنوں میں اپنا شمار کرانے کے لئے خلوص نیت سے مائل بہ عمل ہوں گے؟

خدارا، اس بارے میں سب کام چھوڑ چھاڑ کر سوچئے۔ ایسا نہ ہو کہ مہلت کا آخری لمحہ بیت جائے اور ہم اللہ کے حساب کی گرفت میں آ جائیں۔

☆☆☆

Marfat.com

مال اور اولاد
بہت بڑی آزمائشیں ہیں

اے ایمان والو! نہ تو خدا اور رسولؐ کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو- اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے- مومنو! اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے امرِ فارق پیدا کر دے گا (یعنی تم کو ممتاز کر دے گا) اور تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور خدا بڑے فضل والا ہے۔

(سورہ الانفال آیات 29 - 28 - 27)

☆ اللہ تعالیٰ کیسی کیسی خوبصورت مثالوں سے ہمیں بات سمجھاتا ہے' اس بارے میں غور کریں تو اس کی ذاتِ بابرکات پر قربان ہو جانے کو جی چاہتا ہے۔

فرمایا گیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی امانتوں میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں۔

اللہ اور اس کے رسول برحق ﷺ کی امانتیں کیا ہیں؟ حقوق اللہ اور حقوق نبوی ﷺ۔ حقوق اللہ میں توحید' نماز' روزہ اور حج آتے ہیں۔

حقوق اللہ میں' کلمہ توحید (و رسالتؐ) کی بلا اکراہ و جبر' خلوص نیت کے ساتھ زبان سے ادائیگی اور دل سے اس کی تصدیق اس کے تقاضوں کو پورا کر دیتی ہے۔

نماز پنج گانہ اوقات کے ساتھ ہم پر فرض ہے۔ اس کے عمومی اور ضروری احکامات سے ہر عاقل و بالغ مسلمان واقف ہے۔

Marfat.com

روزے سال بھر میں ایک مہینے کے لئے ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہیں۔ان کے ثواب و اجر کے بارے میں ہر شخص جانتا ہے۔

حج ہوشمند اور دولتمند مسلمانوں پر فرض ہے۔ جو اس کے اخراجات کی استطاعت نہیں رکھتا اس پر حج فرض نہیں ہے۔

حقوقِ نبوی ﷺ میں سنتِ رسولِ کریم ﷺ پر کماحقہٗ عمل کرنا ہم مسلمانوں پر لازم ہے۔محبوبِ خدا ﷺ پر درود و سلام بھیجنا اللہ تعالیٰ کی وہ سنت ہے جس کا ذکر اس نے قرآنِ حکیم میں بڑی وضاحت کے ساتھ کیا ہے اور اس پر عمل نہ کرنا بدبختی کی ان انتہاؤں میں سے ہے جن کی پستی انسان کو مومن نہیں رہنے دیتی' گستاخ' منکر اور منافق بنا دیتی ہے۔

ان سب مذکورہ بالا حقوق کو امانت کا درجہ دیا گیا ہے۔اب ہم ان میں سے اگر کسی پر پوری طرح' خلوصِ نیت کے ساتھ عمل کرنے سے گریزاں ہیں تو یہ امانت میں خیانت کے مترادف ہے اور خائن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمودات بیحد سخت اور تادیبی و تعزیری ہیں۔ہم خوب جانتے ہیں کہ ان امانتوں میں کہاں کہاں ہم خیانتوں کے مرتکب ہو رہے ہیں' اس لئے ان کی وضاحت کرنا اتنا ضروری نہیں ہے جتنا یہ بتانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیاتِ بالا میں ہمیں اپنی امانتوں میں خیانت سے رک جانے کا کہا تو کیوں؟ وہ کیسی خیانت ہے جو ہم اپنے آپ سے اور دوسرے مومنوں کے ساتھ کر رہے ہیں؟ آیئے اس بارے میں غور کریں اور اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں۔

حقوق العباد میں صرف دوسروں کے ساتھ ہی خیر کا سلوک نہیں آتا' بلکہ یہ سلوک ہمیں اپنے ساتھ بھی کرنا پڑتا ہے۔ اس کی مثال کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدھا سیدھا یہاں یہ فرما دیا کہ مال اور اولاد انسان کے لئے بڑی آزمائش ہیں۔اب جو چیز انسانی کردار' اعمال و افعال کے لئے آزمائش بن گئی' وہ کیسی اہم اور طاقت ور ہو گی اور اس سے بچنے کی اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ترغیب دے رہا ہے تو اس کی اہمیت اور قوت میں کیا شک رہ جاتا ہے؟

ایک مسلمان کے دوسرے پر حقوق وہ امانتیں ہیں جو اسے پوری ایمانداری کے

Marfat.com

ساتھ ادا کرنی چاہئیں۔ اگر ایسا نہیں کرتا تو وہ خائن ہونے کا الزام اپنے نامہ اعمال میں لکھوالے گا۔

''سب سابقہ امتوں کے لئے کوئی نہ کوئی چیز آزمائش رہی ہے۔ مال' میری امت کے لئے آزمائش ہے۔''

یہ نبی کریم ﷺ کا فرمان برحق ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے ہمیں کسی دوسرے کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہم اپنا جائزہ لے لیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ ہم حصول مال و دولت کے لئے اپنے سگے بھائی کا گلا کاٹ دیتے ہیں۔ یتیموں پر ظلم کرنے سے باز نہیں آتے۔ جائز و ناجائز کسی ذریعے کی پرواہ نہیں کرتے۔ اپنے منصب و مرتبے کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ رشوت' ذخیرہ اندوزی' سمگلنگ' منشیات فروشی' قحبہ گیری' عریانی کے فروغ' فحش نگاری سے فحش فروختگی تک' وہ کونسا کام ہے جو ہم دولت حاصل کرنے کے لئے نہیں کرتے؟ حقداروں کا حق مارتے ہوئے ہم قطعاً یہ نہیں سوچتے کہ ہم ایک ایسی آزمائش میں فیل ہو رہے ہیں جس میں کامیاب ہونا ہمارے مومن ہونے کی اولیں شرط ہے۔ امانت میں خیانت کرتے ہوئے ہم امانت داری کو طاق پر رکھ دیتے ہیں۔ مال ہضم کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ جھوٹے گواہ پیش کرتے ہیں۔ چند روزہ دنیاوی عیش کے لئے ہم اپنے ایمان کا سودا شیطان سے کر لیتے ہیں اور مال کی آزمائش میں ناکام ہو جاتے ہیں' جبکہ ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ مال کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ دنیا کا آرام اس کا منشا و مقصود ہوتا ہی نہیں۔ تو پھر یہ مال کی حب میں اندھے ہو جانے والے کون ہیں؟ یہ مومن تو نہیں ہو سکتے۔ ہاں' یہی تو وہ خائن ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈالا اور وہ ناکام و نامراد ہو گئے۔ کیا ہم ان میں شامل ہیں؟

مال کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسری آزمائش اولاد کو قرار دیا۔ کیا خوبصورت اور نابغہ روزگار مثال ہے کہ ہمیں ایک پل میں اللہ کے کہے کی سمجھ بھی آ جاتی ہے اور ہمارے دل ایک لمحے کے لئے ہی سہی' کانپ ضرور اٹھتے ہیں کہ ہم اولاد کی محبت میں دین کی ہر پابندی' ہر قدغن کو چشم پوشی کی ٹھوکر سے ختم کئے جا رہے ہیں مگر اگلے ہی پل میں اولاد کی محبت ہمیں اپنی گرفت میں لے کر اللہ کی گرفت کے خوف سے مکمل آزاد کر

Marfat.com

دیتی ہے۔ ہم ایک بار پھر پوری شد و مد کے ساتھ دوسروں کے حق مار کر اپنی اولاد کا سکھ سمیٹنے میں لگ جاتے ہیں۔ اپنے نالائق بیٹے یا بیٹی کے لئے روپے کے بل پر امتحانی نتائج خریدتے ہیں۔ محنتی مگر مفلس اور سفارش سے محروم طالبعلم ہمارے اس ظلم کے باعث زندگی کے میدان میں آگے بڑھنے سے رہ جاتا ہے۔ اپنے بھائی بہنوں کی جائدادوں اور اموال پر ناجائز قبضہ کرنے اور اسے اپنی اولاد کے نام لگوانے کے لئے عدالت سے لے کر پٹواری تک کے منہ کو رشوت کا راتب لگا دیتے ہیں۔ بیٹے کی ان ناجائز خواہشات کو (جن میں ہماری اپنی آرزوئیں بھی شامل ہوتی ہیں) پورا نہ کرنے والی اپنی معصوم بہو کو آگ لگا دیتے ہیں' زہر دے دیتے ہیں' قتل کر دیتے یا کروا دیتے ہیں۔ اپنی بیٹی کے سکھ کے لئے اپنے داماد کو اس کے ماں باپ سے چھین لینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ اولاد کی جائز و ناجائز خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے حرام و حلال کی تمیز کھو بیٹھتے ہیں۔ یہ خوف ہمارے دل سے نکل جاتا ہے کہ اس سب کیئے دھرے کا حساب بھی ہمیں دینا ہے اور جو حساب لینے والا ہے وہ ڈنڈی نہیں مارتا۔ رحم کرتا ہے تو انصاف بھی کرتا ہے۔ نیک' زاہد' عبادت گزار اور پاکباز سے زیادہ اس کے ہاں مظلوم' حقدار اور صابر کی شنوائی ہے۔ جس کے ساتھ ہم نے ظلم کیا' جس کے حق میں ہم نے خیانت کی' جس کا حق مار کر ہم نے اپنی اولاد کے لئے سکھ خریدنا چاہا' وہ جب اللہ کے حضور انصاف کے لئے فریاد کرے گا تو ہمارے تمام اعمال صالحہ اور نیکیاں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ ہمیں اس خیانت کا حساب گھسیٹ کر جہنم تک لے جائے گا جو ہم نے اپنی اولاد کی خاطر دنیا میں کی تھی۔ یاد رکھئے' وہاں حساب آپ کو دینا ہے' آپ کی اولاد کو نہیں۔ وہ تو اپنے اعمال کا حساب دے گی۔ آپ نے اولاد کی محبت میں جو خیانتیں کی ہوں گی' وہ ان سے بری الذمہ ہے۔ اس نے آپ سے ایسا کرنے کو نہیں کہا تھا۔ یہ سب آپ نے اپنی اولاد کی محبت میں خود کیا تھا' اس لئے اس کے نتائج بھی آپ ہی کے لئے کڑوے ثابت ہوں گے۔

کسی اللہ والے سے کسی جاننے والے نے کہا۔ ''تم نے اپنی اولاد کے لئے کچھ نہیں کیا۔ کل کلاں اگر تم چل بسے تو ان کا کیا بنے گا؟''

اللہ والے نے جواب دیا۔ ''اگر میری اولاد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی

Marfat.com

تابع فرمان ہو گی تو وہ خود ان کا خیال رکھے گا' مجھے ان کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر یہ اللہ کے نافرمان نکلے تو مجھے ان کی خاطر کچھ سوچنے' ان کے لئے کچھ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا میں اللہ کے دشمنوں کی بھلائی کا سوچوں؟''

کیا ہمارے ایمان ایسے ہی کردار و توکل کے حامل ہیں؟ کیا ہم اللہ' اس کے رسول ﷺ اور دوسرے مسلمانوں کی امانتوں میں خیانت کرنے کے مرتکب ہو رہے ہیں؟ کسی نہ کسی سطح پر یقیناً ہم ایسا ہی کر رہے ہیں۔ حقوق اللہ' حقوق نبوی ﷺ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی دانستہ ہو یا نادانستہ' یہ خیانت ہی کے زمرے میں آتی ہے۔ اس سے بچنے کے لئے ہمیں خالی خولی دعائیں نہیں' عمل اور کوشش کرنا ہو گی۔ خود کو اس بظاہر کڑوی مگر بباطن بالآخر میٹھے پھل کی حامل سعی کیلئے آج ہی آمادۂ کار کرنے ہی میں ہماری نجات ہے۔

مومنین کی کامیابی اور ایک خاص حکم

ا۔ کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ (بے آزمائش) چھوڑ دیے جاؤ گے اور ابھی تو خدا نے ایسے لوگوں کو متمیز کیا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کئے اور خدا اور اس کے رسولؐ اور مومنوں کے سوا کسی کو دلی دوست نہیں بنایا۔ اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔ (سورہ التوبہ آیت 16)

۲۔ اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے اور بری باتوں سے منع کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور خدا اور اس کے پیغمبرؐ کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا رحم کرے گا۔ بیشک خدا غالب حکمت والا ہے۔ خدا نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے بہشتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور بہشت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے) اور خدا کی رضا مندی تو سب بڑھ کر نعمت ہے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ (سورہ التوبہ آیات 72-71)

۳۔ اے اہل ایمان! خدا سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو۔
(سورہ التوبہ آیت 119)

Marfat.com

☆ان آیات میں اللہ تعالیٰ ایک بار پھر مومن مردوں اور عورتوں کے ساتھ ان کے اعمالِ خیر کے عوض انہیں آخرت میں بہترین صلے کا ذکر کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں مومنوں کو ایک خاص حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے ہوئے راست بازوں کے ساتھ رہیں۔

راست باز کون ہیں؟

یہ وہ خوش بخت لوگ ہیں' حق پرستی جن کا شعار ہے۔ جو سچ کہتے' سچ سنتے اور سچ پر عمل کرتے ہیں۔ انہیں جھوٹ اور بطلان اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتا۔ یہ جان دے دیتے ہیں مگر جھوٹ کا ساتھ نہیں دیتے۔ احد احد کی صدا لگاتے ہوئے اذیتوں کے طوفانوں میں اتر جاتے ہیں' شرک پر آمادہ نہیں ہوتے۔ ہنس کر موت کو گلے لگا لیتے ہیں' نبی کریم ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ ادا کر کے جان نہیں بچاتے۔ ابوجہل پوچھے کہ کیا کوئی ایک رات میں حرم سے اقصیٰ تک اور فرش سے عرش تک جا اور آ سکتا ہے؟ تو یہ ایک پل کی دیر کیے بغیر یہ تصدیق کر کے "کہ اگر میرے آقا ﷺ نے ایسا فرمایا ہے تو یہ درست ہے' صحیح ہے" صدیق اکبرؓ کا رتبہ حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ اپنے ایمان لانے کا اقرار اس جذبے اور وارفتگی سے کرتے ہیں کہ مکہ کی پہاڑیوں میں اعلان ایمان عمرؓ کی گونج آج بھی سنائی دیتی ہے۔ سچ کی گواہی دینے سے جنہیں کوئی روک نہیں سکتا۔ ان کے ایمان ان کی پہچان ہوتے ہیں اور ان کے نقشِ پا ہدایت کے سنگ میل۔ ان کے پیرو جنت کے حامل اور ان کے دوست اللہ کے پیاروں میں شامل ہوتے ہیں۔ انہیں صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا درکار ہوتی ہے' اس کے علاوہ ان کی نظر میں سب کچھ ہیچ ہوتا ہے۔ ان کے ماتھے سجدوں کے نشانوں سے چمکدار اور دل نورِ ہدیٰ سے روشن ہوتے ہیں۔ آیئے' اپنے اردگرد ان کو تلاش کریں۔ ان سے محبت کریں۔ ان کی پیروی کریں۔ اپنے گناہوں' اپنی غلطیوں' اپنی کوتاہیوں اور اپنی غفلتوں کے باوجود ان راست بازوں کے دوستوں میں سے ہو جائیں کہ اللہ کا فرمان ہے "جو دنیا میں جس سے محبت رکھے گا' آخرت میں اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔"

Marfat.com

مومن خوفزدہ ہوں گے نہ غمناک

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ پھر وہ اس پر قائم رہے تو ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ یہی اہل جنت ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (یہ) اس کا بدلہ (ہے) جو وہ کیا کرتے تھے۔

(سورہ الاحقاف آیات 13-14)

☆ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لانے کے بعد اس پر ثابت قدم ہو جانا ہم مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ ایمان دار ہو جانے کے بعد شرک کی مسلسل، سختی سے اور دائمی نفی اللہ کے نزدیک وہ پسندیدہ عمل ہے جس کے بدلے اس نے مومنوں سے جنت کا سچا وعدہ فرمایا۔

قیامت کا دن ایسا سخت ہوگا کہ اس کا غم اور خوف بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ دل پھٹ جائیں گے۔ آنکھیں بے نور ہو جائیں گی اور سینے شق ہو جائیں گے۔ اس عالم ناسپاس میں توحید پرستوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری دی جا رہی ہے کہ اس بے مہر وقت میں اللہ کو اپنا واحد معبود اور خالق و مالک مان کر اس پر استقامت سے قائم رہنے والوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم سے دوچار ہوں گے۔ انہیں اللہ تعالیٰ اپنے دامنِ عفو و درگزر میں سمیٹ لے گا اور انہیں ان کی توحید پرستی کے باعث جنت عطا کی جائے گی' جہاں وہ ابدلآباد تک رہیں گے۔ وہاں کی نعمتوں سے شادکام ہوں گے اور یہ سب ان کی استقامت بر وحدانیت کا صلہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ اپنی رحمت اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے سبب ہر بڑے چھوٹے گناہ معاف کر دینے والا ہے مگر سوائے شرک کے۔ یعنی شرک کسی بھی حال میں قابل معافی نہیں ہے۔ ہمیں اپنے اعمال و افعال پر ہر وقت نگاہ رکھنی چاہئے کہ کہیں ہم کسی بھی قسم کے شرک کے مرتکب تو نہیں ہو رہے؟ اگر ایسا شائبہ بھی ہمیں اپنے کردار و عمل میں ملے تو فوراً اس کی معافی مانگتے ہوئے آئندہ کے لئے مکمل احتیاط کے ساتھ زندگی گزارنے کا عہد اور اس پر کاربند رہنا ہی ہمیں اللہ کے غضب سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

Marfat.com

مشکل میں پڑنے سے بچا لیا گیا

اور جان رکھو کہ تم میں خدا کے پیغمبر ہیں۔ اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن خدا نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہِ ہدایت پر ہیں۔ (یعنی) خدا کے فضل اور احسان سے۔ اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

(سورہ الحجرات آیات 8-7)

☆ انسانی زندگی آسائشیں اور آسانیاں چاہتی ہے۔ یہ اس کی فطرت کے تقاضوں میں شامل ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ سے لوگ بعض معاملات میں اپنی مرضی و منشا اور سہولت کے مطابق احکام چاہتے تھے۔ نبی کریم ﷺ ایسی صورتحال میں پریشانی کا شکار ہو جاتے کہ اللہ کے احکام کے خلاف کیسے سہولت دے دی جائے۔ تب اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیا اور ان میں اپنے احکام کی قدرومنزلت اور توقیر کا مادہ پیدا فرما دیا۔ اب مسلمانوں نے ایسے کسی بھی تقاضے سے گریز شروع کر دیا جو اللہ کے احکام سے میل نہ کھاتا ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی تھی کہ دلوں سے سہولتوں کے تقاضے ختم ہو گئے اور وہاں اللہ تعالیٰ کے احکام کی عزت نے جنم لیا۔ لوگ ایسے تمام افعال سے بیزار ہونے لگے جو کفر' گناہ اور نافرمانی کے حامل تھے۔

تب سے آج تک دین میں حیلہ جوئی اور بہانہ بازی ایک جرم بن چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا ہر حکم اپنی پوری شان کے ساتھ دلوں میں اجاگر ہے۔ احکاماتِ الٰہی میں رخنے تلاش کرنے والے آج بھی موجود ہیں جو اپنے نفس کی خواہشات کے تابع ہو کر آسانیاں تلاش کرتے ہیں مگر ان کے دلوں میں یہ چور دم سادھے پڑا رہتا ہے کہ وہ جو کر رہے ہیں' وہ غلط ہے۔ گناہ و نافرمانی کا یہ احساس اللہ کے احکام میں تحریف سے انہیں روکتا ہے۔ اگر ان کے نصیب میں ہدایت کی نعمت ہو تو وہ اس سے باز بھی آ جاتے ہیں تاہم اگر عارضی یا دائمی طور پر وہ اس نعمت سے محروم ہوں تب بھی وہ احکاماتِ الٰہی میں ترمیم و اضافہ کرنے سے پہلے سو بار سوچ میں پڑتے

Marfat.com

ہیں۔ان کے برعکس جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے کفر و گناہ و نافرمانی سے پھیر کر چونکہ اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے اس لئے وہ ان آلائشوں سے ویسے ہی بیزار ہوتے ہیں اور اپنے اللہ کے فضل سے مالا مال یہ خوش بخت لوگ زندگی راہِ ہدایت پر چلتے ہوئے گزارتے چلے جاتے ہیں۔

متقین کے اعمال و اموال اور صلہ

بیشک پرہیز گار بہشتوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے۔(اور) جو جو (نعمتیں) ان کا پروردگار انہیں دیتا ہوگا ان کو لے رہے ہوں گے۔ بے شک وہ اس سے پہلے نیکیاں کرتے تھے۔رات کے تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے۔ اور اوقات سحر میں بخشش مانگا کرتے تھے۔ اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (دونوں) کا حق ہوتا ہے۔ (سورہ الذاریات آیات 19-15)

☆اہلِ تقویٰ کو آخرت میں جنت عطا کرنے کے علاوہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ جن خاص باتوں کا ذکر فرما رہا ہے وہ ان لوگوں کی نیکیاں' نمازِ تہجد اور نمازِ فجر میں بخشش مانگنے سے متعلق ہیں۔

تہجد وہ خاص نماز اور عبادت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کئی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔ عام لوگوں کے لئے بہتر ہے کہ اگر انہیں تہجد کے لئے اٹھنا ہے تو عشا کے بعد تھوڑی دیر آرام کر لیں یعنی سو لیں۔آدھی رات کے قریب اٹھیں اور نمازِ تہجد کا اہتمام کریں۔ یہ پابندی ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو شب بیداری کے عادی اور پابند ہیں۔نبی کریم ﷺ کی سنتِ مبارکہ سے دونوں امر ثابت ہیں اور آپ ﷺ نے ہم عام مسلمانوں کے لئے یہی حکم فرمایا کہ عشا کے بعد تھوڑی دیر سو لیا جائے۔ پھر بیدار ہو کر اللہ کے حضور اس خاص نماز کے لئے اہتمام کیا جائے۔اس میں ایک خاص رمز یہ بھی ہے کہ اپنے آرام کو تج کر' گرم بستر چھوڑ کر' نیند سے دامن چھڑا کر جب انسان اللہ کے لئے خاص طور پر سرد و گرم پانی سے وضو کر کے اس کے دربار میں سر جھکانے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کی رحمت انسان کا پوری طرح سے احاطہ کر لیتی ہے۔نمازِ فجر تک جاگ کر عبادت کرنے کے بعد جب انسان اللہ کے آگے دامن دعا

Marfat.com

پھیلاتا ہے تو وہ بے نیاز اس کی تہی دامنی کس کس انداز سے دور کرتا ہے' یہ پُر دامنوں سے پوچھئے۔

نمازِ تہجد کی ایک خاص صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تہجد گزار کے لئے خاص طور پر فرمایا کہ "تہجد پڑھنے والے پر جہنم کی آگ حرام کر دی گئی ہے۔"

ایک ایسی نماز جو اپنے ادا کرنے والے کو جہنم سے نجات کا پروانہ دلا رہی ہے اس کے اہتمام میں ہم کس قدر پُرشوق ہیں' اس کے بارے میں ہم خود بہتر جانتے ہیں۔ موسم کی سردی گرمی برداشت کرنے' بستر کا آرام تیاگنے اور بیوی سے الگ ہونے کے تکلیف دہ مرحلے سے گزر کر جب کوئی اللہ کے حضور صرف اور صرف اس کی رضا و خوشنودی کے لئے سر جھکا کر کھڑا ہوتا ہے تو اللہ کی رحمت کو اس پر پیار کیوں نہ آئے گا؟

اس سارے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی ایک اور نشانی بتاتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایسے حق پرست لوگ ہیں جو اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے ہر مانگنے والے اور نہ مانگنے والے' دونوں کو حصہ دیتے ہیں۔

مانگنے والے کو دیا جائے' یہ بات تو سمجھ آتی ہے مگر نہ مانگنے والا کون ہے اور اسے کیسے دیا جائے؟ یہ بڑا روح پرور اسرار ہے' جس سے آشنائی آپ کو سر دھننے پر مجبور کر دے گی۔

دیکھئے۔ مانگنے والوں میں تو مفلس' فقیر اور سائل آ گئے۔ وہ دستِ سوال دراز کریں گے اور اہلِ تقویٰ ان کا حصہ ان کے حوالے کر دیں گے مگر کچھ ایسے سفید پوش بھی تو ہوتے ہیں جو مرتے مر جاتے ہیں' کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کرتے۔ ان کی زبان پر اپنی فاقہ کشی اور تنگدستی کا حال کبھی نہیں آتا۔ ان کی کیفیت ان کا اللہ بہتر جانتا ہے اور وہ اس کے سوا کسی سے حالِ دل کہنے سے شرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سفید پوش عزت داروں کی شرم پر اپنے کرم کا پردہ رکھتا ہے۔ وہ ان کے لئے' اہلِ تقویٰ کے دلوں میں خیال ڈالتا ہے۔ یہ ایسے حقداروں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ چھپ چھپا کر' رات کی خاموشی اور دن کی تنہائی میں ایسے توکل الی اللہ کے حامل لوگوں کی چپکے سے خدمت کرتے ہیں۔ ان کے اس عملِ خیر کی خبر ان کے ایک سے دوسرے ہاتھ کو نہیں ہوتی۔ یہ اپنے اموال میں اللہ کے عزت دار بندوں کا حق رکھتے اور ان کو پہنچاتے

Marfat.com

ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمے یہ کام لگا رکھا ہے کہ وہ اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے اس کے سوال کرنے والے اور سوال نہ کرنے والے (دونوں) بندوں کی مدد کریں۔

اپنا فرض جان کر یہ کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں فراخی اور آخرت میں انعامات کی ایسی فراوانی سے نوازتا ہے جس کے بارے میں سوچنے کے بجائے ہمیں ان اہلیان بخت رسا کی پیروی پر کمر بستہ ہو جانا چاہئے۔

☆☆☆

Marfat.com

منافقین کا تکبّر اور ان کا انجام

(اے محمدؐ) جب منافق لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو (ازراہِ نفاق) کہتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپؐ بیشک خدا کے پیغمبر ہیں اور خدا جانتا ہے کہ درحقیقت تم اس کے پیغمبر ہو۔ لیکن خدا ظاہر کئے دیتا ہے کہ منافق (دل سے اعتقاد نہ رکھنے کے لحاظ سے) جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور ان کے ذریعے سے (لوگوں کو) راہِ خدا سے روک رہے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ جو کام یہ کرتے ہیں برے ہیں۔ یہ اس لئے کہ یہ (پہلے تو) ایمان لائے' پھر کافر ہو گئے تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔ سو اب یہ سمجھتے ہی نہیں۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسولِ خداؐ تمہارے لئے مغفرت مانگیں تو سر ہلا دیتے ہیں اور تم ان کو دیکھو کہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔ تم ان کے لئے مغفرت مانگو یا نہ مانگو' ان کے حق میں برابر ہے۔ خدا ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ بے شک خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

(سورہ المنافقون آیات 6-5-3-1)

☆ منافقین جب نبی کریم ﷺ کے حضور آتے تو زبانی یہ اقرار کرتے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں مگر ان کے دل اس کے خلاف انکار سے لبالب ہوتے تھے۔ اپنے ایمان کے ثبوت کے لئے وہ ہر وقت بڑی بڑی قسمیں کھاتے اور ظاہر یہی کرتے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لا چکے ہیں اور دل و جان سے ان کے ساتھ ہیں۔ بعض اوقات یہ بدبخت ایسے معاملات میں اپنا ایک گروہ بنا کر خلاف

Marfat.com

واقعہ اور نقصان دہ بات پر ایسی حمایت اکٹھی کر لیتے جو مسلمانوں کے حق میں نہ ہوتی۔ اگر کسی وقت عام مومن انہیں دعوت دیتے کہ آؤ۔ نبی کریم ﷺ سے اپنے حق میں مغفرت کی دعا کرالو تو یہ اس انداز میں سر ہلاتے جیسے کہہ رہے ہوں کہ "ٹھیک ہے۔" مگر بباطن یہ نفاق اور تکبر کے جذبے کے تحت انکار کر رہے ہوتے تھے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی دعاؤں کی ضرورت نہیں ہے۔ وجہ یہ کہ ان کے دل تو کفر اور ارتداد سے سیاہ تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیسے مخلص ہو سکتے تھے۔

ان کی ایسی سب حرکات سے اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "آپ ﷺ ان منافقوں کے لئے دعا فرمائیں یا نہ فرمائیں، میں انہیں ہرگز نہ بخشوں گا' کیونکہ یہ منافق اور مرتد ہیں جو ایمان لانے کے بعد دین اسلام سے پھر گئے۔ نافرمانوں اور مشرکوں کو میں ہرگز ہدایت نہیں دینے والا۔"

اللہ نے سورۂ منافقون میں ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ خاص طور پر فرمایا جو بظاہر مسلمان مگر بباطن کفر پر عمل پیرا رہتے ہیں۔ ہمارے اردگرد آج بھی ایسے نام نہاد مسلمانوں کی اکثریت موجود ہے جو ہم میں بیٹھتے ہیں تو خود کو مسلمان کہتے اور اس پر شد و مد سے اصرار کرتے ہیں مگر جونہی کمیونسٹ اور ارتداد کے حامل گروہوں میں جاتے ہیں' اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑانے لگتے ہیں۔ یہ "ترقی پسند" کا لیبل ماتھے پر سجائے ہمارے مسلم معاشرے میں اپنے عقائد اور خیالات کا ایسا زہر پھیلانے میں مصروف ہیں جو اسلام کے لئے سراسر مضر ہے۔ ہمیں ایسے اسلام دشمنوں پر نگاہ رکھنے اور ان کے شر سے خود بچنے کے ساتھ ساتھ دوسرے مسلمانوں کو بچانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ مسلمانوں کے ایمان پر شب خون مارنے والے ان دوست نما دشمنوں کی سرگرمیاں کسی نہ کسی طرح روکی جا سکیں۔

☆☆☆

Marfat.com

مہاجرین اور انصار

جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی' خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں اور اس نے ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور) وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے- یہ بڑی کامیابی ہے- (سورہ التوبہ آیت 100)

☆ایمان لانے والوں میں سبقت کے لحاظ سے

۱۔عورتوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ

۲۔ مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ

۳۔ بچوں میں حضرت علیؓ اور

۴۔ غلاموں میں حضرت زیدؓ

شامل ہیں۔ یہ وہ باسعادت ہستیاں ہیں جن کے بارے میں اس آیتِ بالا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا اظہار فرمایا کہ وہ ان سے خوش ہے اور ان کے لئے جنت کے باغات' نہروں اور انعامات کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ ان لوگوں کے لئے بڑی کامیابی کا باعث یہ ہے کہ یہ سابقون الاولون میں شامل ہیں۔

نیکی کی طرف بھاگ کر جانا' اس کی طرف لپکنا' اسے حاصل کرنے کے لئے دوسروں سے آگے بڑھ جانے کی کوشش کرنا' یہ وہ جذبے ہیں جو اللہ کی دین ہیں۔ ان کے لئے کوشش بھی اسی وقت بارآور ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی مہربانی شامل حال ہو۔ شمع ہدایت ﷺ کی طرف پروانہ وار لپکنے والوں میں جو خواتین و حضرات شش و پنج

Marfat.com

میں نہ پڑے، سوچ اور عقل کے چکر سے بچے، وہی اللہ کے فضل سے سلیم الطبع ٹھہرے۔ انہی کو عطا کئے جانے والے انعامات کا ذکر یہاں کیا گیا۔

ہم جس دور میں رہ رہے ہیں، اس میں خلوص کے ساتھ ہدایت اور نیکی کی طرف دعوت دینے والے لوگ اور جماعتیں بہت کم ہیں، اس کے باوجود جو موجود ہیں، وہ غنیمت ہیں کہ اس افراتفری اور مادیت کے دور میں ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو اللہ کے رستے کی طرف بلاتے اور اس کے احکامات سے آگاہ کرتے ہیں۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ جب بھی کسی ایسی بات کا علم ہو جو ہمارے دین کے بارے میں ہو، اور جو اس سے پہلے ہمارے علم میں نہیں تھی اور ہے بھی درست تو پروانہ وار اس کی طرف رجوع کریں۔ اسے دوسروں سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اسے پھیلانے کے لئے دوسروں سے پہلے اور زیادہ سعی کریں۔ یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے صرف دو باتوں میں حسد جائز قرار دیا ہے۔

ا۔ دین کا علم حاصل کرنے میں دوسرے پر سبقت لے جانے کے لئے۔

۲۔ نیکی میں دوسروں پر سبقت حاصل کرنے کے لئے۔

اور اس حسد کو رشک کا نام دے کر اسے افضل تر نیکیوں میں شمار کیا گیا۔

حضرت ابوبکرؓ جہاد کے ایک موقع پر اپنے گھر کا سارا سامان راہِ خدا میں دینے کے لئے لے آئے۔ ان کے ساتھ ہی حضرت عمرؓ اپنے گھر کا آدھا سامان لائے اور یہ سوچا کہ آج صدیق اکبرؓ مجھ سے نیکی میں نہ بڑھ سکیں گے لیکن جب پتہ چلا کہ صدیق اکبرؓ تو گھر کا سارا سامان لے آئے ہیں تو رشک کے مارے آنکھیں نم ہو گئیں۔ نیکی میں سبقت کے اس مظاہرے کو علامہ اقبال نے اپنے ایک شعر میں یوں بیان کیا:

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

اس حوالے سے حضرت عمرؓ زندگی بھر ایک بات کہا کئے کہ ''ابوبکرؓ میری ساری زندگی کی نیکیاں لے لیں اور عوض میں مجھے صرف دو نیکیاں دے دیں۔ ایک غارِ ثور میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت اور دوسرے جہاد کے (مذکورہ بالا) موقع پر سارے گھر کا سامان دے ڈالنے کی نیکی۔''

Marfat.com

یہ سبقت لے جانے والوں ہی کی پیروی ہوگی اگر ہم اپنے معاملات میں دین کو اولیت اور ترجیح دینے کا صرف ارادہ ہی نہ کرلیں بلکہ اس پرخلوصِ نیت کے ساتھ عمل بھی شروع کر دیں اور اس کی جزا کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں کہ وہ سب سے اچھا اجر دینے والا ہے۔

یہ جان لینا چاہئے کہ اگر اللہ ان کامیاب ہستیوں کو ان کے افعالِ احسن پر آخرت میں اپنے انعامات سے نوازنے کا وعدہ بار بار دہرا رہا ہے تو ہم جو اِن کامران لوگوں کی پیروی کریں گے' اللہ ہمیں بھی ویسے ہی انعامات سے فیضیاب فرمائے گا۔ کیا یہ ایک ایسی بات نہیں ہے جس کے لئے ہم اپنا تن' من' دھن سب کچھ اللہ کی راہ میں لگا دیں۔

☆☆☆

Marfat.com

میثاقِ خداوندی

اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی ان کی پیٹھوں سے ان کی اولاد نکالی تو ان سے خود ان کے مقابلے میں اقرار کرالیا (یعنی ان سے پوچھا کہ) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ وہ کہنے لگے کیوں نہیں' ہم گواہ ہیں (کہ تو ہمارا پروردگار ہے۔ یہ اقرار اس لئے کرایا تھا) کہ قیامت کے دن (کہیں یوں نہ) کہنے لگو کہ ہم کو تو اس کی خبر ہی نہ تھی۔ (سورہ الاعراف آیت 172)

☆اللہ تعالیٰ نے روزِ اول جب تمام بنی نوع انسان سے اپنے حضور یہ دریافت فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے اقرار کیا کہ "ہاں۔ تو ہی ہمارا رب ہے۔ ہم اس پر گواہ ہیں۔"

دنیا میں چلے آنے کے بعد یہی انسان اپنے اس اقرار کو یوں بھول گیا کہ کہیں یہ مشرک ہو گیا اور کہیں کافر۔ کہیں منافق ہو گیا اور کہیں منکر۔ اللہ تعالیٰ یہاں انسان کو اس کا اپنا عہد یاد دلاتے ہوئے فرما رہا ہے کہ تم روزِ الست کو میرے سامنے میرے معبودِ حقیقی ہونے کا اقرار اور عہد کر کے خود اپنی بات پر گواہ ہو چکے ہو۔ اب دنیا میں آ کر شیطان کی پیروی اختیار کر کے تم اپنے عہد سے پھر جاؤ یا اسے بھلا دو تو یہ تمہارا وہ گناہ ہے جس کے لئے قیامت کے دن تم سے پرسش ہو گی۔ اس وقت تم یہ نہ کہہ سکو گے کہ یہ بات تو ہمارے علم میں ہی نہیں تھی۔ اس لئے کہ اس دن تمہارا ایک ایک عضو بولے گا۔ تمہارا یہ عہد خود تمہاری زبان سے دہرایا جائے گا۔ تب تم مکر نہ سکو گے۔ کوئی بہانہ نہ کر سکو گے۔ اس وقت تمہیں سزا ملے گی کہ اللہ سے کیا ہوا عہد سب سے بڑا عہد ہے اور اسے توڑنے کی سزا بھی ایسی ہی بڑی ہو گی۔

Marfat.com

ا

نبوت اور رسالتؐ

ا۔اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ جو چیز تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے قائل نہیں۔

(سورہ السبا آیت 34)

۲۔اور جو لوگ ان سے پہلے تھے' انہوں نے (اس کی) تکذیب کی تھی اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا تھا یہ اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے۔تو انہوں نے میرے پیغمبروں کو جھٹلایا۔سو میرا عذاب کیسا ہوا؟

(سورہ السبا آیت 45)

۳۔اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ہدایت کرنے والا گزر چکا ہے۔ اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی تکذیب کر چکے ہیں۔ان کے پاس ان کے پیغمبر نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے لے کر آتے رہے۔ پھر میں نے کافروں کو پکڑ لیا۔سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب کیسا ہوا؟

(سورہ الفاطر آیات 26-24)

☆اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی قوم میں اصلاح اور ہدایت کے لئے اپنا کوئی نبی یا پیغمبر بھیجا' تو اس قوم کے سرمایہ داروں' خوشحال لوگوں اور امرا نے اس کی تکذیب کی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ کسی بھی نبی کے آنے کا سب سے زیادہ فائدہ غربا و مساکین کو ہوتا تھا کہ ان کے ساتھ ہونے والی بے انصافی' ظلم و جور اور زیادتی کا خاتمہ ہو جاتا تھا اور امرا کو اپنی عیاشیوں اور آرام کے لئے مساکین کے استحصال کی جو عادت پڑ چکی ہوتی تھی اس کا مزید کوئی جواز نہ رہتا تھا۔نتیجہ یہ کہ وہ اپنے سے نچلے طبقے کے ساتھ بہتر سلوک کرنے پر مجبور کر دیے جانے' دولت میں عام لوگوں کو حصہ دار بنائے

Marfat.com

جانے اور دوسروں کو ان کے حقوق دینے کے ساتھ ساتھ اللہ کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر گناہوں اور عیش پرستی سے محروم ہو جانے کے خوف سے اللہ کے نبی کو جھٹلانے پر کمر باندھ لیتے تھے۔ایک اور زعم ان کے قلوب و اذہان میں یہ جڑ پکڑے بیٹھا رہتا تھا کہ اگر نبی ہم امیروں میں سے آئے تو ہم اسے قبول کرلیں گے کیونکہ وہ ہمارے مفادات کا خیال رکھے گا لیکن جو پیغمبر مساکین کے حقوق کی بات کرتا ہے اس پر ایمان لانا تو اپنے مفادات کو خطرے میں ڈالنے والی بات ہے۔ اسی سوچ نے عمر بن ہشام کو ابوجہل بنا دیا تھا۔یہی سوچ ازل سے جاہلوں کے اذہان کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔اسی لئے وہ پوری شد و مد سے آنے والے ہر نبی اور پیغمبر کو جھٹلاتے اور اس کی مخالفت میں سارا زور صرف کر دیتے تھے۔تب اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عذاب کے حوالے کر دیتا اور یہ لوگ جہنم کی آگ میں جلنے کے لئے نیست و نابود کر دیے جاتے۔

یہ عمل ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔ ایمان والوں اور بے ایمانوں کی جنگ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ جو لوگ اللہ کے رسولوں کو جھٹلاتے رہے ان کا انجام ہمارے سامنے ہے اور جو آج ہمارے نبی آخرالزماں ﷺ کی تکذیب کر رہے ہیں ان کے انجام سے بھی ہم ناواقف نہیں ہیں۔ یہ بھی انشاء اللہ جہنم کا ایندھن بنیں گے کہ اللہ کا عذاب ایسے ہی نافرمانوں' جھٹلانے والوں اور مشرکوں کے لئے ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

نجاتِ اخروی اور غیر مسلم

جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست (یعنی کوئی شخص کسی بھی قوم یا مذہب کا ہو) جو خدا اور روزِ قیامت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو ایسے لوگوں کو ان (کے اعمال) کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

(سورہ البقرہ آیت 62)

اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے سوا کوئی بہشت میں نہیں جانے کا یہ ان لوگوں کے خیالاتِ باطل ہیں۔ (اے پیغمبرؐ۔ ان سے) کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔ ہاں جو شخص خدا کے آگے اپنی گردن جھکا دے (یعنی ایمان لے آئے) اور نیکوکار بھی ہو تو اس کا صلہ اس کے پروردگار کے پاس ہے اور ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

(سورہ البقرہ آیات 112-111)

☆ سابقہ سطور میں بھی ہم اس بات پر سیر حاصل بحث کر چکے ہیں کہ یہود و نصاریٰ صرف اس لئے اپنے بہشت میں جانے کے زعم میں مبتلا ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی لاڈلی تخلیق میں سے رہے ہیں۔ کہیں ان کے لئے من وسلویٰ اترتا رہا ہے تو کہیں ان کے لئے دریائے نیل میں رستے بنتے رہے ہیں۔ کبھی ان کے مطالبے پر اللہ تعالیٰ پتھروں سے چشمے نکالتا رہا ہے تو کبھی فرعون کو ان کا پیچھا کرتے ہوئے دریائے نیل میں غرق ہونا پڑا' لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بیشمار احسانوں کے بدلے ان لوگوں نے اس کے احکامات اور انبیا کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے اللہ کے

Marfat.com

رسولوں کو جھٹلایا' انہیں شہید کیا اور اس کے احکامات کو طاق پر رکھ کر اپنے پاس سے الٹے سیدھے عقائد و اعتقادات گھڑ کر انہیں شریعت کا نام دے دیا۔ آج ہم مجبور ہیں کہ ان کی موجودہ انجیل اور زبور و تورات کا یہ کہہ کر رد کریں کہ یہ وہ آسمانی کتابیں نہیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھیں۔ ان میں تحریف ہو چکی ہے' اس لئے ہمارا ایمان اللہ کی نازل کردہ انجیل' زبور اور تورات پر کامل ہے' آج کی یہود و نصاریٰ کی مرتب اور ترمیم و تحریف کردہ کتب پر نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں میں کسی قسم کی تخصیص نہیں فرمائی۔ وہ یہودی ہو' نصرانی ہو' ستارہ پرست ہو یا کسی بھی اور مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہو' وہ اس وقت اللہ کے مقبول بندوں میں شامل ہو جائے گا جب وہ اللہ کی وحدانیت اور اس کے معبودِ حقیقی و واحد ہونے پر سچے دل سے ایمان لے آئے گا۔ تب اسے اس کے ایمان لانے' اس پر ثابت قدم رہنے اور نیک اعمال کے بدلے آخرت میں اجرِ خیرِ کثیر سے نوازا جائے گا۔ وہ اللہ کے دوستوں میں شمار ہوگا اور اللہ کے دوست نہ غمناک ہوں گے نہ خوفزدہ۔ اس صریح فرمان کے بعد بھی اگر غیر مسلم اپنی بات پر اڑے رہیں تو ان سے صرف یہ کہہ دیا جائے کہ اگر تم اپنے بہشت میں جانے کے بارے میں اتنے ہی پُر یقین ہو تو اس دعوے کے ثبوت میں کوئی ایک دلیل لے آؤ۔ کیا اللہ کے نبیوں کو قتل کرنے والے' اللہ کے احکامات کو رد کرنے والے' اللہ کی کتب میں ترمیم و تحریف کرنے والے نافرمان جنت کے مستحق ہوں گے؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر تم اپنے دعوے میں سچے ہو اور یقیناً ایسا نہیں ہے اس لئے تم جہنمی ہو کہ اپنے دعوے کی دلیل میں تمہارے پاس کہنے کے لئے ایک بھی مثبت بات نہیں ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

نکاح اور تعدادِ ازواج

اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان کے سوا جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار' ان سے نکاح کر لو۔ اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو۔ اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے۔ اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اسے ذوق وشوق سے لے لو۔

(سورہ النساء آیت 4-3)

☆ نکاح سنتِ نبوی ﷺ ہے۔ جان بوجھ کر' بغیر کسی شرعی عذر کے اس کے تارک کو دین سے خارج قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا نیک عمل ہے جو انسان کو بے راہروی اور گناہ سے بچا کر جائز طریقے سے اپنی نفسانی خواہشات پورا کرنے کا ضامن ہے۔

ایک مسلمان کو ایک وقت میں ایک سے چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔ اس سے زیادہ وہ ایک وقت میں ازواج کا حقدار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کو ان کے حقوق سے آگاہ فرماتے ہوئے یہاں صاف صاف کہا ہے کہ اگر کسی مرد کو یہ خوف ہو کہ وہ کسی یتیم لڑکی سے شادی کرنے کے بعد اس کے ساتھ انصاف نہ کر سکے گا یعنی اسے خطرہ ہو کہ وہ یتیم کے مال کو ناجائز طور پر اپنے حق میں استعمال کرے گا یا اس کے مال کی وجہ سے ہی اس سے شادی کرنے پر آمادہ ہو رہا ہے اور کل کلاں کو مال ختم ہونے پر وہ اس سے متنفر ہو جائے گا یا کوئی اور وجہ ایسی ہو جو اسے اس اندیشے سے دوچار کر

Marfat.com

دے کہ وہ اس یتیم لڑکی سے شادی کے بعد اچھا سلوک نہ کر سکے گا تو اسے چاہیے کہ اس سے شادی ہی نہ کرے۔ اس کے بجائے وہ اگر گنجائش رکھتا ہو تو ایک ہی وقت میں ایک سے چار تک شادیاں کر لے۔ اس کی اسے اجازت ہے۔ تاہم یہ پابندی یہاں بھی ہے کہ اگر وہ ایک سے زیادہ بیویوں کے ساتھ مساویانہ سلوک نہیں کر سکتا تو ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے اور اگر اس کی بھی گنجائش نہیں تو اپنی لونڈی کے ساتھ ہی خوش رہے' بیوی لا کر اس کے ساتھ ظلم و ناانصافی کا گناہ مول نہ لے۔

حق مہر ایک ایسی رقم ہے جو مرد پر لازم ہے کہ اپنی منکوحہ کو ادا کرے۔ اس کے بغیر بیوی اس پر حلال نہیں ہوتی۔ اس کی بیوی بلا شرکت غیرے مہر کی رقم کی اکیلی مالک ہے۔ وہ اسے جیسے چاہے خرچ کرے' مرد اس سے پوچھ نہیں سکتا۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اسے مہر کی رقم میں سے کچھ دے دے تو مرد پر حلال ہے۔ وہ اسے لے سکتا ہے مگر وہ اس سے یہ مطالبہ یا خواہش نہیں کر سکتا کہ عورت اپنے مہر کی ساری یا کچھ رقم اسے (ادھار' قرض یا بخش) دے۔ اگر ایسا کرے گا' یا اسے مہر کی رقم نہیں دے گا' یا دے کر عورت کی مرضی کے خلاف واپس لے لے گا تو گناہ گار ہو گا۔ منہ بنا کر' شکل بگاڑ کر یا ناراضگی اور ناپسندیدگی کے جذبات کے تحت عورت کو مہر دیا تو یہ بھی اس کے حق میں اچھا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مہر کو عورت کا حق قرار دیا ہے اور کسی حقدار کا حق اسے خوشی سے دینے کا حکم ہے نہ کہ مجبوری اور جبر و اکراہ کے ساتھ۔ ایسے موقع پر یہ سوچ لینا چاہیے کہ اگر کوئی ہمیں ہمارا حق منہ بنا کر دے تو ہم پر کیا گزرے گی۔ بالکل یہی صورتحال عورت کے ساتھ پیش آتی ہے۔ ہمیں اس کا مہر ہنسی خوشی ادا کرنا چاہیے۔

نکاح کے احکام

مومنو! تم کو جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ - اور (دیکھنا) اس نیت سے کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو انہیں (گھروں میں) مت روک رکھنا - ہاں اگر وہ کھلے طور پر بدکاری کی مرتکب ہوں (تو روکنا نامناسب نہیں) اور ان کے ساتھ اچھی طرح سے رہو سہو- اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور خدا اس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے- اور اگر تم ایک عورت

Marfat.com

کو چھوڑ کر دوسری عورت کرنی چاہو اور پہلی عورت کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ مت لینا - بھلا کیا تم ناجائز طور پر اور صریح ظلم سے اپنا مال اس سے واپس لو گے؟ اور تم دیا ہوا مال کیونکر واپس لے سکتے ہو جبکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو اور وہ تم سے عہدِ واثق بھی لے چکی ہیں -اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو ان سے نکاح نہ کرنا مگر (جاہلیت میں) جو ہو چکا (سو ہو چکا) یہ نہایت بے حیائی اور (خدا کی) ناخوشی کی بات تھی اور بہت بُرا دستور تھا-

(سورہ النساء آیت 22-19)

☆ شادی شدہ زندگی میں اگر علیحدگی یا طلاق کا ناپسندیدہ موقع آ جائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اس وقت مرد کو قطعی حق نہیں ہے کہ عورت کو آزاد کرتے وقت کسی بہانے یا جبر سے اس لئے روک رکھے کہ اس کے مال پر زبردستی قبضہ کر لیا جائے یا اس کی وراثت میں اپنا حق بالجبر منوایا جائے۔ اگر عورت بیچاری ایسی صورتحال میں مجبور ہے تو اس کے ساتھ ایسی ناانصافی اور ظلم سے باز رہا جائے۔ جو کچھ مرد اسے دے چکا ہے اس میں سے بھی وہ کچھ واپس لینے کے لئے حیلے بہانے کرے گا تو اللہ اسے ناپسند کرتا ہے۔ جو وہ عورت کو دے چکا' دے چکا۔ اب اس پر اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ نہ ہی ایسے حالات میں مرد کو جائز ہے کہ وہ بہانے اور جبر سے عورت کو گھر میں روک رکھے۔ بہتر یہی ہے کہ اسے بخوشی رخصت کر دے۔

دوسرے یہ کہ بیوی پر بے جا پابندیاں نہ لگائے۔ اسے ماں باپ کے گھر جانے سے خواہ مخواہ روکنا' یا رشتہ داروں سے نہ ملنے دینا' یا ہر وقت نامناسب روک ٹوک گھریلو فضا کو تلخ بنانے والی باتیں ہیں۔ ہاں' اگر وہ بدچلن ہو جائے اور یہ بات ثابت بھی ہو جائے تو اس پر پابندی لگا دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ایسے حالات میں تو نبی رحمت ﷺ کا صریح فرمان ہے کہ:

''عورت کی تمام خطائیں معاف کر دو۔ ہاں' لیکن اگر وہ بدکار ہو جائے تو اسے خود سے علیحدہ کر دو۔''

یعنی بدکاری کے علاوہ عورت بڑے سے بڑا قصور بھی کرے تو اس سے درگزر کرنے کا حکم ہے لیکن اگر وہ اپنی مرضی سے عصمت گنوا بیٹھے' بدچلن ہو جائے تو اسے

Marfat.com

رخصت (طلاق) دینے کا حکم ہے۔

طلاق، جائز کاموں میں واحد عمل ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے مگر بدکاری ایک ایسا فعل ہے، جس کے واقع ہو جانے پر اس کی اجازت بلکہ حکم دیا جا رہا ہے۔

بعض حالات میں عورت کو سمجھا بجھا کر راہِ راست پر لایا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو طلاق سے بچ جانا چاہئے۔ اور اگر عورت توبہ کر لے۔ اپنے گناہ پر نادم ہو اور دوبارہ ایسا نہ کرے تو اسے معاف کر دینا چاہئے۔ بعض اوقات بچوں کی مجبوری انسان کو عورت کا یہ قبیح فعل معاف کر دینے پر مجبور کر دیتی ہے۔ تب بھی اگر عورت راہِ راست پر آ جائے تو اس کے ساتھ اچھی طرح رہنا سہنا شروع کرے لیکن اصل بات جو فطرت کے قریب تر ہے، وہ وہی ہے جو ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرما دی کہ بدچلن عورت سے نجات حاصل کر لی جائے۔ یہی بہتر ہے، کیونکہ وہ کسی بھی وقت دوبارہ بہک سکتی ہے اور انسان زندگی بھر اس کی حفاظت، اسے معاف کرنے اور اسے سمجھانے بجھانے میں لگا رہے، اس سے بہتر ہے کہ اسے فارغ کر کے سکھ کا سانس لے۔

اگر مرد کو اپنی بیوی کسی ظاہری عیب کے باعث ناپسند ہو۔ جیسے رنگ کی کالی ہو، جسم میں کوئی نقص ہو، کوتاہ قامت یا لمبی ہو، کم عقل یا بے سلیقہ ہو تو ان چھوٹی چھوٹی وجوہات کے باعث اسے طلاق دے کر دوسری شادی پر نہیں تُل جانا چاہئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس میں اگر کوئی کمی ہو تو کوئی خوبی بھی ہو۔ اس خوبی کو سامنے رکھ کر اس کے ساتھ نبھانا چاہئے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں ایسی خوبیاں پیدا کر دے جو مرد کی زندگی کو سکھ اور سکون کا گہوارہ بنا دیں۔ صبر اور ضبط سے کام لے کر گزاری ہوئی زندگی آخرت میں بھی بہت بڑے اجر کا باعث بن جایا کرتی ہے۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ جسے مرد ناپسند کر کے چھوڑ دے، شاید اسی کے نصیب سے مرد کی زندگی میں خوشحالی، کفایت اور آرام کا دور دورہ ہو۔ اور جسے وہ پسند کر کے لائے وہ اس کے لئے ایسی خرچیلی، لاڈلی اور نافرمان ثابت ہو کہ اس کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دے۔ اس لئے اللہ کی عطا پر شکر گزار رہے۔ ہاں کوئی جائز وجہ ہو تو ناپسندیدہ بیوی سے جان چھڑانے میں کوئی حرج نہیں۔

نکاح کے بعد طلاق کی نوبت آ جائے تو بڑی احتیاط کے ساتھ اس مرحلے سے

Marfat.com

گزرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جب تم اپنی منکوحہ کو طلاق دو تو اس مال میں سے قطعاً کچھ واپس نہ لو جو تم اسے دے چکے ہو۔ یہ ظلم اور زیادتی ہے۔ جس عورت کو تم اپنے بستر کی زینت بنا کر اس کے بدن سے لطف لے چکے ہو' اسے جو کچھ تم دے چکے ہو' وہ اس کی مالک ہے۔ اس سے دیا ہوا مال و متاع واپس لینا ایسا ہی ہے جیسے کسی سے زبردستی اس کا حق چھین لیا جائے۔ اس سے باز رہنا ہی انسانیت ہے۔ جو کل تک تمہاری بیوی تھی' وہ تمہارے گھر بار کی مالک اور منتظم بھی تھی۔ آج اگر اس سے یہ حق چھن گیا ہے تو اسے اس کے مرتبے سے محروم کر دیا جانا ہی بہت بڑی سزا ہے۔ اس کا مال چھین کر اسے بے آسرا و بے یارومددگار کر دینا ناانصافی ہے۔ مرد کو حاکم و فائق ہوتے ہوئے ایسی کوئی حرکت زیب نہیں دیتی جو اسے کمینہ ظاہر اور ثابت کر دے۔ کیا یہ اچھا لگے گا کہ مرد اپنی گزشتہ خوشگوار زندگی میں عورت کو جس مال و منال کا مالک بنا چکا ہے اور عورت اس سے یہ عہد بھی لے چکی ہے کہ وہ اس مال میں سے کچھ واپس نہیں لے گا' وہی مال و منال مرد زبردستی' حیلے سے' چالاکی اور ہشیاری کے ساتھ عورت سے واپس ہتھیا لے۔ ہرگز نہیں۔ یہ اس کی شان اور اللہ کی رضا کے خلاف ہے۔

اب یہاں ایک ایسے مسئلے پر اللہ تعالیٰ اپنا حکم جاری فرما رہا ہے جس کے بارے میں آج ہم سوچ بھی لیں تو روح کانپ اٹھتی ہے۔

دورِ جہالت میں' بعثتِ سرکارِ دو عالم ﷺ سے پہلے عرب میں رواج تھا کہ باپ کے مرنے پر بڑا بیٹا اپنے باپ کی تمام بیویوں کا خاوند ہو جاتا تھا۔ وہ ان کے ساتھ مباشرت کرتا اور بچے پیدا کرتا تھا۔

اسلام نے اس قبیح اور غیر فطری فعل کا خاتمہ فرما دیا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اس غلیظ رسم پر مہر لگا دی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس برائی کو مٹا دیا۔ اللہ کے نزدیک یہ ایک ایسی بے حیائی اور بے شرمی کی بات تھی جس کا خاتمہ بیحد ضروری تھا۔ تاہم دورِ جہالت میں جو ہو چکا تھا' اس پر کسی بھی گرفت سے درگزر کیا گیا کیونکہ احکامات آ جانے کے بعد کے جرم پر تو تعزیر اور قدغن لگانا جائز تھا' اس سے پہلے کے افعال پر سزا کا کوئی جواز نہ تھا۔ باپ کی بیویوں کو اس کے مرنے کے بعد سب بیٹوں کے لئے ماں کا درجہ دیا گیا۔ ان کی عزت سوتیلے سگے تمام بیٹوں پر ایک سگی ماں ہی کی طرح لازم قرار دی گئی اور

Marfat.com

تاقیامت عورت کو اس بے حیائی سے چھڑا لیا گیا جسے وہ خلافِ فطرت برداشت کرنے پر طوعاً وکرہاً مجبور تھی۔

نکاح کن سے حلال ہے اور کن سے حرام؟

تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو، اور رضاعی بہنیں اور ساسیں حرام کردی گئی ہیں اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو ان کی لڑکیاں جنہیں تم پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر ان کے ساتھ تم نے مباشرت نہ کی ہو تو (ان کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرلینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور تمہارے صلبی بیٹوں کی عورتیں بھی۔ اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم والا ہے۔ اور شوہر والی عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں) مگر وہ جو (اسیر ہو کر لونڈیوں کے طور پر) تمہارے قبضے میں آجائیں۔ (یہ حکم) خدا نے تم کو لکھ دیا ہے۔ اور ان (محرمات) کے سوا اور عورتیں تم کو حلال ہیں اس طرح کہ مال خرچ کر کے ان سے نکاح کرلو بشرطیکہ (نکاح سے) مقصود عفت قائم رکھنا ہو' نہ کہ شہوت رانی۔ تو جن عورتوں سے تم فائدہ حاصل کرو ان کا مہر جو مقرر کیا ہو ادا کردو اور اگر مقرر کرنے کے بعد آپس کی رضا مندی سے مہر میں کمی بیشی کرلو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ بیشک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

(سورہ النساء آیات 24-23)

☆ یہاں ان رشتوں کی وضاحت کی جا رہی ہے جن سے مرد کا نکاح جائز یا حرام ہے۔ سب کچھ صاف صاف بتایا جا رہا ہے. پھر بھی چند چیزیں عام مسلمان کے لئے وضاحت طلب ہیں' ان کی تسلی کے لئے عرض ہے کہ:

ا۔ سگی ماؤں' بہنوں' بیٹیوں' پھوپھیوں' خالاؤں' بھتیجیوں اور بھانجیوں کے ساتھ ساتھ مرد پر وہ تمام عورتیں بھی نکاح کے ضمن میں حرام ہیں جنہوں نے اسے شیر خواری کے زمانے میں اپنا دودھ پلایا ہو۔ ایسی عورت جس کا مرد نے دودھ پیا ہو' اس کے لئے سگی ماں کا درجہ رکھتی ہے اور اس کی بیٹیاں اس کی سگی بہنوں کی طرح ہیں۔ اس لئے

Marfat.com

اپنی رضاعی ماں یا رضاعی بہنوں سے اس کا نکاح حرام ہے۔ بالکل یہی حکم عورت کے لئے ہے کہ وہ سگے باپ' بھائی' بیٹے' پھوپھا' خالو' ماموں' چچا کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی۔ ساتھ ہی اس پر اپنا رضاعی باپ اور رضاعی بھائی بھی نکاح کے لئے حرام ہے۔

۲۔ مرد پر اس کی ساس نکاح کے لئے حرام ہے۔ ساس ماں کے حکم میں آتی ہے۔ اس کی بیٹی سے مرد مباشرت کرتا ہے۔ جس طرح ایک بستر پر دو سگی بہنیں اکٹھی نہیں کی جا سکتیں' اسی طرح ایک مرد کے نکاح میں بیٹی اور ماں اکٹھی نہیں آ سکتیں۔ بلکہ ایک کے بعد دوسری بھی نہیں آ سکتی۔ یعنی یہ بھی حرام ہے کہ مرد بیٹی (یعنی اپنی بیوی) کو طلاق دے کر یا اس کے مرنے کے بعد اس کی ماں سے شادی کر لے یا ماں (یعنی ساس) کو طلاق ہو جانے یا اس کے بیوہ ہو جانے کے بعد اس سے نکاح کر لے۔

۳۔ مرد اگر ایک ایسی عورت سے شادی کرے جو پہلے شادی شدہ تھی' اب اسے طلاق ہو گئی یا وہ بیوہ ہو گئی تو یہ جائز ہے مگر اس کی موجودگی میں' اسے طلاق دے دینے کے بعد یا اس کے مر جانے کے بعد بھی وہ اس کی کسی بیٹی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ چونکہ وہ اس لڑکی کی ماں سے مباشرت کر چکا ہے اس لئے اب اس عورت کی بیٹی مرد کی بیٹی کے حکم میں ہے اور بیٹی سگی ہو یا سوتیلی' اس کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ ہاں' اگر اس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ مباشرت سے پہلے ہی اس سے طلاق واقع ہو گئی تو اس صورت میں وہ اس کی بیٹی یا ماں سے نکاح کر سکتا ہے۔

۴۔ مرد ایک عورت کے ساتھ نکاح کرتا ہے مگر مباشرت کی نوبت نہیں آتی اور دونوں میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس صورتحال میں وہ مرد اس مطلقہ عورت (جس کے ساتھ اس نے نکاح تو کیا مگر مباشرت سے پہلے طلاق دے دی) کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔

۵۔ لے پالک بیٹے کی بیوی سے بھی نکاح جائز ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

لے پالک بیٹا وفات پا جائے' یا

اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔

تب اس کی بیوی سے نکاح ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے حضرت زیدؓ کو اپنا بیٹا بنایا۔ ان کی شادی اپنی عزیزہ حضرت زینبؓ کے ساتھ فرمائی مگر دونوں میں بن نہ سکی اور بالآخر طلاق ہوگئی۔ تب اللہ کا حکم آیا کہ اب آپ ﷺ زینبؓ ' جنہیں زیدؓ طلاق دے چکے ہیں' سے نکاح فرما لیں' تاکہ یہ الجھا ہوا مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے کہ لے پالک بیٹے کی بیوی سے شادی جائز ہے یا نہیں؟ نبی کریم ﷺ کے ہر نکاح کے ساتھ کوئی نہ کوئی ایسا مسئلہ جڑا ہوا ہے جو امت کے لئے تا قیامت کسی ایسی الجھن کا حل دامن میں سمیٹے ہوئے ہے' کسی ایسے حکم کی تعمیل کا نمائندہ ہے جسے اللہ کے نزدیک بیحد اہمیت حاصل ہے۔

لے پالک بیٹے کی بیوی سے شادی کا مسئلہ اس نکاح سے حل ہوا جو نبی کریم ﷺ نے حضرت زیدؓ کے طلاق دینے کے بعد حضرت زینبؓ سے فرمایا۔

۶۔ دورِ جاہلیت میں یہ عام رواج تھا کہ مرد ایک ہی خاندان سے' ایک ہی کنبے سے کئی کئی سگی بہنوں کو اپنے نکاح میں لے لیتے تھے۔ اسلام نے اس بات کی ممانعت بھی فرما دی کہ ایک مرد ایک وقت میں دو (یا اس سے زائد) سگی بہنوں کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا۔ ایک کی وفات یا اسے طلاق دینے کے بعد دوسری سے نکاح جائز ہے۔

۷۔ وہ عورتیں جو شادی شدہ ہیں' وہ بھی دوسرے مرد پر حرام ہیں جب تک ان کے خاوند زندہ ہیں یا انہیں طلاق نہ دے دیں۔ یعنی یہ حرام ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ہوتے یا نہ ہوتے ہوئے دوسروں کی بیویوں سے مباشرت کرتا پھرے۔ یہ زنا کے ضمن میں آئے گا اور ایسا مرد اور عورت دونوں قابلِ تعزیر و حدود ہیں۔ ہاں' جنگ کے بعد مالِ غنیمت میں اسیر ہو کر آئی ہوئی غنیم کی عورتیں لونڈیوں کی شکل میں اگر مرد کے حصے میں آئیں تو ان کی بات دوسری ہے تاہم اب ایسا کوئی رواج ہی نہیں رہا کہ مالِ غنیمت میں عورتیں بھی گرفتار ہو کر لونڈیوں کی صورت مسلمان مردوں کے ہاتھ لگیں۔ اس لئے اب اپنی جائز بیویوں پر ہی گزارا کرنا ہوگا۔

مذکورہ بالا رشتے' جن سے نکاح حرام ہے' ان کے علاوہ مرد پر تمام عورتیں حلال ہیں اور وہ اپنی حیثیت کے مطابق مال خرچ کر کے' جہاں چاہے نکاح کر سکتا ہے مگر اس بارے میں بھی یہ شرط عائد کر دی گئی کہ وہ یہ نہ کرے کہ جہاں کوئی خوبصورت عورت دیکھی' رال ٹپکانے لگے اور ہر جائز ناجائز ذریعے سے اس کے ساتھ نکاح کرنے پر تل

Marfat.com

جائے۔نکاح کا مقصد جائز طریقے سے نفس کی خوشی حاصل کرنا' خود کو زنا کے گناہ سے بچانا اور اولاد کا حصول ہونا چاہیئے نہ کہ شہوت رانی ۔ جو مرد صرف اپنی شہوت پوری کرنے کے لئے نکاح پر نکاح کرتے اور طلاق پر طلاق دیے جاتے ہیں' وہ کوئی اچھا کام نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ اپنی خواہش پوری کرنے کے بعد' جی بھر جانے پر' اپنی بے قصور بیوی کو اس لئے طلاق دے دیتے ہیں کہ مزید نکاح کرسکیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ بغیر کسی شرعی عذر اور جائز سبب کے طلاق اللہ کے قریں ناپسندیدہ ترین عمل ہے جس میں اس کی ناراضگی کا اندیشہ ہر قدم پر موجود رہتا ہے۔ ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ ان کی بے قصور طلاق پانے والی بیوی اللہ کے حضور فریاد کرے اور وہ اللہ کے عذاب کی گرفت میں آ جائیں۔ اس لئے محض شہوت پرستی کے لئے نئی نئی عورتیں چکھتے رہنے والوں کو اللہ کی ناراضگی کے بارے میں بھی سوچنا چاہیۓ' جو ایسی بیہودگیوں پر کسی بھی وقت گرفت کرسکتا ہے۔

جس عورت سے مومن مرد نکاح کرے اس کا مہر ادا کرنا اس پر فرض ہے۔ اس کی ادائیگی میں ہچر مچر یا حیلے بہانے سے کام لینا روا نہیں ہے۔ مہر اپنی گنجائش کے مطابق باندھا جائے تو مرد کبھی مشکل کا شکار نہیں ہوتا مگر یہاں نمود و نمائش کے لئے اپنی حیثیت سے بڑھ کر مہر باندھ دیا جاتا ہے یا پھر اس کی دوسری بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہم لوگوں میں عام تاثر یہ ہے کہ مہر جتنا چاہے باندھ دو' کون سا ادا کرنا ہے؟ یہ بات سرے سے ہی غلط ہے۔ مہر ادا کرنا مرد پر لازم ہے۔ اس کے بارے میں نہ ادا کرنے کی بدنیتی یا یہ کہ جب چاہے ادا کرلیں گے' دونوں باتیں اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اور قابل گرفت ہیں۔ عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہے اپنے مہر کا مرد سے مطالبہ کرسکتی ہے اور مرد اسے مہر ادا کرنے کا شرعی اور قانونی طور پر پابند ہے' ورنہ اس کے خلاف کارروائی کی جاسکتی ہے۔ ایسا بھی جائز ہے کہ عورت مرد کو اپنا مہر زبانی کلامی معاف کر دے مگر بعد میں جب چاہے وہ اس کا دوبارہ مطالبہ کرسکتی ہے اور وصول بھی کرسکتی ہے۔ یہ اس کا حق ہے جسے وہ جیسے چاہے لینے کی مجاز ہے۔ ہاں' مرد اس کے ساتھ باہمی رضامندی سے مہر میں کمی بیشی کرالے' معاف کرالے تو الگ بات ہے مگر اس میں عورت کی رضامندی بخوشی لازم ہے۔ اگر بااکراہ و جبر اس سے مہر معاف

Marfat.com

کرایا جائے یا اس میں کمی کرائی جائے تو یہ جائز نہیں ہے۔ اس کی سزا انسانی قانون میں بھی موجود ہے اور اللہ کے نزدیک تو بہر حال یہ قابلِ تعزیر ہے ہی۔ یہاں بچ گئے تو وہاں پھنس جانے کے امکانات تو پورے پورے موجود ہیں۔

نکاح اور لونڈیاں

اور جو شخص تم میں سے مومن آزاد عورتوں (یعنی بیبیوں) سے نکاح کرنے کا مقدور نہ رکھے تو مومن لونڈیوں ہی سے جو تمہارے قبضے میں آ گئی ہوں (نکاح کرلے) اور خدا تمہارے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو تو ان لونڈیوں کے ساتھ ان کے مالکوں سے اجازت حاصل کر کے نکاح کرلو۔ اور دستور کے مطابق ان کا مہر بھی ادا کردو بشرطیکہ عفیفہ ہوں۔ نہ ایسی کہ کھلم کھلا بدکاری کریں اور نہ در پردہ دوستی کرنا چاہیں۔ پھر نکاح میں آ کر بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں تو جو سزا آزاد عورتوں (یعنی بیبیوں) کے لئے ہے اس سے آدھی ان کو (دی جائے۔) یہ (لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی) اجازت اس شخص کو ہے جسے گناہ کر بیٹھنے کا اندیشہ ہو اور اگر صبر کرو تو یہ تمہارے لئے بہت اچھا ہے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ النساء آیت 25)

☆ مرد اگر مفلس ہو اور نکاح کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل نہ ہو تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ آسانیاں پیدا فرما دی ہیں تاکہ وہ برائی کے راستے پر چل کر زنا اور بدکاری کا مرتکب نہ ہو۔

پہلی سہولت تو یہ دی گئی کہ اگر وہ مفلس ہے تو مالِ غنیمت میں ہاتھ آئی ہوئی کسی لونڈی کے ساتھ نکاح کرلے اور اپنے نفس کو جائز طریقے سے راضی کرنے کا انتظام کرلے۔

اگر اس کے حصے میں کوئی لونڈی نہیں آئی یا وہ کسی ایک لونڈی کا مالک بھی نہیں ہے تو اپنے کسی دوست سے لونڈی برائے نکاح مانگ لے۔ اس کی اجازت سے اس کی لونڈی سے نکاح کرلے اور ازدواجی زندگی کی شروعات کرے مگر یہاں ایسی لونڈی کے لئے ایک شرط عائد کر دی گئی کہ جس لونڈی سے مسلمان مرد نکاح کرنا چاہتا ہے' وہ

Marfat.com

پاکدامن اور شریف ہو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لونڈی بدکار ہو اور علی الاعلان یا چھپ چھپا کر لوگوں کے بستر گرم کرنے کی عادی ہو۔ ایسی لونڈی سے شادی کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ کل کلاں کو اس سے مرد کی اولاد بھی ہوگی تب اسے کیا پتہ چلے گا کہ لونڈی کے بطن سے ہونے والی اولاد کا باپ وہ خود ہے یا لونڈی کا کوئی اور آشنا؟ اس لئے اس کا باعصمت وعفت ہونا ایک لازمی شرط ہے جس لونڈی سے مومن مرد نکاح کا خواہشمند ہے۔ ہاں' اگر لونڈی مومن مرد کے نکاح میں آ کر بدکاری کا گناہ کر بیٹھے تو اسے تعزیر کے طور پر وہ آدھی سزا دی جائے گی جو ایک آزاد عورت کے بدکار ہو جانے پر دی جاتی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ وہ آزاد عورت نہیں تھی' بلکہ ایک لونڈی تھی اور اس کے حقوق ویسے نہیں ہیں جیسے ایک آزاد مومنہ عورت کے ہیں۔ اسلام کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا۔ اگر وہ کسی کے حقوق آدھے روا کرتا ہے تو سزا بھی آدھی ہی دیتا ہے۔

لونڈی کے ساتھ عام حالات میں نکاح سے احتراز ہی بہتر ہے۔ مرد اگر صبر کر لے اور اپنے حالات بہتر ہونے کا انتظار یا انتظام کرے اور اس کے بعد کسی شریف زادی سے نکاح کرے تو یہی اس کے حق میں بہتر ہے۔ ہاں' اگر وہ اس اندیشے میں مبتلا ہو کہ اگر اس نے جائز ذریعہ اختیار نہ کیا تو زنا کا مرتکب ہو جائے گا تو اس حالت میں لونڈی کے ساتھ نکاح کر لینا ہی بہتر ہے تاکہ وہ مجبوری کا مگر جائز راستہ اپنا کر ایک گناہِ کبیرہ سے بچ سکے۔

یتیم بچیوں کے ساتھ نکاح

اے پیغمبرؐ! لوگ تم سے (یتیم) عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ خدا تم کو ان کے (ساتھ نکاح کرنے کے) معاملے میں اجازت دیتا ہے اور جو حکم اس کتاب میں پہلے دیا گیا ہے وہ ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے جن کو تم ان کا حق تو دیتے نہیں اور خواہش رکھتے ہو کہ ان کے ساتھ نکاح کرلو اور (نیز) بیچارے بے کس بچوں کے بارے میں اور یہ (بھی حکم دیتا ہے) کہ یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو۔ اور جو بھلائی تم کرو گے خدا اس کو جانتا ہے۔

(سورہ النساء آیت 127)

Marfat.com

☆بعض لڑکیاں یتیم اور والدین کی طرف سے ترکے اور مال و جائیداد کی صورت میں مالدار ہوتی ہیں۔ ان کے مال پر نگران اور مہتمم افراد کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ان لڑکیوں سے خود ہی نکاح کرلیں تاکہ ان کے اموال پر مکمل قابض ہو کر عیش کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ یہاں اسی نازک مسئلے کے بارے میں حکم فرما رہا ہے کہ ایسے لوگ یتیم بچیوں کا حق تو ان کے حوالے کرتے نہیں یعنی ان کے اموال ان کے تصرف میں دینے سے گریز کرتے ہوئے حیلوں بہانوں میں لگے رہتے ہیں اور اوپر سے یہ چاہتے ہیں کہ ان یتیم اور مجبور بچیوں سے نکاح کرلیں تاکہ رہی سہی رکاوٹ بھی دور ہو جائے اور وہ ان کے مال و متاع پر عیش کرسکیں۔ ناانصافی کی یہ شکل اللہ کو بیحد ناپسند ہے۔ اللہ کا فرمان ہے کہ یتیم کا مال کھانا' جہنم کے انگارے کھانے کے مترادف ہے مگر لوگ اس کے احکام کو پس پشت ڈال کر یتیموں پر ظلم کرنے کے نئے نئے راستے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ حکم یہ ہے کہ اگر ایسے مرد ان یتیم بچیوں کے ساتھ شادی کے بعد انصاف' نرمی اور محبت بھرا پُرخلوص سلوک کرسکیں تو ان سے نکاح کریں ورنہ ان کے اموال ان کے حوالے کر کے امانت داری کا ثبوت دیں اور خیانت کے جرم کے ارتکاب سے بچ جائیں تاکہ کل اللہ کی عدالت میں سزا کے مستحق نہ ٹھہریں۔ یتیم بچہ ہو یا بچی' اس کے حق کے بارے میں اللہ کا فرمان یہی ہے کہ اسے ناجائز طور پر کھانے والا اللہ کے عذاب کا سزاوار ہوگا اس لئے مرد حضرات کے لئے' یتیم بچی یا بچے کے بارے میں پوری احتیاط سے کام لینے ہی میں نجات مضمر ہے۔

نکاح کے بعد فطری الجھنیں

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں کسی قرارداد پر صلح کرلیں اور صلح خوب (چیز) ہے۔ اور طبیعتیں تو بخل کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ اور اگر تم نیکوکاری اور پرہیزگاری کرو گے تو خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔ اور تم خواہ کتنا ہی چاہو' عورتوں میں ہرگز برابری نہیں کرسکو گے تو ایسا بھی نہ کرنا کہ ایک ہی طرف ڈھل جاؤ۔ اور دوسری کو (ایسی حالت میں) چھوڑ دو کہ گویا ادھر میں لٹک رہی ہے۔ اور اگر آپس میں موافقت

Marfat.com

کرلو اور پرہیز گاری کرو تو خدا بخشنے والا مہربان ہے۔اور اگر میاں بیوی (میں موافقت نہ ہوسکے) اور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو خدا ہر ایک کو اپنی دولت سے غنی کردے گا اور خدا بڑا کشائش والا (اور) حکمت والا ہے۔

(سورہ النساء آیت 130-128)

☆مرد اور عورت نکاح کے بعد کبھی کبھار ایسی صورتحال کا شکار بھی ہو جاتے ہیں کہ مرد اپنی عورت میں کشش نہیں پاتا اور اس سے دور دور رہنے لگتا ہے یا اس کے ساتھ بحیثیت خاوند زیادتی کرنے لگتا ہے۔اس آیت میں سب سے پہلے اسی الجھن کا حل بیان کیا جارہا ہے۔

فرمایا گیا کہ اگر بیوی یہ محسوس کرے کہ اس کا شوہر اس سے بے رغبتی پر آمادہ ہے یعنی اس کی طرف سے لاپرواہی، کم نگاہی اور بے اعتنائی برت رہا ہے یا دوسری صورت یہ ہو جائے کہ وہ اس کے ساتھ اس کی طبع کے خلاف جنسی معاملات میں زیادتی کا ارتکاب کر رہا ہو جو اسے اچھا نہ لگے یا اس سے وہ بیزار ہو جاتی ہو تو دونوں صورتوں میں میاں بیوی باہم مشاورت سے ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں۔صلح صفائی کے ساتھ، بغیر لڑائی جھگڑا کئے، دونوں میں خوشگوار ماحول میں کچھ لے دے کر بھی مفارقت ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس سے دونوں کی آئندہ زندگیاں خراب ہونے سے بچ جائیں گی۔تاہم یہ خیال رہے کہ لینے دینے کے معاملے پر مرد اور عورت میں سے جو دینے والا ہو گا اس کی طبیعت میں فطری طور پر بخل کا عنصر زیادہ ہو گا۔اس بخل کے باعث معاملے کو برائی اور تلخی سے آلودہ نہیں کرنا چاہئے اور صلح صفائی کے ساتھ بات کو نمٹا لینا ہی درست اور بہتر راستہ ہے۔اس حال میں جو نرمی، انصاف اور درگزر سے کام لے گا، اللہ کے نزدیک وہی پسندیدہ اور متقی ہو گا۔اللہ اسے اس کے عمل کا اجر اچھا ہی دے گا اور اسے اس معاملے میں اگر بظاہر کوئی خسارہ بھی ہو رہا ہو گا تو وہ اسے نفع میں بدل دینے پر قادر ہے۔

اسلام میں چار شادیوں کی اجازت تو ہے مگر اس کے لئے بڑی کڑی اور بنیادی شرط چاروں بیویوں میں برابر اور یکساں سلوک قائم رکھنے کی ہے۔اللہ تعالیٰ علیم وخبیر اور حکیم وبصیر ہے۔اس کا فرمان ہے کہ یہ برابری قائم رکھنا ایک مسلمان مرد کے لئے

Marfat.com

ناممکن ہے اس لئے اگر تم ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے ہو تو اپنی طرف سے پوری کوشش کرو کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اپنی بیویوں میں مساویانہ سلوک کا نظام قائم رکھ سکو آگے اللہ مالک ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم چاروں یا تینوں یا دونوں بیویوں میں سے ایک کی طرف زیادہ مائل ہو جاؤ اور دوسری بیچاری ہر وقت جلتی کڑھتی رہے۔ جان جلاتی رہے اور دل ہی دل میں تمہارے سلوک اور التفات میں کمی کا شکوہ اللہ سے کرتی رہے۔ یہ ناانصافی تمہیں اللہ کے ہاں مجرم بنا دے گی اور تم اس کے لئے سزا کے حقدار ٹھہرو گے۔ اس مسئلے کا ایک بہترین حل تو ہمارے نبیٔ رحمت ﷺ نے اپنی ازدواجی زندگی کی مثال سے ہمارے لئے بیان فرما دیا۔

نبی کریم ﷺ کی گیارہ ازواج مطہرات تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہراتؓ (اور ہماری امہاتؓ) کی رضامندی سے ہر زوجہؓ کے ہاں جانے اور رہنے کا ایک دن مقرر فرما لیا تھا۔ اس طرح کسی زوجہ محترمہؓ کو کبھی کسی دوسری زوجہؓ سے شکایت کا موقع نہ ملتا تھا۔

اس اسوۂ حسنہ میں ہمارے لئے تقلید کی بہترین راہ موجود ہے۔ ہم اگر اسی طرح اپنی بیویوں کے ساتھ مشورہ کر کے ایک نظام قائم کر لیں تو کسی بھی بیوی کو ہم سے یا دوسری بیوی سے شکوہ نہیں ہوگا اور ہمیں مساویانہ سلوک کرنے میں بھی آسانی رہے گی۔ ہاں اس کے باوجود اگر ایسی نوبت آ جائے کہ کسی طرح بھی مُوافقت نہ ہو سکے تو باہمی رضامندی کے ساتھ مرد اور عورت کو علیحدگی اختیار کر لینی چاہئے۔ خوشگوار ماحول میں مفارقت اور ایک دوسرے کو نرمی و حسن سلوک سے رخصت کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق مرد اور عورت دونوں کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ انہیں گھریلو زندگی کے سُکھ اور چین سے مالا مال کرے گا۔ دونوں کو اپنی پسند کا خاوند اور بیوی عطا کرے گا اور دونوں اپنی آئندہ زندگیاں سکون سے گزار سکیں گے۔

ناپاک مرد اور ناپاک عورتیں

ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے۔ اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے۔

Marfat.com

یہ (پاک لوگ) ان (بدگویوں) کی باتوں سے بری ہیں (اور) ان کے لئے بخشش اور نیک روزی ہے۔ (سورہ النور آیت 26)

☆ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ نیک طینت مرد کے لئے عفت مآب عورت اور باعصمت عورت کے لئے پاکیزہ مرد ہی مخصوص ہے۔ ایسا ممکن نہیں کہ ایک زانیہ کے حصے میں ولی اللہ شوہر آ جائے اور ایک زانی کے حصے میں ولیہ بیوی آ جائے۔ انسان جس نیت سے زندگی میں اللہ سے اچھائی چاہتا ہے وہ اسے عطا کی جاتی ہے۔ اس کا دل مطمئن رہتا ہے اور وہ سکون سے زندگی گزار لیتا ہے۔

جرمنی سے ایک انجینئر پاکستان آیا۔ اس کی ڈیوٹی بہاولپور سائٹ پر تھی۔ اس کا معمول تھا کہ شام ہوتے ہی' ڈیوٹی آف کر کے وہ اپنے خیمے میں چلا جاتا اور بیئر پیتا رہتا۔ اس کے مقامی ساتھیوں میں سے اکثر نزدیکی علاقوں میں عورتوں کے پاس رات گزارنے کے لئے چلے جاتے۔ انہوں نے کئی بار اسے بھی ساتھ چلنے اور شب باشی کی دعوت دی مگر وہ مسکرا کر ٹال جاتا۔ ایک دن وہ میرے ایک دوست کے ساتھ کھلا تو اس نے بتایا کہ وہ تقریباً دس سال سے پاکستان میں ہے اور اس دوران وہ ایک بار بھی کسی عورت کے پاس نہیں گیا۔

میرے دوست نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا آپ شادی شدہ ہیں؟"

اس نے جواب دیا۔ "ہاں۔ میری بیوی بہت خوبصورت ہے اور جرمنی میں ہے۔"

"تو ان دس سالوں میں کیا کبھی آپ کو عورت کی طلب نہیں ہوئی؟"

"بارہا ہوئی ہے۔" اس نے میرے دوست کی بات کے جواب میں بیئر کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔ "مگر میں یہ سوچ کر کبھی کسی غیر عورت کے پاس نہیں گیا کہ یہاں میں خود کو زنا سے بچالوں گا تو وہاں میری بیوی کسی غیر مرد کے پاس نہیں جائے گی۔ یہ میرا یقین ہے کہ میں جب واپس جاؤں گا تو میری بیوی مجھے میری ہی طرح پاکدامن ملے گی۔"

یہ ایک غیر مسلم کا وہ عمل اور اعتقاد ہے جس کے بارے میں مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ حکم لگا دیا ہے۔ کیا ہم مسلمان ہوتے ہوئے ایسے کردار

Marfat.com

اور اعتماد کے حامل ہیں؟ اگر نہیں' تو ہمیں خود پر شرم آنی چاہئے کہ ہمارے دین کی روح ہمارے بجائے غیروں کے آنگن میں ایمان کے پھول کھلا رہی ہے اور یہ سراسر ہمارا قصور ہے۔

بیواؤں' لونڈیوں اور غلاموں کے نکاح

اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کردیا کرو۔ اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کردیا کرو۔) اگر وہ مفلس ہوں گے تو خدا ان کو اپنے فضل سے خوشحال کردے گا۔ اور خدا (بہت) وسعت والا (اور سب کچھ) جاننے والا ہے۔ اور جن کو بیاہ کا مقدور نہ ہو وہ پاکدامنی کو اختیار کیے رہیں یہاں تک کہ خدا ان کو اپنے فضل سے غنی کردے۔ اور جو غلام تم سے مکاتبت چاہیں' اگر تم ان میں (صلاحیت اور) نیکی پاؤ تو ان سے مکاتبت کرلو اور خدا نے جو مال تم کو بخشا ہے اس میں سے ان کو بھی دو۔ اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں تو (بے شرمی سے) دنیاوی زندگی کے فوائد حاصل کرنے کے لئے بدکاری پر مجبور نہ کرنا اور جو ان کو مجبور کرے گا تو ان (بیچاریوں) کے مجبور کیے جانے کے بعد خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورہ النور آیات 33-32)

☆ عرب میں رواج تھا کہ ایک تو عام لوگ اپنی بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ زمین میں گاڑ دیا کرتے تھے کہ جوان ہونے پر ان کی شادیاں دوسرے مردوں سے کرنا پڑیں گی اور یہ ان کی غیرت کو گوارا نہ تھا کہ کوئی مرد ان کی بیٹی کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارے۔ جو لوگ ایسا کرنے سے باز رہتے تھے ان میں اس کے علاوہ ایک اور بری عادت تھی کہ وہ اپنے خاندان کی بیوہ ہو جانے والی عورتوں کے دوبارہ نکاح نہ کرتے تھے۔ یہ صورتحال صرف عرب ہی میں نہیں' بہت عرصے تک برصغیر پاک و ہند میں بھی قائم رہی کہ بیواؤں کے نکاح کو شجرِ ممنوعہ خیال کیا جاتا تھا۔

اسلام نے آ کر عورت کے جہاں دوسرے حقوق اسے دلوائے' وہاں بیواؤں کے نکاح کو بھی سنتِ نبوی ﷺ کا فخر دے کر جاری کیا۔ خود نبی کریم ﷺ نے ایک سے زیادہ نکاح بیواؤں سے فرما کر ہمارے لئے اس رستے کو آسان فرما دیا جس

Marfat.com

پر چلنا اس سے پہلے خارزار راہوں پر آبلہ پائی کے مترادف تھا۔ ہند میں تو اس سنت کے اجرا کے لئے باقاعدہ جہاد کیا گیا کیونکہ راجپوت گھرانے اس مسئلے پر مرنے مارنے پرتل جاتے تھے۔ میرے دادا مرشد حضرت خواجہ محمد عبدالخالق ؒ نے ہند میں اس سنت کے اجرا کیلئے راجپوتوں سے باقاعدہ جنگیں کیں۔ ان سے مناظرے کئے اور بالآخر انہیں اس سنت پر عمل پیرا ہونے پر مجبور کر دیا۔ آج ہند میں اسی مجاہدِ سنت اور ولی اللہ کا فیضان بیواؤں کے نکاح اور یتیموں کے لئے مدرسوں کی شکل میں جاری و ساری ہے۔

بیواؤں کا نکاح نہ کرنے سے معاشرے میں جو بگاڑ آ سکتا ہے اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ جس طرح مرد کے جسمانی جذبات اسے عورت کا طلبگار بناتے ہیں' اسی طرح عورت بھی مرد کا قرب چاہتی ہے اور یہ خلافِ فطرت نہیں' عینِ فطرت ہے۔ پھر جب ایک بار کسی شے کا ذائقہ چکھ لیا جائے اور پھر اس پر پابندی عائد کر دی جائے' یعنی شادی شدہ عورت کے بیوہ ہونے پر اسے باقی زندگی کے لئے مرد کے قرب سے محروم کر دیا جائے تو اس سے اس کے جذبات اور جسمانی تقاضوں کی راہ میں باندھا جانے والا بند اگر کسی وقت ٹوٹ جائے تو اس کے لئے وہ خود کم اور اس کا دوبارہ نکاح نہ کرنے والے لوگ زیادہ گناہگار ہوں گے۔ اسلام نے اسی بے راہروی کا راستہ روکنے کے لئے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح مناسب رشتہ ملتے ہی فوراً کر دو اس میں دیر نہ کرو۔

بیوہ کے بعد دوسری تاکید لونڈیوں اور غلاموں کے نکاح کے بارے میں کی گئی۔ آج لونڈی غلاموں کا بے شک رواج نہیں ہے مگر ہمارے ملازم مرد اور عورتیں اسی ضمن میں آتے ہیں۔ اگر ہم مناسب ملازم اور ملازمہ کا نکاح کرا سکیں تو اس میں دیر نہ کرنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اندر ہی اندر گناہ میں مبتلا رہیں اور ہم لاپرواہی کر کے خواہ مخواہ گناہگار بن جائیں۔ اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کرنے پر قادر ہے۔ ہمیں صرف ان کے گھر بسانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے بعد اللہ انہیں روزگار' اولاد اور خوشحالی سے کیسے نوازتا ہے یہ اس پر چھوڑ دینا چاہئے۔ ہاں' اگر ان کے حالات ایسے دگرگوں ہوں کہ شادی کے بعد کی زندگی کے مسائل اور اخراجات سے آسانی کے ساتھ عہدہ برآ نہ ہو سکیں تو پھر انہیں صبر و سکون سے حالات کے درست

Marfat.com

ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔ اسی میں ان کے لئے بہتری پوشیدہ ہے۔

غلاموں کے ساتھ مکاتبت کا معاملہ یہ ہے کہ اگر کسی کا غلام اس کے ساتھ یہ طے کر لے کہ وہ محنت مزدوری کر کے اپنے مالک کو اس کی مطلوبہ رقم ادا کر دے گا اور اس کے عوض اس کا مالک اسے آزاد کر دے گا تو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر غلام واقعی ایسی صلاحیت رکھتا ہو کہ کمائی کر کے اپنے مالک کو مطلوبہ رقم ادا کر سکے تو مالک کو اس کے ساتھ نیکی کرتے ہوئے اس کی بات مان لینا چاہئے اور اس کے ساتھ تحریری معاہدہ کر کے مجوزہ مہلت دے دینی چاہئے تا کہ وہ اپنا عوض ادا کر کے آزادی کی زندگی حاصل کر سکے۔ یہاں ایک حکم یہ بھی دیا جا رہا ہے کہ ایسے مکاتبت کرنے والے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے اس مال میں سے جو اللہ نے ہمیں دیا ہے ان غلاموں کو بھی کچھ دینا چاہئے یعنی ان کے طے شدہ معاوضے میں کچھ چھوٹ دی جا سکے تو وہ دی جائے اور اگر ان کی مالی امداد کر کے انہیں آزاد کرنے پر قادر ہوں تو ہمیں ایسا بھی کر گزرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایسی نیکی کے عوض نجانے ہمیں اپنے فضل سے کیسے کیسے نواز دے؟

آخر میں فرمایا گیا کہ وہ لونڈیاں جو شادی کے قابل ہوں' ان کی شادی کسی غلام یا آزاد شخص سے کی بھی جا سکتی ہو مگر ان کا مالک انہیں اپنے لطف کے لئے مخصوص رکھتے ہوئے نہ آزاد کرے' نہ ان کا نکاح کسی سے کرے' تو اس صورتحال میں بدکاری کی زندگی کی وہ لونڈیاں ذمہ دار نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مجبوری کا فائدہ انہیں دے کر بخش دے گا اور اس کے بدلے اسے سزا دے گا جس نے انہیں شریفانہ ازدواجی زندگی گزارنے کا موقع دینے کے بجائے اپنے تصرف میں رکھا۔

نکاح کے بعد مباشرت سے پہلے طلاق

مومنو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کر کے ان کو ہاتھ لگانے (یعنی ان کے پاس جانے) سے پہلے طلاق دے دو تو تم کو کچھ اختیار نہیں کہ ان سے عدت پوری کراؤ۔ ان کو کچھ فائدہ (یعنی خرچ) دے کر اچھی طرح سے رخصت کر دو۔

(سورہ الاحزاب آیت 49)

Marfat.com

☆ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں اور اس لاعلمی کے باعث اکثر الٹے سیدھے مسائل میں گھر جاتے ہیں۔

فرمایا گیا کہ جب تم کسی عورت سے نکاح کرو اور شبِ زفاف گزارنے سے پہلے ہی اس کو طلاق دے دو تو اب اس عورت پر قطعاً یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے گھر جا کر یا وہیں رہ کر کسی بھی قسم کی عدت یا طہر کا عرصہ گزارے اور اس کے بعد کسی اور سے نکاح کرے۔ چونکہ اس کے بدن پر کسی مرد نے تصرف حاصل ہی نہیں کیا اس لئے عدت یا طہر اس پر لازم نہیں ہے۔ ہاں' اگر وہ ایک بار بھی مرد کے تصرف میں آ جاتی اور اس کے فوراً بعد اسے طلاق ہو جاتی تو اس کے لئے طہر گزارنا ضروری ہوتا مگر مباشرت کے بغیر اگر اسے طلاق ہو گئی تو اب وہ اگلے ہی دن کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے کی مجاز ہے۔

مباشرت ہوئی یا نہیں' یہ مسئلہ تو طے ہو گیا مگر یہاں مرد کو عورت پر حاکم ہونے کی نسبت سے ایک خاص حکم دیا جا رہا ہے کہ بے شک اس نے عورت سے مباشرت کئے بغیر اسے طلاق دے دی ہے مگر چونکہ وہ عورت کی نسبت فائق خیال کیا جاتا ہے' اسے عورت پر فوقیت دی گئی ہے اس لئے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے مقام و مرتبے کا خیال رکھتے ہوئے عورت کو اچھے طریقے سے' خرچ اخراجات دے کر رخصت کرے۔ خوشگوار ماحول میں اسے اپنے میکے جانے دے تاکہ وہ عزت کے ساتھ جیسے آئی تھی ویسے ہی واپس جائے۔ عورت کے ساتھ مرد کا یہ حسنِ سلوک اللہ کے نزدیک بہت بڑے اجر کا سزاوار ہے اور وہ اپنے وعدے کے مطابق ضرور اسے نوازے گا۔

☆☆☆

Marfat.com

نماز کے احکام

مومنو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو جب تک (ان الفاظ کو) جو منہ سے کہو سمجھنے (نہ) لگو- نماز کے پاس نہ جاؤ- اور جنابت کی حالت میں بھی (نماز کے پاس نہ جاؤ) جب تک کہ غسل (نہ) کرلو- ہاں اگر بحالتِ سفر رستے میں چلے جارہے ہو (اور پانی نہ ملنے کے سبب غسل نہ کرسکو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی لو اور پاک مٹی سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (کر کے تیمم) کرلو- بیشک خدا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے-

(سورہ النساء آیت 43)

☆ یہاں نماز کے بارے میں ان احکامات سے آگاہ کیا جا رہا ہے جن سے واقف ہونا ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔

فرمایا گیا کہ نشے کی حالت میں اس وقت تک نماز کے قریب مت جاؤ' جب تک تم اپنا کہا ہوا سمجھنے نہ لگو۔

ضروری ہے کہ اس آیت کی شان نزول بیان کیا جائے تا کہ نشے کی حرمت سے بھی آگاہی ہو جائے۔

بہت سے شرعی احکام آ جانے کے باوجود ایک عرصے تک شراب حرام نہ کی گئی۔ مسلمان اسے اکثر حسبِ سابق استعمال کرتے تھے۔ایک دن کسی نماز کا وقت ہوا تو ایک صحابیؓ رسولؐ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شغلِ مے نوشی میں مصروف تھے۔ اذان سنی تو سب وہیں جماعت کے لئے کھڑے ہو گئے۔امام نے جب قرات شروع کی تو

Marfat.com

شراب کے نشے کے باعث ایک تو آیت غلط پڑھی دوسرے ایک آیت کہیں سے اور دوسری کہیں اور سے پڑھ دی۔

اسی وقت جبریلؑ شراب کی حرمت کا حکم لے کر آ گئے اور یہ احکام ساتھ لائے جو یہاں بیان کئے جا رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فوراً اللہ کا حکم جاری فرما دیا۔ لوگوں نے ایک پل کی دیر نہ کی اور شراب کے برتن توڑ کر ساری شراب نالیوں میں بہا دی۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ اس رات شراب مدینے کی گلیوں میں یوں بہہ رہی تھی جیسے سیلاب آ گیا ہو۔

حکم یہ ہوا کہ نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ کیونکہ ایسی حالت میں تمہیں یہ خیال نہ رہے گا کہ تم زبان سے جو آیت پڑھ رہے ہو وہ صحیح ادا ہو رہی ہے یا نہیں؟

کہا گیا کہ اگر تم پر غسل جنابت واجب ہو چکا ہو' تب بھی اس وقت تک نماز مت پڑھو جب تک غسل کر کے پاک نہ ہو جاؤ۔ ہاں' اگر تم سفر میں ہو اور غسل کے لئے پانی میسر نہ ہو تو پاک مٹی پر تیمم کر کے نماز ادا کر لو۔

اسی طرح اگر تم بیمار ہو اور پانی کا استعمال تمہارے لئے مضر ہو' یا تم سفر میں ہو اور پانی نہ ملے یا رفع حاجت کر کے آئے ہو یا بیوی سے ہمبستر ہو کر فارغ ہوئے ہو اور ان سب مذکورہ حالتوں میں پانی میسر نہ ہو تو یہ سہولت دی گئی کہ پاک اور خشک مٹی پر تیمم کر کے نماز پڑھ لی جائے۔ جب تک پانی نہ ملے' تیمم وضو کا قائم مقام رہے گا اور جب پانی میسر آ جائے تو تیمم کی سہولت فوراً ختم ہو جائے گی۔ اب پانی سے غسل یا وضو کر کے ہی نماز ادا کی جا سکے گی۔ پانی کی موجودگی میں بغیر کسی شرعی عذر کے تیمم کر کے نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ پاک مٹی پر خوب زور سے دونوں ہاتھ مار کر غبار اڑائے۔ پھر دونوں ہاتھ جھاڑ کر منہ پر پھیر لے۔ دوسری بار پھر ایسا ہی کرے اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک مسح کر لے۔ تیمم اتنا ہی ہے اور یہ وضو کا کام دیتا ہے۔

☆

Marfat.com

نمازِ قصر، نمازِ خوف اور نمازِ امن

اور جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو۔ بشرطیکہ تم کو خوف ہو کہ کافر لوگ تم کو ایذا دیں گے۔ بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ اور (اے پیغمبرؐ) جب تم ان (مجاہدین کے لشکر) میں ہو اور ان کو نماز پڑھانے لگو، تو چاہئے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ مسلح ہو کر کھڑی رہے۔ جب وہ سجدہ کر چکیں تو پرے ہو جائیں پھر دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی (ان کی جگہ) آئے اور ہوشیار اور مسلح ہو کر تمہارے ساتھ نماز ادا کرے۔ کافر اس گھات میں ہیں کہ تم ذرا اپنے ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ تو تم پر یکبارگی حملہ کر دیں۔ اگر تم بارش کے سبب تکلیف میں ہو یا بیمار ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اتار رکھو مگر ہوشیار ضرور رہنا۔ خدا نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر جب تم نماز تمام کر چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حالت میں) خدا کو یاد کرو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو (اس طرح سے) نماز پڑھو (جس طرح امن کی حالت میں پڑھتے ہو) بے شک نماز کا مومنوں پر اوقاتِ (مقررہ) میں ادا کرنا فرض ہے۔

(سورہ النساء آیات 103-101)

☆ نماز کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم، احادیثِ قدسی اور پھر احادیثِ نبوی ﷺ میں مومنوں کے لئے بار بار تاکیدی احکامات صادر فرمائے لیکن ساتھ ہی اس کے لئے ہر ہر موقع و مناسبت کے حوالے سے سہولتیں اور آسانیاں بھی عطا فرمائیں۔

مسلمان حالتِ سفر میں ہو تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنے کا حکم ہے۔ نمازِ قصر یہ ہے کہ ہر نماز کے صرف فرض ادا کئے جائیں اور وہ بھی نصف۔ صرف فجر اور مغرب کے فرض دو اور تین پڑھے جائیں گے، باقی تمام نمازوں کے فرض چار کے بجائے دو دو ادا کئے جائیں گے۔ بعض لوگ اس خداداد سہولت سے صرفِ نظر کرتے ہوئے پوری نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ کے حکم پر اپنی مرضی کو ترجیح دینے والے ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ "وہ گناہگار ہوں گے اگر میری دی ہوئی سہولت سے فائدہ نہ اٹھائیں

Marfat.com

گے۔'' اس لئے سفر میں نماز قصر کر کے پڑھنا ہی درست ہے۔ سفر عام ہو یا دشمن کے علاقے میں کیا جا رہا ہو اور مسافر کو دشمنان اسلام سے اپنی جان کا خوف ہو' مسافر کی شرط کا اہل مسلمان نمازِ قصر ادا کرنے کا پابند ہے۔

جنگ کی حالت میں نماز ادا کرنے کا طریق یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک دستہ تو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے اور دوسرا اس کی حفاظت کے لئے کھڑا رہے۔ جب پہلا دستہ ایک رکعت ادا کر لے (جو دونوں سجدوں کی ادائیگی پر تمام ہوتی ہے) تو وہ سلام پھیر کر حفاظتی دستے کی جگہ لے لے اور دوسرا دستہ اس کی جگہ جا کر اپنی نماز ادا کرے۔ یہ اہتمام اس لئے کیا جانے کا حکم ہے کہ کافر و مشرک مسلمانوں کو حالتِ نماز میں جانی و حربی نقصان نہ پہنچا سکیں۔

جنگ کے بعد جب امن ہو جائے اور حالات معمول پر آ جائیں تو حسبِ قاعدہ نماز کا اہتمام کیا جائے۔ اب پوری اور باقاعدہ نماز پڑھی جائے گی۔ اب نماز کے بعد اٹھتے بیٹھتے' لیٹے ہوئے اور چلتے پھرتے ذکرِ الٰہی کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

یہاں ایک بات کا خاص طور پر حکم دیا گیا کہ نماز مسلمان مردوں اور عورتوں پر مقررہ اوقات کے ساتھ ادا کرنا فرض ہے۔ یہ نہیں کہ فجر کی نماز' بغیر کسی وجہ کے ظہر کے ساتھ ادا کر لی جائے۔ عصر مغرب کے ساتھ ملا لی جائے اور عشا' خواہ مخواہ رات کے آخری پہر جا پڑھے کہ اس کا وقت تو ساری رات پر محیط ہے۔ مقررہ وقت پر باجماعت نماز ہی اس عبادت کی اصل روح ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کم و بیش سات سو بار تاکید فرمائی۔

نماز کے لئے وضو اور تیمّم کا حکم

مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو۔ اور سر کا مسح کر لیا کرو۔ اور ٹخنوں تک پاؤں (دھو لیا کرو) اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو (نہا کر) پاک ہو جایا کرو۔ اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلا سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو اور اس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمم) کر لو۔ خدا تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں کرنا

Marfat.com

چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے تا کہ تم شکر کرو۔
(سورہ المائدہ آیت 6)

☆نماز جیسی بے پناہ تاکید کی حامل عبادت کے لئے لازمی اہتمام کے طور پر جسمانی طہارت اور اس کے ساتھ وضو کا حکم ہے۔ اگر وضو نہیں تو نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔اس کا طریقہ قرآن حکیم میں بتایا گیا مگر اس کی ترتیب جو سنتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے' ہمیں اسی پر عمل کا حکم ہے۔وضو کے لئے اعضائے بدن کو دھونے کی ترتیب نبوی ﷺ یہ ہے۔

سب سے پہلے دایاں' پھر بایاں ہاتھ تین بار دھویا جائے۔اس کے بعد تین بار منہ میں پانی ڈال کر حلق تک تر کر کے غرغرے کے ساتھ کلی کی جائے اور پانی کو منہ میں ہر طرف خوب پھیرا جائے۔ پھر تین بار ناک میں پانی چڑھایا جائے اور ناک کے بانسہ تک پانی پہنچا کر اچھی طرح صفائی کرتے ہوئے گندگی باہر نکالی جائے۔پھر تین بار پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک چہرہ دھویا جائے۔اس کے بعد پہلے دایاں اور پھر بایاں بازو کہنی تک تین تین بار دھویا جائے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو خوب گیلا کر کے پیشانی سے گدی تک سر کا مسح کیا جائے۔آخر میں پہلے دایاں اور پھر بایاں پاؤں ٹخنوں سے اوپر تک خوب صفائی کے ساتھ دھولیا جائے۔
وضو مکمل ہوا۔

ایک احتیاط یہاں ملحوظِ نظر رہے کہ رمضان کے روزے ہوں یا دوسرے نفلی روزے' یہ خیال رہے کہ روزے کی حالت میں غرغرہ نہ کرے۔اس سے پانی حلق میں جانے اور ایک آدھ قطرہ حلق سے نیچے اتر جانے کا احتمال رہتا ہے' جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔روزے کی حالت میں محض اچھی طرح کلی کر لے۔یہی کافی ہے۔ہاں' کلی کے بعد زبان کو اچھی طرح چوس کر پانی اور لعاب باہر تھوک دے تا کہ پانی حلق میں جانے کا شک نہ رہے۔

غسل جنابت ہو یا عام غسل' اس سے پہلے اسی طرح وضو کرنا ضروری ہے ورنہ مسنون غسل نہ ہوگا۔

اس کے بعد تیمم کے احکام ہیں جن کے بارے میں ہم سابقہ سطور میں بڑی

Marfat.com

صراحت کے ساتھ لکھ آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنے بندوں کو یہ بھی جتایا کہ نماز کے لئے وضو لازم ہے۔ اگر اس کے لئے پانی میسر نہ ہو تو تیمم کر لیا جائے لیکن نماز کی معافی یا رخصت مخصوص حالات کے سوا کہیں نہیں ہے۔

یہ آسانی جو وضو کے بجائے تیمم کی صورت میں دی جا رہی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی نعمت اور مہربانی ہے جس کے لئے ہمیں اس کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہم اس کی طرف سے ملنے والی آسانیوں میں اضافہ مانگ سکتے ہیں۔ اس کا شکر ادا کیا جائے تو اس کی رحمت اپنا دامن مزید وسیع کر کے ہمیں اس میں سمیٹ لیتی ہے۔ وہ تو ہمیں تنگی کے بجائے آسانی فراہم کرنے کے لئے ہمہ وقت راضی ہے، ہم لوگ ہی اس کا شکر ادا کرنے میں بخیل ہیں۔

نماز بے حیائی سے روکتی ہے

(اے محمدؐ) یہ کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اس کو پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔ کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور خدا کا ذکر بڑا (اچھا کام) ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اسے جانتا ہے۔

(سورہ العنکبوت آیت 45)

☆ یہاں اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک ﷺ کی وساطت سے ہمیں قرآن حکیم کی تلاوت اور نماز کی پابندی کا حکم دے رہا ہے۔

نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کے ہماری معاشرتی زندگی پر بڑے اچھے، دور رس اور بہترین نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ نماز پڑھنے والا قدرتی طور پر برائی سے دور ہوتا جاتا ہے۔ یہ اس عبادت کا ایک خاص اعجاز ہے۔ اصل میں ہوتا یہ ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے دن رات میں پانچ بار اللہ کے حضور جھکنے والا مسلمان اس بات کا قائل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اچھائی کے لئے منتخب کر چکا ہے تبھی تو اسے اپنے حضور حاضر ہونے کی بار بار سعادت بخش رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب ایک مسلمان ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ پڑھتا ہے تو اس میں ہر بار اللہ سے یہ دعا کرتا ہے کہ اے

Marfat.com

میرے مالک۔ مجھے سیدھا راستہ دکھا۔اور سیدھا راستہ کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی تعمیل اور برائی سے بچنا۔ برائی سے بچنے کے لئے جب ہم دن رات کی پانچ نمازوں میں سیدھے سیدھے ۴۸ بار سورہ فاتحہ پڑھتے اور اس میں یہ دعا کرتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ کی رحمت یقیناً جوش میں آتی ہوگی۔ وہ تو اپنے بندے کی ایک پکار پر لپک کر آتا ہے' چہ جائیکہ ۴۸ بار اسے پکارا جائے' تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ہمیں سیدھا راستہ نہ دکھائے؟ تب برائی ہم سے دور ہو جاتی ہے اور خیر یعنی نیکی ہمارے حصے میں لکھ دی جاتی ہے۔ برائی میں بے حیائی بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔ سو جب انسان کے دل و دماغ سے برائی کا خاتمہ ہوگا تو بے حیائی کہاں باقی رہے گی۔ اسی لئے یہاں فرمایا گیا کہ نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی یعنی بچاتی ہے۔اللہ کا ذکر نماز کی اصل روح ہے جس کے ہم نماز کے ذریعے عادی ہو جاتے ہیں اور ہماری دنیا و آخرت سنورنے کا عمل خود بخود شروع ہو جاتا ہے۔

نمازِ جمعہ اور اللہ کے فضل کی تلاش

مومنو! جب جمعے کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو خدا کی یاد (یعنی نماز) کے لئے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کردو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو اور خدا کو بہت بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔

(سورہ الجمعہ آیات 10-9)

☆ جمعہ وہ متبرک اور اہم دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے دنیا کی پیدائش کے بعد تکمیل کا کام مکمل فرمایا اور خود تختِ آسمان پر تشریف لے گیا۔

حکم ہو رہا ہے کہ جمعے کی اذان ہو جانے پر اپنے تمام کام اور خرید و فروخت ترک کردو اور نمازِ جمعہ کے لئے مسجدوں کی طرف چل دو۔ یہی مسلمانوں کے حق میں بہتر ہے۔نماز جمعہ کے بعد اللہ کو یاد کرتے ہوئے اس کی زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو تاکہ نجات پاؤ۔

یہاں چند بہت خاص الجھنوں کا حل محلِ نظر ہے۔ بات ذرا سے غور و فکر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو فرما رہا ہے وہ اس قدر واضح ہے کہ ہمیں ہمیشہ کے لئے بعض مسائل

Marfat.com

سے نجات مل جائے گی۔

دیکھئے۔ اذان کے فوراً بعد تو نمازِ جمعہ کے لئے مسجدوں کا رُخ کرنے کا حکم واضح ہے۔ اس میں تو کوئی تشکیک کا پہلو ہے ہی نہیں۔ ہاں' ایک خاص فائدے کی بات میں یہاں آپ کو بتا دوں کہ جونہی اذان ہو جائے فوراً مسجد کی طرف چل پڑنے کے حکم میں جو راز مضمر ہے وہ یہ ہے کہ احادیثِ نبوی ﷺ میں مذکور ہے۔ ''جب جمعہ کی اذان ہوتی ہے تو مسجدوں کے دروازوں پر دو فرشتے کتابِ اندراج لے کر حاضر ہو جاتے ہیں اور نمازِ جمعہ کے لئے سب سے پہلے آنے والے کا نام سب سے اوپر' پھر اس کے بعد آنے والوں کے نام علی الترتیب اس کے نیچے لکھتے جاتے ہیں۔ اسی درجہ بندی کے تحت ہر آنے والے کو ثواب کا مستحق خیال کیا جاتا ہے۔ جب جمعہ کی دوسری اذان ہوتی ہے تو فرشتے لکھنا بند کر دیتے ہیں۔ اب جو بھی آتا ہے اس کا نام ثواب پانے والوں میں درج نہیں ہو پاتا۔'' اسی لئے بعض لوگ اذان جمعہ سے بھی پہلے مسجد میں چلے جاتے ہیں اور اپنا نام اول آنے والے سے بھی پہلے لکھوا لیتے ہیں۔ یہ تو ہوا اذان جمعہ کے بعد سب کام چھوڑ چھاڑ کر نماز کے لئے مسجد میں فوراً پہنچنے کا بیان۔ اس بات کو ذہن میں رکھئے گا کہ آپ سب کام یعنی' تجارت' خرید و فروخت وغیرہ چھوڑ کر نماز کے لئے جانے کے حکم میں ہیں۔

اب آیئے دوسری بات کی طرف۔

اس کے بعد فرمایا گیا کہ جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور اللہ کی زمین میں پھیل جاؤ اور اس کا فضل تلاش کرو۔

اللہ کا فضل تلاش کرنے کا یہاں مطلب یہ ہے کہ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد دوبارہ اپنے اپنے کاموں' تجارت' خرید و فروخت وغیرہ میں مشغول ہو جاؤ اور ساتھ اللہ کا ذکر کرتے رہو تاکہ تم بے ایمانی اور جھوٹ سے بچ کر خرابیِ دنیا و آخرت سے نجات پانے والوں میں سے ہو جاؤ۔

کیا آپ کو کسی الجھن کا سامنا کرنا پڑا؟

یقیناً نہیں۔

بات صاف ہے کہ جمعے کے دن جب آپ کے کانوں میں جمعے کی نماز کے لئے

Marfat.com

اذان کی آواز پڑی' تب آپ کیا کر رہے تھے؟ کام کاج اور رزق کمانے میں مصروف تھے ناں۔ تبھی تو کہا گیا کہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر نمازِ جمعہ کے لئے مسجدوں کو چل دو۔ پھر جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو کیا حکم ملا؟ یہ کہ دوبارہ اللہ کی زمین میں پھیل جاؤ اور اس کا فضل یعنی رزق تلاش کرو۔ مطلب یہ کہ نماز سے پہلے بھی آپ کام میں مصروف تھے' نماز کے بعد بھی کام کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے' تو مجھے یہ بتایئے کہ جمعے کے دن چھٹی کا تصور کہاں ہے؟ بعض علما اور دین کے نام نہاد ٹھیکیدار ہر حکومت سے اس بات پر اڑچن ڈال کر سینگ پھنسا لیتے ہیں کہ "ہفتہ وار چھٹی جمعے کے دن کی جائے' ورنہ اسلام خطرے میں ہے۔"

کیا یہ صریحاً اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں ہے کہ وہ تو ہمیں کام کاج میں دوبارہ مصروف ہونے کا کہہ رہا ہے اور ہم اسلام کا نام لے کر ایک جان لیوا مسئلہ پیدا کرتے ہوئے جمعے کے دن چھٹی کے لئے اپنی اور حکومتِ وقت کی جان ایک کئے دے رہے ہیں۔ ہنگامے کرانے پر تلے بیٹھے ہیں اور اس بات پر کوئی سمجھوتہ صرف اس وقت کرتے ہیں جب ان کا کوئی مفاد پورا ہو رہا ہو۔

کسی بھی کام میں مشکل اور دقت اس وقت پیش آتی ہے جب ہم اپنا کام کاج چھوڑ کر اسے کرنا چاہیں۔ اگر جمعے کے دن چھٹی اسلام میں روا ہوتی تو دقت ہی کیا تھی؟ آدھے دن تک بستر میں اینڈتے رہتے۔ بارہ بجے اٹھتے' نہاتے دھوتے اور مسجد میں پہنچ جاتے' لیکن اللہ کی راہ میں' اس کے حضور حاضر ہونے کے لئے خاص طور پر کام کاج چھوڑ کر مسجد میں جانے کا حکم اسی لئے دیا گیا کہ اپنے نفس کو مار کر' اپنے نفع کا دنیاوی سودا چھوڑ کر' اللہ کے گھر کی طرف چل پڑنے کی دقت کا سامنا کرنے ہی میں اللہ کے حکم کو دنیاوی مشغولات پر ترجیح دینے کا لطف شامل ہے۔ اگر اللہ کا منشا یہ ہوتا کہ جمعے کے دن چھٹی کی جائے تو وہ کبھی کام کاج چھوڑ کر مسجد کو جانے کا نہ کہتا' یہاں حکم بستر چھوڑ کر' تفریح ترک کر کے' گھروں سے نکل کر مسجد کی طرف جانے کا ہوتا۔

ایک عام بات جو مثال کے لئے پیش کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ جن دنوں ہمارے ملک میں جمعے کی چھٹی ہوئی' ان دنوں میں مسجدوں میں نمازیوں کی تعداد جمعے کی نماز کے حوالے سے بہت کم رہی' یہ مشاہدے کی بات ہے۔ کیونکہ چھٹی کے دن

Marfat.com

شادی بیاہ اور دوسری تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے' احباب و اقارب' دوستوں اور اعزہ سے ملنے ملانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بال بچوں کو تفریح کرائی جاتی ہے۔ یہ سوچا جاتا ہے کہ چھ دن بعد تو ایک دن چھٹی کا آیا ہے' اب اسے جمعے کی نماز کے حوالے کر دیا جائے تو باقی کام رہ جائیں گے' اس لئے نماز کو طاق پر رکھ کر لوگ اپنے مشغولات میں محو ہو جاتے ہیں اور مسجدیں نمازیوں کی راہ تکتی رہ جاتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں آسانیاں فراہم کی ہیں تو وہ اس کے احکام پر عمل کرنے میں ہیں نہ کہ خواہ مخواہ اپنی مرضی اور مفادات کے تحت راہیں اختیار کرنے میں۔ جمعے کو کام کاج کرتے ہوئے اسے ترک کر کے جمعے کی نماز کے لئے جانے کے حکم میں اللہ تعالیٰ نے جو مصلحت رکھی ہے' یقیناً اب وہ سمجھ میں آ گئی ہو گی' لہٰذا اب جمعے کی چھٹی کا خیال بھی دل میں نہ آنے دیجئے کہ اسلام میں چھٹی کا تصور ہے ہی نہیں۔ بس یہ یاد رکھئے کہ مسلسل تین جمعے تک مسجد میں نمازِ جمعہ کے لئے نہ جانے والا مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اسے دوبارہ نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا پڑتا ہے' مگر اس کے باوجود تین جمعے تک نمازِ جمعہ نہ پڑھنے کی سزا معاف نہیں ہوتی کیونکہ وہ غیر مسلم سے مسلمان نہیں ہوا بلکہ اسے سزا کے طور پر اسلام کے نام لیواؤں کی فہرست سے خارج کیا گیا تھا۔ سوچئے' اگر ایسا ہمارے ساتھ ہو جائے اور ہم تجدید ایمان سے پہلے چل بسیں تو ایک مسلمان کی موت مریں گے یا کافر کی؟

☆☆☆

Marfat.com

نیک اور بُرے لوگ اور قطع رحمی

بھلا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے حق ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے؟ اور سمجھتے تو وہی ہیں جو عقلمند ہیں۔ جو خدا کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اقرار کو نہیں توڑتے۔ اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ان کو جوڑے رکھتے اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے اور برے حساب سے خوف رکھتے ہیں۔ اور جو پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (مصائب پر) صبر کرتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اور نیکی سے برائی کو دور کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغات' جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں سے جو نیکوکار ہوں گے وہ بھی (بہشت میں جائیں گے) اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے۔ (اور کہیں گے) تم پر رحمت ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے۔ اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے۔ اور جو لوگ خدا سے عہد واثق کر کے اس کو توڑ ڈالتے اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے ان کو قطع کر دیتے اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ ایسوں پر لعنت ہے اور ان کے لئے گھر بھی برا ہے۔ (سورہ الرعد آیت 25-19)

☆ یہاں سب سے اہم بات جس پر زور دیا جا رہا ہے' یہ ہے کہ اچھے لوگ جو

Marfat.com

جنت میں جائیں گے ان میں وہ لوگ سرِ فہرست ہیں جو قطع رحمی نہیں کرتے۔ یہ لوگ اپنے ساتھ اپنے اہل و عیال اور دیگر رشتہ داروں کو بھی جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہوں گے۔

قطع رحمی کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اعزہ و اقارب یعنی رشتہ داروں کے ساتھ باہمی تعلق جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ حتی الامکان اس تعلق کو بنائے رکھنا' رشتہ داروں کو ان کی زیادتیوں کے باوجود معاف کرتے رہنا' ان سے بگاڑ اور تعلق کے خاتمے کو ہوا نہ دینا' ان سے ساتھ صلہ رحمی کرتے رہنا (یعنی مصیبت' اچھے برے وقت اور خوشی و غم میں ان کا کام آنے کے ساتھ ساتھ حقوق کی ادائیگی کے وقت ان کا حق پہلے اور فراخی سے ادا کرنا صلہ رحمی کو قائم رکھنے اور) قطع رحمی سے پرہیز کا نام ہے۔

رشتہ داروں کی زیادتیوں کو برداشت کرتے ہوئے ان کے ساتھ قطع رحمی نہ کرنے پر ثابت قدم رہنے کا صلہ آخرت میں جنت کے باغوں کی صورت میں ملنے والا ہے۔ تب ان صلہ رحمی کرنے والوں سے کہا جائے گا کہ یہ تمہاری اس ثابت قدمی اور برداشت کا صلہ ہے جس کا مظاہرہ تم دنیا میں کرتے رہے۔ قطع رحمی کرنے والے کے لئے نبی کریم ﷺ کا حکم ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ہمیں اپنے معاشرتی معاملات کا جائزہ ازسرِ نو لینے کی ضرورت ہے۔ کہیں ہم صلہ رحمی سے دور اور قطع رحمی کے مرتکب تو نہیں ہو رہے؟ اگر ایسا ہے تو آج ہی اپنی اصلاح کے لئے قدم اٹھایئے کہ آنے والا لمحہ نجانے اپنے ساتھ ہمارے لئے کیا حکم لے کر آ رہا ہے۔

بُروں کا حشر

اور (قیامت کے دن) سب لوگ خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ضعیف (العقل متبع اپنے رؤسائے) متکبرین سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے پیرو تھے۔ کیا تم خدا کا کچھ عذاب ہم پر سے دفع کر سکتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اگر خدا ہم کو ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے۔ اب ہم گھبرائیں یا صبر کریں ہمارے حق میں برابر ہے۔ کوئی جگہ (گریز اور) رہائی کی ہمارے لئے نہیں ہے۔ جب (حساب کتاب کا) کام

Marfat.com

فیصل ہو چکے گا تو شیطان کہے گا (جو) وعدہ خدا نے تم سے کیا تھا (وہ تو) سچا تھا اور (جو) وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ جھوٹا تھا - اور میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا - ہاں میں نے تم کو (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہنا مان لیا - تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو - اپنے آپ ہی کو ملامت کرو - نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو - میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم پہلے مجھے شریک بناتے تھے - بے شک جو ظالم ہیں ان کے لئے درد دینے والا عذاب ہے - اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کیے وہ بہشتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ان میں رہیں گے - وہاں ان کی صاحب سلامت ''سلام'' ہوگا -

(سورہ ابراہیم آیت 23-21)

☆محشر میں جب ساری خلقت اللہ کے حضور پیش ہو گی تو شیطان کے پیروکاروں کا معاملہ عجب رنگ لئے ہوئے ہوگا۔ برائی کے علمبردار اپنے سرخیل یعنی ابلیس سے کہیں گے کہ تم تو ہمیں اپنے ساتھ بچا لینے کی بات کیا کرتے تھے۔ آج تمہارے وہ وعدے کیا ہوئے؟ وہ جواب میں بڑی سردمہری اور تلخی سے کہے گا کہ میں تو تمہیں بہکانے پر لگا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تمہیں ہر ہر قدم پر آگاہ کرتے رہے کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس کے باوجود تم میرے دامن سے آ لپٹے تو اس میں تمہارا اپنا عیش و آرام اور دنیاوی سُکھ چین کا مطلب پوشیدہ تھا۔ اب اس وقت تو میں خود پھنسا ہوا ہوں' تمہاری کیا مدد کروں گا۔ اپنے رہبر کی یہ باتیں سن کر اس کے پیروکاروں کا کیا حال ہوگا' اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ ہمارے اذہان میں تصویر کی طرح نقش ہونا چاہئے۔ ہاں' ایک خاص بات جو یہاں بتانے کی ہے وہ یہ ہے کہ شیطان نے جب اللہ سے یہ مانگ کی کہ اسے بندوں کے بہکانے کے لئے آزاد کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''جو میرے (راہِ ہدایت پر چلنے والے) بندے ہوں گے' تو انہیں ہرگز نہ بہکا سکے گا' اس لئے تو قیامت تک آزاد ہے کہ اپنی سی کر کے دیکھ لے۔'' تو شیطان کے دل میں ایک خیال یہ بھی موجزن تھا کہ چونکہ وہ فرشتوں میں سب سے اعلیٰ درجے پر فائز تھا' اس لئے وہ ایک ایسی دعا جانتا تھا جو اس کے لئے اس

Marfat.com

دلاسے کا سبب تھی کہ قیامت کے دن وہ اللہ سے یہ دعا مانگ کر بخشش پالے گا' مگر اللہ تعالیٰ حکیم و علیم ہے۔ قیامت کے دن شیطان کے قلب و ذہن سے وہ دعا محو کر دی جائے گی اور وہ سر پیٹتا ہوا جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

شیطان جو بات قیامت کے دن اپنے پیروکاروں سے کہے گا' وہ بات اللہ تعالیٰ بار بار اپنے کلام میں' اپنے حبیبِ پاک ﷺ کی زبان سے ہم گناہگاروں تک پہنچا رہا ہے کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے' اس کے فریب میں نہ آنا۔ اس کی پیروی مت کرنا ورنہ وہ تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائے گا لیکن ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات پر دھیان نہیں دیتے' شیطان کے جال میں اپنا آپ دھکیل دیتے ہیں۔ اس شرک' نافرمانی اور کفر کے پیچھے ہماری دنیاوی عیش پرستی کے علاوہ دوسرا کوئی جذبہ کارفرما نہیں ہوتا۔ پھر قیامت کے دن جب شیطان اپنے پیروکاروں سمیت جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس وقت واویلا مچانے یا فریاد کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس برے وقت سے بچنے کے لئے ہمیں دنیا کی چندروزہ زندگی ہی میں اللہ کے فرامین و احکام پر غور اور عمل کرنا ہوگا۔

نیک بندگانِ خدا کون ہیں؟

اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں - اور وہ جو اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور (عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں - اور وہ جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھنا کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے اور دوزخ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے - اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں - بلکہ اعتدال کے ساتھ۔ ضروریات سے زیادہ نہ کم۔

(سورہ الفرقان آیات 67-63)

☆ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے پیروکاروں کا حشر تو بیان فرما دیا' اپنے بندوں کا ذکر بھی ان آیات میں فرماتے ہوئے کہا کہ اس کے بندوں کی چند خاص نشانیاں ہیں

Marfat.com

جو دنیا کی فانی زندگی میں ان میں عام دکھائی دیں گی۔

ایک نشانی تو اللہ کے بندوں کی یہ ہے کہ جب وہ راہ چلتے ہیں تو انتہائی خاموشی' عاجزی اور نرمی کے ساتھ۔ وہ زمین پر قدم رکھتے ہیں تو نہایت آہستگی سے نہ کہ زور اور بلند آواز کے ساتھ۔ انہیں علم ہے کہ وہ زور سے زمین پر پاؤں مار کر اسے پھاڑ نہیں سکتے اور غرور آمیز چال اللہ کو ناپسند ہے اس لئے وہ عاجزی کے ساتھ نگاہیں جھکا کر چلتے ہیں۔

دوسری نشانی یہ ہے کہ جب جاہل اور اجڈ لوگ ان سے فضول بحث کرنا چاہتے ہیں' ان کا تمسخر اڑانے کے لئے انہیں اپنی باتوں میں الجھانا چاہتے ہیں یا ان پر طنز کرتے ہیں تو اللہ کے بندے دور ہی سے انہیں ''سلام'' کہہ کر اپنی راہ لیتے ہیں۔ فضول گفتگو کے ضرر سے بچنے کے لئے وہ ایک طرف ہو جانا پسند کرتے ہیں۔ یہی اللہ کو پسند ہے۔

تیسری نشانی یہ ہے کہ جب اللہ کے بندے اللہ کے حضور نماز و دعا کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو ان کے سجود و قیام میں ایسی عاجزی اور حضوری در آتی ہے کہ اللہ کا خوف انہیں خزاں رسیدہ پتے کی طرح لرزائے دیتا ہے۔ وہ اپنے رب سے تہجد کی خاص نماز میں کانپ کانپ کر دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتے اور اس کی مہربانی کے طلبگار ہوتے ہیں۔ ان کی یہ ادا اللہ کو بھاتی ہے اور وہ ان پر اپنا خاص کرم کر کے ان کے دلوں کو سکون اور اطمینان سے بھر دیتا ہے۔

دنیاوی زندگی بسر کرتے ہوئے یہ لوگ اللہ کے احکام کو ہمیشہ مدِ نظر رکھتے ہیں۔ جہاں انہیں خرچ کرنا ہوتا ہے وہاں ضرور خرچ کرتے ہیں اور جتنا خرچ کرنا چاہئے اتنا ہی خرچ کرتے ہیں۔ نہ تو یہ نمود و نمائش کے لئے اسراف کرتے ہوئے فضول رسم و رواج میں بے جا روپیہ اڑاتے ہیں اور نہ ہاتھ اتنا کھینچ لیتے ہیں کہ انہیں بخیل اور کنجوس کہا جا سکے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بندے اعتدال کی راہ چلتے ہیں جو اسراف اور بخل کے بین بین ہے۔ اعتدال وہ اصول ہے جو زندگی کے ہر ہر شعبے پر محیط ہے اور اس سے صرفِ نظر کرنے والے یا تو ہمیشہ تنگی ترشی اور قرضوں کا شکار رہتے ہیں یا پھر کنجوسی کی پستیوں میں اترتے چلے جاتے ہیں اور ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ گداگروں

Marfat.com

سے بدتر زندگی ان کا مقدر بن کر رہ جاتی ہے۔ دونوں انتہاؤں کا نتیجہ برا ہے اس لئے اللہ کے بندے اللہ کے فرمان کے مطابق اعتدال ہی پر کاربند رہتے اور سکھ سے زندگی گزارتے ہیں۔

شرک سے توبہ تک

اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق (یعنی شریعت کے حکم) سے۔ اور بدکاری نہیں کرتے - اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا - قیامت کے دن اس کو دگنا عذاب ہوگا اور ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا - مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو خدا نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے- اور جو توبہ کرتا اور عمل نیک کرتا ہے تو بے شک وہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ (سورہ الفرقان آیات 71-68)

☆ شرک کے بارے میں بہت کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے۔ یہاں صرف ایک بار پھر اتنا بتا دینا کافی ہے کہ شرک وہ گناہ ہے جس کی اللہ کے ہاں معافی نہیں ہے۔ انسان لاکھ نیک ہو' اگر مشرک ہے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بس۔

دوسرا حکم جو یہاں توجہ کا طالب ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو جانور ہم پر حلال فرمائے ہیں انہیں بلاوجہ اور غیر شرعی طریقے سے مار ڈالنے کی ممانعت ہے۔ اصول یہ ہے کہ شریعت کے احکام کے مطابق ان پر اللہ کا نام لے کر انہیں ذبح کیا جائے اور پھر استعمال میں لایا جائے۔ اللہ کا نام لئے بغیر اور غیر شرعی طریقے سے ہلاک کیا گیا جانور کھانے کے لئے حلال نہیں ہے۔ ہاں' جو جانور بیمار یا زخمی ہو اور اسے جان سے مارنا ضروری ہو اسے ہلاک کرنے کی اجازت ہے۔

بدکاری ایک ایسا گناہ ہے جس کی سزا اگر دنیا میں نہ بھگتی جائے تو آخرت میں اس پر دگنا عذاب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ جنہیں ہدایت دیتا ہے اور وہ گناہ کے بعد توبہ پر مائل ہوتے ہیں' ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ممکن ہو تو وہ اپنے گناہ کی سزا دنیا ہی میں بھگت لیں تاکہ آخرت کے دگنے اور دردناک عذاب سے بچ سکیں۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک عورت سے زنا سرزد ہو گیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کے حضور آ کر اقرارِ گناہ کیا اور سزا کی طالب ہوئی۔ وہ عورت اس وقت حاملہ تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے زچگی کے بعد آنے کا حکم دیا۔ وہ بچہ پیدا کرنے کے بعد آئی تو آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ سوا دو سال تک بچے کو دودھ پلانے کے بعد آنا۔ وہ مقررہ مدت پوری کرنے کے بعد آئی تو نبی کریم ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔

دنیا میں اپنے گناہ کی سزا پا لینے کی آرزومند اس عورت نے انتہائی صبر کے ساتھ سنگساری کا مرحلہ برداشت کیا اور جب اس کی موت واقع ہو گئی تو آپ ﷺ کو اس امر کی اطلاع دی گئی۔ آپ ﷺ کے حضور موجود ایک صحابی نے اس عورت کے بارے میں اس کے گناہ کے حوالے سے کوئی ناپسندیدہ بات کہی۔ اس پر آپ ﷺ نے ناراضگی سے ان صحابی کی طرف دیکھا اور فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو اس کی (گناہ کی سزا دنیا میں پا لینے کی) نیت کے سبب ایسی بخشش سے نوازا ہے کہ اگر اس کی بخشش کو تقسیم کر دیا جائے تو سارا مدینہ اس سے فیضیاب ہو جائے۔"

سبحان اللہ۔ اللہ کے عذاب کے خوف سے دنیا میں اپنے گناہوں کی سزا بھگت لینے پر عمل پیرا لوگ کیسے خوش بخت ہوتے ہیں' اس کا ادراک اس ایک واقعے سے ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا گیا کہ جو لوگ اپنے گناہوں پر توبہ کر کے سیدھے راستے پر چل پڑتے ہیں۔ دوبارہ گناہ کی طرف مائل نہیں ہوتے اور خلوصِ نیت کے ساتھ حالتِ ایمان میں اللہ کے حضور گڑگڑاتے رہتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کے خلوص کے باعث ان کی خطائیں بھی بخش دیتا ہے اور ان کے گناہوں کو بھی نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ یہ اس کی رحمتِ خاص ہے جو ہر ایک کے لئے عام نہیں ہے مگر جس پر ہو جائے اس کے خوش نصیب ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔" اللہ کے حضور نیک نیتی' خلوص اور آئندہ کے لئے گناہ کے راستے پر نہ جانے کے عزم بالجزم کے حامل لوگ ہی اس فرمان پر پورا اترتے ہیں اور انہی کے لئے اللہ کی بخشش

Marfat.com

اور رحمت خاص ہے۔ ہمیں انہی لوگوں میں شامل ہونے کے لئے ہر وقت سعی کرنی چاہئے۔

جھوٹی گواہی اور آیاتِ الٰہی پر غور وفکر

اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب ان کو بیہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو بزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں۔ اور وہ کہ جب ان کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو ان پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور وفکر سے سنتے ہیں)۔ اور وہ جو (خدا سے) دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا۔ ان (صفات کے حامل) لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیئے جائیں گے اور وہاں فرشتے ان سے دعا وسلام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے۔

(سورہ الفرقان آیات 76-72)

☆ دنیاوی معاملات میں گواہی یا شہادت کو بے پناہ اہمیت دی گئی ہے۔ جیسے ہم اللہ کے ایک ہونے کی گواہی زبان و دل سے دینے کے بعد ہی مسلمان کہلا سکتے ہیں اسی طرح کسی بھی معاملے میں سچی گواہی دے کر ہم اس حکم کو پورا کرنے والوں میں سے ہو سکتے ہیں جو اللہ نے یہ کہہ کر دیا کہ ''گواہی کو مت چھپاؤ۔ یہ خیانت ہے'' اور خائن سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

دوسرا حکم یہاں ایک مثال کے ذریعے یہ دیا جا رہا ہے کہ راہ چلتے اگر ہمیں کوئی بیہودہ بات نظر پڑے تو ہمیں بزرگانہ انداز سے گزر جانا چاہئے۔ یہاں بزرگانہ انداز کی تشریح بیحد ضروری ہے۔

دیکھئے۔ بزرگ جب اپنے سے چھوٹوں یا بچوں کو کوئی غلطی کرتا دیکھتے ہیں تو ان کا رویہ دو باتوں پر مبنی ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ چشم پوشی کرتے ہوئے ایک طرف ہو جاتے ہیں اور دوسرا یہ کہ وہ غلطی پر باقاعدہ سرزنش کرتے اور کبھی کبھی ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔

Marfat.com

چشم پوشی تو ایسے فعل پر کی جاتی ہے جس کے بارے میں اس وقت کہنا سننا مناسب نہیں ہوتا اور اس پر سرزنش کے لئے کوئی دوسرا موقع ذہن میں رکھ لیا جاتا ہے۔ جیسے اگر کوئی بچہ چار دوستوں میں بیٹھا سگریٹ پی رہا ہے تو آپ اسے دیکھ تو لیں' اسے بھی یہ احساس ہو جائے کہ میرے بزرگ نے مجھے سگریٹ نوشی کرتے ہوئے دیکھ لیا ہے مگر آپ اسے اس کے دوستوں میں ذلیل کریں گے تو خطرہ یہ ہے کہ وہ باغی اور گستاخ ہو کر آپ کے منہ کو آ جائے گا۔ یا یہ سمجھ لے گا کہ چار گالیاں اور دو تھپڑ ہی تو ہیں' اس کے علاوہ کیا ہو گا۔ چلو' اب آزادی سے اور علی الاعلان سگریٹ نوشی کرو۔ جو بے عزتی ہونا تھی وہ تو ہو گئی۔ اس صورتحال سے بچنے کے لئے اس وقت بچے کی غلطی سے چشم پوشی ضروری ہے۔ اسے یہ خوف رہے کہ بزرگ نے اسے یہاں تو کچھ نہیں کہا اب گھر جا کر نجانے کیا سلوک ہو گا؟ میرے ماں باپ کو نہ بتا دیا جائے؟ سزا اور بے عزتی کا خوف اسے یا تو دوبارہ غلطی سے روک لے گا یا معافی کی طرف مائل کرے گا اور وہ تنہائی میں کی گئی سرزنش پر کان بھی دھرے گا۔

دوسرا رویہ جو موقع پر ہی راست اقدام کا مظہر ہے اس کے لئے ایسی غلطی کا ہونا لازم ہے جس کی تلافی بعد میں ممکن نہ ہو۔ جیسے اگر کوئی بچہ یا بڑا زنا' جوئے یا شراب نوشی کے لئے پر تول رہا ہے یا مذکورہ گناہ کی جگہ پر پایا جائے تو اسے چشم پوشی کی نہیں' سخت بات اور کبھی کبھی لات کے استعمال کی بھی ضرورت ہو گی' جو موقع محل کے مطابق بزرگ کرے گا۔

یہاں ان مثالوں کے ساتھ ساتھ ایک چیز مجمع بازی بھی ہے جو ہمارے معاشرے میں عام ہے۔ سڑک کنارے مجمعوں میں جو خرافات ہوتی ہیں ان سے بچانے کے لئے بزرگ کو فوری طور پر راست اقدام کرنا ہی پڑے گا۔

امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر کا حکم موقع محل کی مناسبت سے اسی لئے دیا گیا کہ بزرگ (اور ہر جوان بھی) جہاں برائی ہوتی دیکھے' اسے ہاتھ سے روکے' زبان سے منع کرے۔ یہ بھی نہ کر سکے تو دل میں برا جانے' اور آخر الذکر ایمان کے کمزور ترین درجوں میں سے ہے۔ بزرگانہ انداز کا مطلب عقل' ہوش' موقع و محل کی مناسبت سے سوچ سمجھ کر بیہودگی یعنی برائی کے خلاف قدم اٹھانا ہے' اور یہ ہم سب مسلمانوں پر فرض

Marfat.com

ہے۔

اگلا حکم یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے فرمودات سے نیک لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے تو وہ انہیں ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا نہیں دیتے۔ نہ ان پر سرسری دھیان دیتے ہیں اور نہ ان سے صرفِ نظر کرتے ہیں بلکہ وہ آیاتِ الٰہی پر غور کرتے ہیں۔ ان کی روح کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان پر عمل کرنے کے لئے ارادہ مضبوط کرتے ہیں اور اللہ سے اپنی دعاؤں میں عرض کرتے ہیں کہ وہ انہیں غیر عورتوں کی طرف ملتفت ہونے سے بچنے والا بنا دے' اپنی بیویوں کی طرف محبت کے ساتھ متوجہ رہنے والا بنا دے اور اولاد کے مائل اور عامل بہ ایمان رہنے کی دعا کے ساتھ ساتھ یہ بھی مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں متقیوں میں شامل رکھے۔ انہیں دوسروں کو تقویٰ کی طرف بلانے والا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ان نیک بندوں کی یہ دعائیں قبول کرتا اور انہیں ان کی طلب سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ دنیا میں تو یہ متقی اور ہدایت یافتہ لوگوں کی زندگی گزارتے ہی ہیں' آخرت میں ان کے لئے جنت اور اس کے انعامات خاص کر دیے جاتے ہیں جن سے یہ مرنے کے بعد بہرہ ور ہوں گے۔

اللہ اور رسولؐ کے احکام میں تبدیلی کرنا حرام ہے

(جو لوگ خدا کے آگے سرِ اطاعت خم کرنے والے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کے لئے خدا نے بخشش اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسولؐ کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ اور جو کوئی خدا اور اس کے رسولؐ کی

Marfat.com

نافرمانی کرے وہ صریحاً گمراہ ہو گیا۔ (سورہ الاحزاب آیت 36-35)

☆اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنے نیک بندوں اور نیک بندیوں کی کچھ صفات بیان فرمائی ہیں جن کی وضاحت ہر ہر حرف سے ہو رہی ہے۔ پھر ان کے بارے میں آخر میں یہ فرمایا کہ کسی مومن مرد یا مومن عورت کو قطعاً یہ حق نہیں ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمائے ہوئے کسی امر یعنی حکم میں اپنی طرف سے کچھ ترمیم و اضافہ کریں۔ جو کوئی ایسا کرے گا' وہ گمراہ ہو گا اور گمراہوں کی بخشش اللہ کا شیوہ نہیں ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان ایک ہی حکم میں آتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جو فرمایا وہ اللہ ہی کا فرمایا ہوا ہے۔ اپنی طرف سے آپ ﷺ نے ایک حرف ادا نہیں فرمایا۔ جو اللہ نے کہا' وہ ہم تک پہنچا دیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ جہاں بھی رسول کریم ﷺ کے حکم کا ذکر فرمایا اس سے یہی مطلب ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ایک ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم میں اپنا اختیار استعمال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی مرضی سے احکاماتِ خدا و رسول ﷺ میں ایسی تبدیلی کر لیں جو ان احکام کی روح کے خلاف ہو۔ جیسے ہم نمازِ کسر کے بجائے سفر میں پوری نماز پڑھنا شروع کر دیں کہ اس سے زیادہ ثواب ہو گا۔ جبکہ اللہ کی دی ہوئی سہولت کو ترک کر کے ہم اپنی مرضی سے وہ عمل کر رہے ہیں جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے تو یہ اپنا اختیار استعمال کرنے والی بات ہو گی اور ایسا کر کے ہم گمراہوں میں شامل ہو جائیں گے اور گمراہوں کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بے نیاز ہے۔ ایسے ہی دوسرے معاملات ہیں جو دین اور دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمیں کہیں بھی کسی معاملے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات سے کم یا زیادہ کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ یہ اللہ کو اس قدر ناپسند ہے کہ ہمارے ایسا کرنے پر وہ ہمیں راہِ ہدایت سے بھٹکا کر گمراہی کے حوالے کر دینے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔

☆

Marfat.com

نیک اور بد کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟

(بھلا مشرک اچھا ہے) یا وہ جو رات کے وقتوں میں زمین پر پیشانی رکھ کر اور کھڑے ہو کر عبادت کرتا اور آخرت سے ڈرتا اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔ کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے' کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ (اور) نصیحت تو وہی پکڑتے ہیں جو عقلمند ہیں۔ کہہ دو کہ اے میرے بندو' جو ایمان لائے ہو اپنے پروردگار سے ڈرو۔ جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی' ان کے لئے بھلائی ہے۔ اور خدا کی زمین کشادہ ہے۔ جو صبر کرنے والے ہیں ان کو بے شمار ثواب ملے گا۔

(سورہ الزمر آیت 10-9)

☆ نیک اور بد' مشرک اور مومن' دنیا میں گم اور آخرت سے خوفزدہ' گمراہ اور امیدوارِ رحمت' علم رکھنے والا اور بے علم' یہ سب آپس میں کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت سے منہ پھیرنے والے اور نصیحت پکڑنے والے' ایمان دار اور بے ایمان' صابر اور ناشکرے' کیا یکساں ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ جیسے ایک گھر میں کماؤ پوت اور نکھٹو برابر نہیں ہوتے' ایک دفتر میں محنتی اور کام سے جی چرانے والا ایک جیسے نہیں ہوتے' ایک پڑھا لکھا اور جاہل برابر نہیں ہوتے' اسی طرح اللہ کے ہاں نیک اور برے لوگ برابر نہیں ہیں۔ اس کے نزدیک بے شمار ثواب کا مستحق تو وہی ہے جس نے نیک راہ پکڑی اور ضلالت سے بچ کر اس کے دامن میں آ پناہ گزیں ہوا۔ ایسے لوگوں پر اس کی زمین بھی کشادہ ہے یعنی دنیا میں بھی انہیں وہ اپنے فضل سے ثمر بار فرماتا ہے اور آخرت میں تو ان کا خیرِ کثیر میں حصہ ہے ہی۔

بشارت کن کے لئے ہے؟

ا۔ اور جنہوں نے اس سے اجتناب کیا کہ بتوں کو پوجیں اور خدا کی طرف رجوع کیا ان کیلئے بشارت ہے۔ تو میرے (ان) بندوں کو بشارت سنا دو' جو بات کو سنتے اور اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی اور یہی عقل والے ہیں۔

(سورہ الزمر آیات 18-17)

Marfat.com

۲۔ بھلا جس شخص کا سینہ خدا نے اسلام کے کھول دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے روشنی پر ہو (تو کیا وہ سخت دل کافر کی طرح ہوسکتا ہے؟) پس ان پر افسوس ہے جن کے دل خدا کی یاد سے سخت ہو رہے ہیں- اور یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں-

(سورہ الزمر آیت 22)

☆ بت پرستی یعنی شرک سے بچ کر اللہ کی طرف پلٹنے والے لوگوں کو یہاں عقل والے کہا گیا۔ ساتھ ہی فرمایا گیا کہ وہ لوگ جن کے سینے اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ دین اسلام کے لئے فراخ کر دیے اور انہیں نورِ ہدایت سے روشن فرما دیا' وہ ایک بت پرست کافر کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ جس دل میں اللہ بس رہا ہو' جس دل میں اس کے پسندیدہ دین کی شمع روشن ہو' اس کے حبیبِ کریم ﷺ کی محبت موجزن ہو' وہ دل ایک ایسے کافر کے دل جیسا کیونکر ہوسکتا ہے جو اللہ کی یاد سے غافل ہونے کے باعث پتھر کی طرح سخت ہو رہا ہے۔ ایک صریح گمراہی میں ڈوبا ہوا کافر ایک مومن کے برابر ہو سکے' یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ ایک ہدایت یافتہ اور ایک گمراہ یقیناً الگ الگ دنیا کے باسی ہیں اور ان میں سے مومن ہی ہے جو اللہ کی جماعت میں شامل ہے۔ ہمیں اسی جماعت میں سے ہونا چاہئے۔ دنیاوی بت پرستی کی بیشمار شکلیں ہیں۔ ان میں شرک کے بھی بیشمار روپ ہیں۔ ان سے بچ کر چلنا ہی ہمیں مومن کے درجے پر فائز رکھ سکتا ہے۔

نیکوں سے اللہ کسی صلے کا طلبگار نہیں

ا۔ تم دیکھو گے کہ ظالم اپنے اعمال (کے وبال) سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ ان پر پڑ کر رہے گا- اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے۔ وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے پروردگار کے پاس (موجود) ہوگا- یہی بڑا فضل ہے- یہی وہ (انعام ہے) جس کی خدا اپنے ان بندوں کو جو ایمان لاتے اور عمل نیک کرتے ہیں بشارت دیتا ہے- کہہ دو کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا مگر (تم کو) قرابت کی محبت (تو چاہیے)- اور جو کوئی نیکی کرے گا ہم اس کے لئے اس میں ثواب بڑھائیں گے۔ بے شک خدا بخشنے والا قدر دان ہے-

(سورہ الشوریٰ آیات 23-22)

Marfat.com

۲۔ جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرماں بردار ہو گئے۔ (ان سے کہا جائے گا) کہ تم اور تمہاری بیویاں عزت (واحترام) کے ساتھ بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ ان پر سونے کی پرچوں اور پیالوں کا دور چلے گا اور وہاں جو جی چاہے اور جو آنکھوں کو اچھا لگے (موجود ہوگا) اور (اے اہل جنت) تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ اور یہ جنت جس کے تم مالک کر دیئے گئے ہو تمہارے اعمال کا صلہ ہے۔ وہاں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں جن کو تم کھاؤ گے۔ (سورہ الزخرف آیات 73-69)

☆ دو مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں سے خطاب کرتے ہوئے ان آیات میں ایک تو فرمایا کہ قیامت کے دن ظالم اور بداعمالیوں کے حامل لوگ اپنے انجام سے ڈر رہے ہوں گے مگر اللہ کے نیک بندوں کو انعامات سے نوازا جائے گا۔ یہ ان کے نیک اعمال کا صلہ ہوگا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص بات یہ کہی کہ وہ اپنے نیک بندوں سے نیک کام کرنے پر کسی صلے کا طالب نہیں۔ جو کچھ کسی نے اچھا کیا وہ اپنے لئے ہی کیا مگر نیکی کے عوض اس کے نیک بندے اللہ کی قربت کے خواہشمند تو ہوں گے ناں۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن اپنی قربت سے ضرور باریاب فرمائے گا۔ یہ ان کے لئے سب سے بڑا انعام ہوگا۔

جنت میں اہلِ خیر اپنی ازواج کے ساتھ جانے کا حکم پائیں گے' جہاں ان کے لئے اللہ کی نعمتیں ایسے میووں اور پھلوں کی شکل میں موجود ہوں گی جن کے ذائقے ان کے لئے انوکھے اور بے پناہ ہوں گے۔ اعمالِ خیر کا یہ صلہ اللہ کی طرف سے اس کے نیک بندوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہوگا اور وہ ابدالآباد تک اس سے حظ اٹھائیں گے۔

نیک لوگ' معاف کرنے والے اور بدلہ لینے والے

اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم (یا

Marfat.com

زیادتی) ہو تو (مناسب طریقے سے) بدلہ لیتے ہیں۔

(سورہ الشوریٰ آیات 39-37)

☆ یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ گناہ سے بچنا اور بے حیائی سے دور رہنا تو نیک لوگوں کی صفات میں شامل ہے ہی۔ اس کے علاوہ بھی چند ایسی خاص باتیں ہیں جو ان کا طرہ امتیاز ہیں۔ مثلاً:

جب نیک لوگوں کو غصہ آتا ہے تو وہ اس پر قابو پا لیتے ہیں۔ خندہ پیشانی سے معاملے کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور جس پر انہیں غصہ آتا ہے اسے معاف کر دیتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ معاف کر دینا ان کے اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے۔ انہیں اللہ کا یہ فرمان یاد رہتا ہے کہ "اگر تم (دوسرے کو) معاف کر دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔" وہ اس پر عمل کرنے کی بھرپور سعی کرتے اور اکثر اس میں کامیاب رہتے ہیں۔

نیک لوگوں میں ایک صالح عادت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنے معاملات میں اہل خیر سے مشورہ ضرور کرتے ہیں۔ کوئی بھی کام کرنا ہو وہ اس کے بارے میں اکیلے کوئی فیصلہ نہیں کرتے بلکہ صائب الرائے لوگوں سے اس کے بارے میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد ہی کوئی قدم اٹھاتے ہیں۔ اس سے ان کا بھلا ہی ہوتا ہے۔ ایسی کوئی بات جو ان کے علم میں نہیں ہوتی' اس سے واقف ہونے کے بعد وہ درست فیصلہ کرنے کے اہل ہو جاتے ہیں اور اللہ انہیں کسی بھی ممکنہ نقصان سے بچا لیتا ہے۔

بدلہ لینا انسانی فطرت کا خاصا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی کسی پر زیادتی کرے اور وہ اس کا بدلہ لینے کی حالت میں ہوتے ہوئے بدلہ نہ لے۔ اللہ کے نیک بندے یہاں بھی اپنی انفرادیت قائم رکھتے ہیں اور اتنا ہی انتقام لیتے ہیں جتنا انہیں نقصان پہنچا ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ کے بارے میں وہ نہ کوشش کرتے ہیں نہ اس کے بارے میں سوچتے ہیں۔ عام آدمی تو یہ کرتا ہے کہ اگر کسی نے اسے ایک گھونسہ مارا ہو تو وہ جواب میں اسے اس وقت تک مارتا رہتا ہے جب تک وہ ادھ موا نہیں ہو جاتا یعنی وہ قطعی نہیں سوچتا کہ اسے ایک کے بدلے ایک ہی گھونسہ مارنے کی اجازت ہے۔ وہ تو اپنا غصہ فرو ہونے تک مصروفِ کار رہتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی کسی کو گالی دیتا ہے اور جواب میں وہ اسے جان ہی سے مار دیتا ہے۔ حالانکہ گالی کا جواب زبان ہی سے دیا جانا چاہئے تھا نہ کہ خنجر

Marfat.com

اور پستول سے۔ نیک لوگ ایسی حرکتوں سے ہمیشہ بچتے ہیں جو ظلم و تعدی کے جواب میں ظلم و تعدی کی مثال بن جائیں۔ وہ بدلہ ضرور لیتے ہیں مگر اتنا ہی جتنا ان کا حق ہے۔ اول تو وہ معاف کر دیتے ہیں لیکن اگر حالات اور فطرت انہیں مجبور کر دے تو وہ کان کے بدلے کان، ناک کے بدلے ناک، آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت سے آگے نہیں بڑھتے۔ اور یہ بھی نہیں کرتے کہ کسی نے ان کا سو روپے کا نقصان کیا اور جواب میں وہ اس کا گھر جلا دیں یا اس کی بیٹی کو اٹھا کر برباد کر دیں۔ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور انتہائی حالات ہی میں بدلہ لینے کا قصد کرتے ہیں اور اس میں بھی زیادتی سے باز رہتے ہیں۔

اللہ کے لئے کھانا کھلانے والے

جو نماز کا التزام رکھتے (اور بلا ناغہ پڑھتے) ہیں۔ اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے۔ (یعنی) مانگنے والے کا اور نہ مانگنے والے کا۔ اور جو روزِ جزا کو سچ سمجھتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کے عذاب کا خوف رکھتے ہیں۔ بے شک ان کے پروردگار کا عذاب ہے ہی ایسا کہ اس سے بے خوف نہ ہوا جائے۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے کہ (ان کے پاس جانے پر) انہیں کچھ ملامت نہیں۔ اور جو لوگ ان کے سوا اور کے خواستگار ہوں وہ حد سے نکل جانے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اقراروں کا پاس کرتے ہیں۔ اور جو اپنی شہادتوں پر قائم رہتے ہیں۔ اور جو اپنی نماز کی خبر رکھتے ہیں۔ یہی لوگ باغ ہائے بہشت میں عزت و اکرام سے ہوں گے۔

(سورہ المعارج آیات 35-23)

۲۔ جو نیکوکار ہیں وہ ایسی شراب نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے خدا کے بندے پئیں گے اور اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہریں نکال لیں گے۔ یہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی سختی پھیل رہی ہوگی، خوف رکھتے ہیں۔ اور باوجودیکہ ان کو خود طعام کی خواہش (اور حاجت) ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں کہ) ہم تم کو خالص خدا کے لئے کھلاتے ہیں۔ نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں نہ شکر گزاری کے (طلب گار)۔ ہم

Marfat.com

کو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر لگتا ہے جو (چہروں کو) کریہ المنظر اور (دلوں کو) سخت (مضطر کر دینے والا) ہے-تو خدا ان کو اس دن کی سختی سے بچا لے گا- اور تازگی اور خوش دلی عنایت فرمائے گا- اور ان کے صبر کے بدلے ان کو بہشت کے باغات) اور ریشم (کے ملبوسات) عطا کرے گا- ان میں وہ تختوں پر تکئے لگائے ہوں گے- وہاں نہ دھوپ (کی حدت) دیکھیں گے نہ سردی کی شدت-ان سے (ثمردار شاخیں اور) ان کے سائے قریب ہوں گے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے- (خدام) چاندی کے برتن لئے ہوئے ان کے اردگرد پھریں گے اور شیشے کے (نہایت شفاف) گلاس- اور شیشے بھی چاندی کے جو ٹھیک اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں اور وہاں ان کو ایسی شراب (بھی) پلائی جائے گی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی- یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے- اور ان کے پاس لڑکے آتے جاتے ہوں گے- جو ہمیشہ ایک ہی حالت پر آئیں گے کہ جب تم ان پر نگاہ ڈالو تو خیال کرو کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں- اور بہشت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت دیکھو گے- ان (کے بدنوں) پر دیبائے سبز اور اطلس کے کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا- یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش جو (خدا کے ہاں) مقبول ہوئی-

(سورہ الدہر آیات 22-5)

☆ان احکامات میں چند چیزیں خاص غور وفکر کی ہیں۔ کہا گیا کہ نیک لوگ وہ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہوئے صرف اپنی بیویوں اور لونڈیوں تک محدود رہتے ہیں اور جو ایسا کرنے کے بجائے اور کے خواستگار ہوں وہ حد سے نکل جانے والے ہیں۔

شرمگاہ کی حفاظت کا سیدھا سیدھا مطلب زنا سے بچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بالغ ہوتے ہی اپنی بیٹیوں اور بیٹوں کے نکاح کر دینے کا حکم اسی لئے دیا کہ وہ بے راہرو نہ ہو جائیں۔ جائز طریقے سے اپنے نفس کی خواہش پوری کر سکیں۔ بیوی اور لونڈی اللہ کی طرف سے شہوانی لذات کی تکمیل کے لئے دو جائز ذرائع قرار دیے گئے۔ اس کے باوجود بعض لوگ سیر نہیں ہوتے۔ دوسروں کی عورتوں کو تاکتے ہیں۔ روپیہ خرچ کر کے یا اپنی خوبصورتی اور تعلقات کے علاوہ دوسروں کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غیر

Marfat.com

عورتوں سے تعلقات قائم کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو حد سے گزر جانے والا کہا گیا اور جو حد سے گزر جائے وہ اللہ کے ہاں قابلِ تعزیر ہے۔ اس کے گناہ کے مطابق اسے سزا ملے گی' اس سے وہ بچ نہیں سکتا اور نیک لوگ ان حد سے گزر جانے والوں میں سے نہیں ہوتے۔

امانت داری' اپنے عہد پر قائم رہنا اور گواہی کے معاملے میں بلاخوف وخطر سچائی کا ساتھ دینا بھی ایسے اوصاف ہیں جو نیک لوگوں کو جنت میں لے جائیں گے اور وہاں جو انعامات ان کے منتظر ہوں گے' آیاتِ بالا میں ان کا مسحور کن ذکر ہمیں نیک لوگوں کی طرف رجوع کرنے' ان جیسا بن جانے اور ان کی پیروی کرنے پر مائل کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔

اللہ کے نیک بندے اللہ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے اس سائل کو اس کا حصہ دیتے ہیں جو ان کے در پر آ جائے اور اس سفید پوش کا حصہ چپکے سے اس کے ہاں پہنچا دیتے ہیں جو سوال کرنے سے عاجز ہے اور مانگنے سے شرم محسوس کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ اللہ کے نام پر فقیروں' یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے پلاتے بھی ہیں۔ اس کھلانے پلانے کو وہ کبھی اپنے احسان کا مرہونِ نہیں بناتے بلکہ اسے اللہ کی دی ہوئی توفیق سے نسبت دیتے ہیں۔ اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے انہیں یہ سعادت بخشی کہ وہ اس کے دیے ہوئے میں سے کسی کو کھلا پلا سکیں۔ جب کھانے پینے کے بعد کوئی ان کا شکریہ ادا کرتا ہے تو وہ اسے اس سے روک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تمہیں کچھ کھلایا پلایا نہیں۔ یہ تو اللہ کا دیا ہوا مال ہے جس میں تمہارا بھی حصہ ہے جو ہم نے اللہ کے نام پر تمہیں پہنچا دیا۔ ہم نے تو صرف اپنا فرض ادا کیا ہے اور اس کا عوض ہم اللہ ہی سے چاہتے ہیں جو سب سے اچھا عوض اور صلہ دینے والا ہے۔ اس کھلانے پلانے کے عوض ہم تم سے نہ کسی صلے کے طلبگار ہیں نہ تم ہمارا شکریہ ادا کرو کہ ہم تو روزِ آخرت کے خوف سے ایسے عمل کرتے ہیں جن کے عوض اللہ تعالیٰ ہمیں اس دن کی سختی سے پناہ دے دے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ایسے پرہیزگار بندوں کی نیت کو دیکھتے ہوئے انہیں اپنی امان میں لے لیتا ہے اور ان کو قیامت کی سختی سے نجات کا پروانہ عطا فرما دیتا ہے۔ اس کے بعد اس کی عنایات کا دور شروع ہوتا ہے جو اس کے نیک بندوں پر بہشتوں میں روا ہوں گی اور جن

Marfat.com

کا ذکر ان آیات میں بڑی صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔

نیک بات کو جھوٹ سمجھنے والا

اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا۔ اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا۔ اسے ہم سختی میں پہنچائیں گے۔ اور جب وہ (دوزخ کے گڑھے میں) گرے گا تو اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔ ہمیں تو راہ دکھا دینا ہے۔ اور آخرت اور دنیا ہماری ہی چیزیں ہیں۔ سو ہم نے تم کو بھڑکتی آگ سے متنبہ کر دیا۔ اس میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بدبخت ہے۔ جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔ اور بڑا پرہیز گار ہے وہ جو (اس سے) بچا لیا جائے گا۔ جو مال دیتا ہے تاکہ پاک ہو۔ اور (اس لئے) نہیں (دیتا کہ) اس پر کسی کا احسان (ہے) جس کا وہ بدلہ اتارتا ہے۔ بلکہ اپنے اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے دیتا ہے۔ اور وہ عنقریب خوش ہو جائے گا۔ (سورہ اللیل آیات 8-21)

☆ اللہ کے عطا فرمائے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں خرچ نہ کرنے والا بخیل اور بدبخت کہلاتا ہے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی کہ جو مال اسے اللہ نے دیا' اسے اسی میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے نہ کہ اپنے کسی ذاتی خزانے میں سے۔ انسان کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے۔ اس کے پاس تو اپنی ایک ذرہ برابر شے نہیں ہے۔ پھر بھی وہ اس کے مال پر سانپ بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ نہ اسے خود پر طریقے سے خرچ کرتا ہے نہ اللہ کے ان بندوں پر جن کا اس کے مال میں اللہ نے حصہ مقرر فرمایا ہے۔ یہ بخل اور بدبختی قیامت کے دن اسے اوندھے منہ جہنم کے عمیق ترین گڑھے میں گرائے گی اور تب اس کا کوئی واویلا اور پچھتاوا کام نہ آئے گا۔ جب اللہ نے صاف صاف فرما دیا کہ میرے دیے ہوئے مال میں سے میری راہ (یعنی میرے مستحق بندوں) پر خرچ کرو تو اس کا صلہ میں تمہیں بہترین دوں گا' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ پھر اس کی فرمائی ہوئی بات پر یقین نہ کر کے بخل پر قائم رہنے والا بدبخت ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے زکوٰۃ و خیرات اور دوسری مدات کے تحت حصہ نکال کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اس کا ایک تو مال پاکیزہ ہو جاتا ہے۔ اس کا میل کچیل نکل جاتا ہے اور صاف ستھرا مال اس کے لئے برکتوں اور وسعتوں کے ساتھ فراخ ہوتا جاتا ہے۔

Marfat.com

نیکی کیا ھے؟

ا۔نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہء) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے اور یہی ہیں جو (خدا سے) ڈرنے والے ہیں۔ (سورہ البقرہ آیت 177)

۲۔مومنو! جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں (راہِ خدا میں) صرف نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کرسکو گے اور جو چیز تم صرف کرو گے خدا اس کو جانتا ہے۔ (سورہ آلِ عمران آیت 92)

☆یہاں اللہ تعالیٰ نیکی کی تشریح فرما رہا ہے اور انسان کو بتا رہا ہے کہ نیکی کی اصل روح کیا ہے؟

عام طور پر نماز پڑھنے کو نیکی کا بلند ترین درجہ قرار دیا جاتا ہے۔اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے کہ نماز اللہ کے نزدیک بے پناہ اہمیت اور اجر کی حامل عبادت ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی محلِ نظر رکھنا چاہیے کہ ”قیامت میں ہم بعضوں کی نمازیں ان کے منہ پر مار دیں گے۔“ وہ کیسی نمازیں ہوں گی جو اللہ کے حضور نامقبول ہوں گی اور جنہیں اللہ تعالیٰ نمازی کے منہ پر مار دے گا؟ وہ نمود و نمائش اور شیخی بگھارنے کے لئے ادا کی گئی نمازیں ہوں گی۔جن میں اللہ کے حکم کے مطابق خلوص ہو

Marfat.com

گا صرف وہ نمازیں مقبول ہوں گی باقی سب ضائع کر دی جائیں گی۔ اور یہ بھی کہاں سے ثابت ہے کہ انسان نماز تو پڑھتا رہے اور باقی حقوق العباد میں ڈنڈی پر ڈنڈی مارتا جائے؟ یاد رکھئے یہاں اللہ تعالیٰ صاف صاف فرما رہا ہے کہ نیکی صرف نماز پڑھ لینے کا نام نہیں ہے بلکہ نیکی یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ پر اس کے فرشتوں قرآن حکیم اور رسولوں پر ایمان لایا جائے۔ اس کے بعد حقوق العباد کی طرف توجہ دی جائے۔ مال کی محبت انسان کی گھٹی میں پڑی ہے اس کے باوجود اسے اگر نیکی کمانا ہے تو اس مال میں سے اسے رشتہ داروں یتیموں محتاجوں اور مسافروں کے ساتھ ساتھ سائلوں پر بھی خرچ کرنا ہوگا۔ اسے اس مال کو خرچ کر کے غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا ہوگا۔ قیدیوں کو اسیری سے نجات دلانا ہوگی۔ نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اسے اپنے مال سے زکوٰۃ بھی نکالنا ہوگی اور صرف نکالنا ہی نہیں ہوگی اسے اللہ کے مستحق بندوں پر خرچ بھی کرنا ہوگا۔ اسے اپنا ہر وعدہ پورا کرنا ہوگا جو اس نے دوسروں سے کیا ہوگا۔ یہی نہیں ایسا وقت بھی آئے گا کہ اسے اللہ کی راہ میں سختی اور اذیت برداشت کرتے ہوئے مال کے ساتھ ساتھ جان سے جہاد بھی کرنا ہوگا۔ میدان جہاد میں اگر وہ ثابت قدم نہ رہے گا تو اللہ کے ہاں راندۂ درگاہ ہو جائے گا۔ اسے شیطان کی طرح دھتکار دیا جائے گا۔ نیکی کا نام لینا آسان ہے مگر اس راہ پر چلنا بیحد مشکل ہے۔ اگر ان چند بیان کردہ باتوں پر انسان عمل کر لے تو نیکوکار ہے اور اگر ان سے منہ پھیر لے تو نیکی کا اس سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔ خالی خولی نماز کے لئے قبلہ رخ ہو جانے سے اگر انسان اللہ کے مقرب بندوں میں شامل ہو جائے تو یاد رکھئے کہ نماز تو (جیسی بھی ہو) عیسائی اور یہودی بھی پڑھتے ہیں۔ تو کیا وہ بھی اللہ کے نیک بندوں میں شمار ہوں گے؟ ہرگز نہیں۔ نیک ہونے کے لئے شرائط وہ ہیں جو اوپر بیان کی گئیں۔ اور عیسائی اور یہودی تو ان میں سے کسی ایک پر بھی پورا نہیں اترتے۔ ہم صرف نماز پڑھ کر یہود و نصاریٰ کی صف میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا نیکی کی مذکورہ شرائط پوری کر کے اللہ کے مقرب مومنوں میں شمار ہونا چاہتے ہیں؟ یہ فیصلہ ہمیں خود کرنا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

نیکی اور بدی

ا۔خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کر دے گا۔ اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔

(سورہ النساء آیت 40)

۲۔اور جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر خدا سے بخشش مانگے تو خدا کو بخشنے والا (اور) مہربان پائے گا۔ اور جو کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہے اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔اور جو شخص کوئی قصور یا گناہ تو خود کرے لیکن اس سے کسی بے گناہ کو متہم کر دے تو اس نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔

(سورہ النساء آیات 112-110)

☆اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق اور بے پناہ اجر دینے والا ہے۔اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے۔وہ کم از کم کسی بھی نیکی کا اجر دوگنا عطا فرمانے کا وعدہ کرتا ہے اور اسے جتنا چاہے بڑھا سکتا ہے۔یہ اس کے کرم اور رحمت پر منحصر ہے کہ وہ کسی نیکی کا کیا اجر دیتا ہے۔یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان کوئی نیکی کرے اور اسے اس کا اجر نہ ملے۔یہ صرف مسلمانوں ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے۔وہ تو مشرکوں اور کافروں کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتا ہے۔یہ الگ بات ہے کہ مشرکوں اور کافروں کا آخرت کے انعامات میں حصہ نہ ہوگا۔انہیں اللہ تعالیٰ ہر انعام اور اجر دنیا ہی میں دے دیتا ہے۔

گناہ اور خطا کا مادہ انسانی فطرت میں بدرجہ اتم موجود ہے۔عام مسلمانوں کے لئے حکم ہو رہا ہے کہ اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو خلوص نیت کے ساتھ اللہ سے اس کی معافی طلب کرو۔اپنی خطا پر توبہ کرو۔ندامت کا اظہار اللہ کو تم پر رحم فرمانے کی

Marfat.com

طرف مائل کر دے گا اور وہ تمہارا گناہ بخش دے گا۔

یہاں ایک خاص بات پر زور دے کر کہا گیا کہ گناہ جو بھی کرے گا وہی اس کی سزا بھگتے گا' دوسرا اس کی جگہ نہیں لے سکتا۔ دنیاوی زندگی میں تو ہم ایسی چالاکی کر سکتے ہیں کہ گناہ ہم نے کیا لیکن ہم نے اس کا الزام کسی دوسرے پر دھر کے اپنی جان چھڑا لی۔ اب ہمارے کئے کی سزا وہ بے گناہ بھگتتا رہے گا اور ہم مزے سے گھر میں بیٹھے موج کرتے رہیں گے لیکن آخرت میں جب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گا تو ہر شخص اپنے کئے کی سزا لازم پا لے گا۔ اور جس نے اپنا الزام دوسرے کے سر تھوپ کر دنیا میں چند روزہ عیش کر لیا' وہ دگنے عذاب کا سزاوار ہو گا۔ ایک تو اس کا گناہ جس کی اسے سزا ملے گی اور دوسرا اس الزام اور بہتان کا بوجھ بھی اسے اٹھانا پڑے گا جو دنیا میں اس نے اپنے سر سے اتار کر دوسرے کے سر پر لاد دیا تھا۔

ذرا سوچئے' جہاں ایک ہی خطا کی سزا بھگتنا سوہان روح ہے' وہاں سزا کا دگنا بوجھ کوئی کیسے برداشت کر پائے گا؟ اپنے اعمال پر غور اور بار بار نظر کرنے کے لئے مذکورہ آیات میں بے پناہ دعوت موجود ہے۔

نیکی کا اجر اور بدی کا بدلہ

جو کوئی (خدا کے حضور) نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی دس نیکیاں ملیں گی۔ اور جو برائی (بدی) لائے گا اسے سزا ویسی ہی ملے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

(سورہ الانعام آیت 160)

☆ اللہ تعالیٰ کیسا عجب اجر دینے والا ہے' اس بارے میں سوچیں تو آنکھ شبنمیں ہو جانے میں ایک پل نہیں لگتا۔

فرمایا کہ جو کوئی میرے حضور ایک نیکی لے کر آئے گا' میں اس کا عوض دس گنا دوں گا اور جو کوئی بدی کرے گا اسے ایک ہی بدی کی سزا ملے گی۔

سبحان اللہ۔ یعنی ایک نیکی کرو تو ثواب دس گنا ملتا ہے اور ایک گناہ کرو تو سزا ایک ہی گناہ کی ملے گی۔ ثابت ہوا کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر ہر ہر حال میں حاوی ہے۔ وہ دیتا ہے تو بے حساب اور لیتا ہے تو اتنا ہی جتنا اصول ـــ ... بنتا

Marfat.com

ہے۔یعنی اس کی بخشش کا پیمانہ بے حسابی کا معیار رکھتا ہے اور سزا کا پیمانہ ایک حد کے اندر اندر رہتا ہے۔

بے حساب بخشش اور رحمت کا عطا کرنے والا اللہ یہ بھی فرماتا ہے کہ اے میرے بندے۔ جب تو کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے تیرے نامہ اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے اور اس کے ثواب کا دورانیہ اسی وقت سے شروع ہو جاتا ہے۔اب اگر تجھے وہ نیکی کا کام کرنے سے پہلے اجل نے آ لیا تو بھی وہ نیکی تیرے اعمال نامے میں درج رہے گی اور تیرے لئے ثواب کا باعث بنے گی لیکن اگر تو کسی گناہ کا ارادہ کرے تو وہ تیرے نامہ اعمال میں اس وقت لکھا جائے گا جب تو اس کا ارتکاب کرے گا اور اگر اس سے پہلے تجھے اجل نے آ لیا تو تیرے نامہ اعمال میں اس گناہ کا اندراج نہیں ہوگا۔

نیکی کا اجر بے پناہ اور کم از کم دس گنا' بدی کا بدلہ ایک گنا اور وہ بھی اس وقت جب انسان اس کا مرتکب ہو جائے' یہ اللہ ہی کی بخشش سے ہو سکتا ہے۔ پھر بھی ہم اس کی رحمتوں کا شکر ادا نہ کریں' اس کی طرف رجوع نہ کریں تو اسے ہماری بدبختی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

والدین

اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان سے بات ادب کے ساتھ کرنا۔ اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی ان (کے حال) پر ویسی ہی رحمت فرما۔

(سورہ بنی اسرائیل آیات 24-23)

☆ ماں باپ اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہے جس کا ہم شکر ادا کر ہی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں والدین کا ذکر اپنی وحدانیت کے ساتھ فرمایا۔ ذرا بات کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں تو حیرت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کا ذکر کس موقع اور کس سیاق و سباق میں کیا ہے!

فرمایا کہ میرے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔ سوچئے تو اللہ نے یہاں دو ایسی باتوں کو ساتھ ساتھ بیان فرما کر دونوں کی اہمیت اجاگر کی ہے جن کی انفرادیت اور مقام و مرتبہ سب سے الگ ہے۔

دیکھئے۔ اللہ واحد و یکتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں۔ یہ اس کی وہ صفات ہیں جو کسی اور میں نہیں پائی جا سکتیں۔

والدین' انسان کے لئے ایسے ہی الگ اور بے مثال مقام و مرتبے کی حامل ہستیاں ہیں جن کے ساتھ کسی اور کو نہ تشبیہ دی جا سکتی ہے نہ شامل کیا جا سکتا ہے۔ جس

Marfat.com

کی جو ماں ہے وہی اس کی ماں ہے۔ جس کا جو باپ ہے وہی اس کا باپ ہے۔ جیسے اللہ ایک ہے اسی طرح انسان کی ماں ایک اور باپ بھی ایک ہی ہے۔ نہ کسی کی دو سگی مائیں ہوسکتی ہیں نہ دو سگے باپ۔ یہ انفرادیت اللہ نے اپنے اور انسان کے والدین کے لئے خاص کر دی کہ جیسے اس کا کوئی شریک نہیں' اسی طرح والدین کا بھی کوئی شریک نہیں۔ ان کے مقام و مرتبے کو دوسرا کوئی انسانی رشتہ نہیں پہنچ سکتا۔ وہ اپنے اعلیٰ منصب پر جیسے دنیا میں قائم ہیں ویسے ہی آخرت میں بھی قائم رہیں گے۔ ماں ماں ہی رہے گی' باپ باپ ہی رہے گا۔ ان کی کوئی خطا' کوئی گناہ' کوئی غلطی انہیں ان کے مقام سے گرا سکتی ہے نہ محروم کر سکتی ہے۔

فرمایا کہ ماں باپ کے سامنے اف نہ کرو' انہیں جھڑکو مت' ان سے بات کرو تو ادب کے ساتھ۔

بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں باپ اسے تن' من' دھن سے سکھ پہنچانے کا انتظام کرتے ہیں۔ اپنا آرام تج کر ماں دن رات اس کے لئے ایک نوکرانی کی طرح کام کرتی ہے۔ رات کو وہ پیشاب کر دے تو اسے سوکھے پر سُلا کر خود گیلے بستر پر سوتی ہے۔ ماں کا خون دودھ کی صورت بچے کی شریانوں میں دوڑتا ہے۔ وہ اسے چوم چوم کر نہیں تھکتی۔ اس کے لئے ساری دنیا کو بھلا دیتی ہے۔ اس کے لئے دنیا والوں سے کیا کبھی کبھی اپنے خالق و مالک سے بھی دو کڑوے بول' بول جاتی ہے۔ اسے اپنے بچے کا دکھ جہان بھر سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔

باپ دن رات اپنی اولاد کے لئے محنت کرتا ہے۔ اس کے آرام و آسائش کے لئے کبھی خود کو حرام کی بھٹی میں بھی جھونک دیتا ہے۔ اولاد کے سکھ کے لئے وہ اپنی عاقبت خراب کر لینے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ اپنے غم کو سینے میں چھپائے وہ اولاد کی خوشیاں اکٹھی کرتے کرتے زندگی کی شام کر لیتا ہے۔

پھر بڑھاپا ان دونوں اللہ والوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور یہی وہ وقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے آگے اف نہ کرو۔ وہ عمر کے اس حصے میں ہیں جب انہیں آرام کی ضرورت ہے۔ جب ان کی قوت برداشت ختم ہو چکی ہے۔ وہ ذرا ذرا سی بات پر بچوں کی طرح ناراض ہو

Marfat.com

سکتے ہیں۔ اس وقت انہیں ناراضگی سے جواب مت دو۔ ان کی کسی بات پر جھڑک کر مت بولو۔ وہ جو پوچھیں اس کا جواب انہیں ادب اور تحمل سے دو۔ انہیں بدتمیزی اور بے ادبی سے مخاطب مت کرو۔ ان کی خدمت کرو۔ انہیں اب ویسے ہی سلوک کی ضرورت ہے جیسا سلوک وہ تمہارے بچپن میں تمہارے ساتھ کرتے رہے ہیں۔ اپنی بیویوں اور بہن بھائیوں کے کہنے پر انہیں برے سلوک کا نشانہ نہ بناؤ۔ ان سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ ان کی دعائیں لو کہ یہی تمہارا زادِ آخرت ہیں۔ وہ غصہ کریں تو ان کے سامنے سر جھکا کر عاجزی کے ساتھ کھڑے رہو۔ ان کا غصہ فرو ہونے تک انہیں مناتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دعا کرتے رہو کہ ''اے پروردگار۔ میرے والدین پر ویسے ہی رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے میرے بچپن میں پالا۔''

ایک باپ نے اپنے بڑھاپے میں ایک دن اپنے بیٹے سے پوچھا۔ ''بیٹا۔ وہ سامنے منڈیر پر کون سا پرندہ بیٹھا ہے؟''

بیٹے نے منڈیر پر نظر دوڑائی اور کہا۔ ''ابا۔ طوطا ہے۔''

تھوڑی دیر بعد باپ نے بھنویں سکیڑیں اور ہاتھ کا چھجا بنا کر آنکھوں پر رکھتے ہوئے پھر پوچھا۔ ''بیٹا۔ منڈیر پر کون سا پرندہ بیٹھا ہے؟''

بیٹے نے دوبارہ جواب دیا۔ ''ابا۔ طوطا ہے۔'' مگر اب اس کے لہجے میں ذرا سی بیزاری اتر آئی۔

ذرا دیر بعد باپ نے پھر پوچھا۔ ''بیٹا۔ منڈیر پر کون سا پرندہ......''

بیٹے نے باپ کی بات پوری نہ ہونے دی اور بیحد تلخی سے کہا۔ ''ابا۔ تیسری بار بتا رہا ہوں کہ منڈیر پر طوطا بیٹھا ہے۔ اب اور کتنی بار پوچھو گے؟''

باپ مسکرا دیا' آنکھوں میں نمی چھلک اٹھی اور بیچارگی سے بولا۔ ''بیٹا۔ جب تم ابھی توتلی زبان میں باتیں کرتے تھے۔ ماں کا دودھ پیتے تھے۔ تب ایک دن تم نے اسی طرح مجھ سے پوچھا تھا کہ بابا۔ وہ کیا ہے؟ اور میں نے تمہیں بتایا تھا کہ منڈیر پر کوا بیٹھا ہے۔ یہ بات تم نے مجھ سے ایک سو ایک بار پوچھی اور میں نے ہر بار تمہیں یہ بات بتاتے وقت ساتھ ہی پیار سے تمہارا منہ بھی چوما تھا۔ مگر بیٹا۔ تم تو مجھے آج صرف تین بار بتا کر ہی آپے سے باہر ہو گئے۔''

Marfat.com

بیٹا سُن ہو کر رہ گیا۔ اسے اپنی غلطی کا نہیں' زیادتی کا احساس ہوا۔ اٹھا۔ باپ کے قدموں میں بیٹھا۔ معافی مانگی اور بلک بلک کر رو دیا۔

اپنی غلطی کے احساس کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کسی کسی کو دیتا ہے۔ ہمیں اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی سعادت ملتی رہے' یہ دعا ہمیں ہر وقت مانگنی چاہئے۔

ماں باپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

''ماں باپ کی ہر بات پر لبیک کہو۔ ان کی کسی بات سے انکار کرو نہ اس کی تعمیل میں منہ بناؤ۔ صرف ایک بات پر ان کی نافرمانی کا تمہیں حق ہے کہ اگر وہ تم سے شرک کرنے کو کہیں تو ہرگز نہ کرو۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شرک کو چھوڑ کر انسان پر فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی ہر بات پر سرِ تسلیم خم کر دے۔ یہی حکم اس کا اپنے بارے میں ہے کہ میں انسان کے سارے گناہ معاف کر دوں گا سوائے شرک کے۔ اس کا مطلب کہیں یہ تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے بعد سب سے بڑا درجہ ماں باپ کو دے رہا ہے۔ اسی لئے تو اس کی ہر مثال اپنے اور ماں باپ کے بارے میں ایک ہی رنگ لئے ہوئے ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہے ورنہ وہ جبریلؑ کے ہاتھ نبی کریم ﷺ کو یہ وحی نہ کرتا جس کے بارے میں احادیثِ نبوی ﷺ میں اس طرح مذکور ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ منبر پر چڑھ رہے تھے تو ہر سیڑھی پر آپ ﷺ نے آمین فرمایا۔ نماز کے بعد صحابہ کرامؓ نے دریافت فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

''میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو جبریلؑ نے حاضر ہو کر کہا۔ یارسول اللہ ﷺ۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کی ناک خاک آلودہ کرے جو آپ ﷺ (کا نام سنے یا پڑھے یا لکھے اور آپ ﷺ) پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا' آمین۔ پھر جبریلؑ نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ۔ وہ شخص بد بخت ہو جو رمضان المبارک کا مہینہ پائے اور اللہ سے اپنی مغفرت کا پروانہ حاصل نہ کرے۔ میں نے کہا' آمین۔ تیسری بار جبریلؑ نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ۔ وہ شخص دونوں جہانوں میں ذلیل و رسوا ہو جو اپنے ماں باپ دونوں کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کرے۔ میں نے کہا' آمین۔''

Marfat.com

کیا اس کے بعد بھی ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

ماں باپ مسلمان ہوں' کافر ہوں' مشرک ہوں' ان کے حقوق وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیے ہیں۔ماں باپ کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی پوشیدہ ہے اور ماں باپ کی خوشی میں اللہ کی خوشی اور رضا کا خزانہ چھپا ہوا ہے۔اس خزانے کو حاصل کرنے کے لئے ماں باپ کے سامنے ادب سے جھک جائیے کہ اسی میں ہماری سب نیکیوں کی قبولیت بھی مضمر ہے۔اگر والدین ناراض ہیں تو اللہ کے ہاں ہماری سب نمازیں' روزے' حج' زکوتیں نامقبول ہیں۔اور یہ بھی یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور رحمت کے لئے جب بھی مثال دی ہے' ماں کے ذکر کے ساتھ دی ہے۔فرمایا:

''میں اپنے بندے کو' اسے جنم دینے والی ماں سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہوں۔''

باپ کے بارے میں فرمایا:

''جس کے ساتھ اس کا باپ ناراض ہے' میں اس کے ساتھ کیسے راضی ہو سکتا ہوں؟''

ماں باپ کو ناراض کر کے ہم اللہ کی رضا حاصل کر لیں گے' یہ ایک ایسی غلط فہمی اور خود فریبی ہے جس کا علاج اللہ نے پیدا ہی نہیں فرمایا۔

والدین کے کہنے پر شرک نہ کرو

ا۔اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (اے مخاطب) اگر تیرے ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کی حقیقت کی تجھے واقفیت نہیں - تو ان کا کہنا نہ ماننا۔تم (سب) کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ تم کرتے تھے میں تم کو جتا دوں گا۔

(سورہ العنکبوت آیت 8)

۲۔اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا۔اس کی ماں نے اس کو تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے جنا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا ڈھائی برس میں ہوتا ہے- یہاں تک کہ جب خوب جوان ہوتا اور

Marfat.com

چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ تو نے جو احسان مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیئے ہیں ان کا شکر گزار ہوں اور یہ کہ نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں اصلاح (وتقویٰ) دے۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال نیک ہم قبول کریں گے اور ان کے گناہوں سے درگزر فرمائیں گے (اور یہی) اہل جنت میں (ہوں گے) (یہ) سچا وعدہ (ہے) جو ان سے کیا جاتا تھا۔

(سورہ الاحقاف آیات 15-16)

۳۔اور ہم نے انسان کو جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے (پھر اس کو دودھ پلاتی ہے) اور (آخرکار) دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے (اپنے نیز) اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے کہ میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی (کہ تم کو) میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع لائے اس کے رستے پر چلنا پھر تم کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے تو جو کام تم کرتے رہے میں سب سے تم کو آگاہ کروں گا۔

(سورہ لقمان آیات 14-15)

☆ اللہ تعالیٰ نے آیاتِ بالا میں انسان کو ان سب احسانات سے آگاہ فرمایا ہے جو اس کے والدین اس کے ساتھ اس کی پیدائش سے لے کر جوان ہونے تک روا رکھتے ہیں۔ اس سارے پیار' محبت اور ایثار و قربانی کے عوض وہ اولاد سے کچھ بھی نہیں مانگتے۔ اگر جوان ہو کر وہ ان کی خدمت کرے تو ٹھیک' ورنہ وہ بیچارے اپنا بڑھاپا صبر شکر کے ساتھ جس حال میں کٹے' کاٹ دیتے ہیں اور کسی بھی صورتحال میں اپنی اولاد کو بددعا نہیں دیتے۔ تاہم یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ اگر ماں یا باپ جلے دل سے اولاد کو بددعا دے دیں تو اللہ تعالیٰ اسے فوراً قبول فرمالیتا ہے اور پھر اولاد کا جو حشر ہوتا ہے اس پر جتنی بھی توبہ کی جائے کم ہے۔

اولاد کو جنم دیتے ہوئے ماں جس کرب' اذیت اور تکلیف دہ مرحلے سے گزرتی

Marfat.com

ہے' اس کا کوئی عوض ہے نہ بدلہ۔ انسان اس وقت کے بدلے زندگی بھر ماں کے پاؤں دھودھو کر پئے تو بھی ناکافی ہے۔ اور انسان ہے کہ ان والدین کی خدمت سے جی چراتا ہے جنھوں نے خود بھوکا رہ کر اسے گھی شکر پر پالا ہوتا ہے۔ جو اپنے لئے کئی کئی سال نیا کپڑا نہیں خریدتے مگر اپنی اولاد کے لئے قرض لے کر بھی کپڑے لتے کا بہتر سے بہتر انتظام کرتے ہیں۔ ان کی اولاد کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے' اس کے لئے گھر بار بیچ کر پڑھاتے لکھاتے اور اسے اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک صحابیہؓ کو باقاعدہ حکم فرمایا تھا کہ '' اپنی (مشرک) ماں کے ساتھ حسن سلوک کرتی رہئے۔ آپ کا اچھا سلوک اس کا حق ہے۔ ہوسکتا ہے' اسی طرح اللہ اسے راہِ ہدایت پر آجانے کی توفیق دے دے۔''

والدین کیسے بھی ہوں' ان کا نعم البدل ممکن نہیں ہے۔ تو پھر ہم کیا سوچ کر ان کی نافرمانی کرتے ہیں' انہیں دکھ دیتے ہیں' ان کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں۔ کیا ان کا یہی جرم ہے کہ وہ ہمیں اس دنیا میں لانے اور اس کی آسائشوں سے فیضیاب ہونے کا سبب بنے؟ اگر یہ جرم ہے تو ہمیں اپنی اولاد کے ہاتھوں اسی سلوک کے لئے تیار رہنا چاہئے جو آج ہم اپنے والدین کے ساتھ کر رہے ہیں۔ دنیا مکافاتِ عمل کا نام ہے۔ آج ہم جو بوئیں گے کل کاٹ لیں گے۔ پھول بویئے تاکہ آنے والے کل میں کانٹے ہمارا دامن حیات تار تار نہ کریں۔

☆☆☆

Marfat.com

وراثت

۱۔ جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں' تھوڑا ہو یا بہت۔ اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی۔ یہ حصے (خدا کے) مقرر کیے ہوئے ہیں۔ اور جب میراث کی تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار اور یتیم اور محتاج آ جائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دیا کرو۔ اور شیریں کلامی سے پیش آیا کرو۔

(سورہ النساء آیات 8-7)

۲۔ خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے۔ اور اگر اولادِ میت صرف لڑکیاں ہی ہو (یعنی دو یا) دو سے زیادہ تو کل ترکے میں ان کا دو تہائی۔ اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اس کا حصہ نصف۔ اور میت کے ماں باپ کا یعنی دونوں میں سے ہر ایک کا ترکے میں چھٹا حصہ بشرطیکہ میت کے اولاد ہو اور اگر اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ایک تہائی ماں کا حصہ۔ اور اگر میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ (اور یہ تقسیم ترکہ میت کی) وصیت (کی تکمیل) کے بعد جو اس نے کی ہو یا قرض کے (ادا ہونے کے بعد اس کے ذمے ہو عمل میں آئے گی) تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ داداؤں اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے یہ حصے خدا کے مقرر کیے ہوئے ہیں اور خدا سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور جو مال تمہاری عورتیں چھوڑ مریں۔ اگر ان کے اولاد نہ ہو تو اس میں نصف حصہ تمہارا۔ اور اگر اولاد ہو تو ترکے میں تمہارا چوتھائی (لیکن یہ تقسیم) وصیت (کی تکمیل) کے بعد

Marfat.com

جو انہوں نے کی ہو یا قرض کے (ادا ہونے کے) بعد جو ان کے ذمہ ہو' کی جائے گی۔ اور جو مال تم (مرد) چھوڑ مرو۔ اگر تمہارے اولاد نہیں تو تمہاری عورتوں کا اس میں چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو ان کا آٹھواں حصہ (یہ حصے) تمہاری وصیت (کی تکمیل) کے بعد جو تم نے کی ہو۔ اور (ادائے) قرض کے (بعد تقسیم کئے جائیں گے) اور اگر ایسے مرد یا عورت کی میراث ہو جس کے نہ باپ ہو نہ بیٹا مگر اس کے بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے (یہ حصے بھی) بعد ادائے وصیت و قرض بشرطیکہ ان میں سے میت نے کسی کا نقصان نہ کیا ہو (تقسیم کئے جائیں گے) یہ خدا کا فرمان ہے اور خدا نہایت علم والا (اور) نہایت حلم والا ہے۔ یہ (تمام احکام) خدا کی حدیں ہیں۔ اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبرؐ کی فرمانبرداری کرے گا۔ خدا اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو خدا اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا اس کو خدا دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔

(سورہ النساء آیات 14-11)

☆ آیاتِ بالا میں ہر طرح سے اللہ تعالیٰ نے وراثت کی تقسیم کی صراحت فرما دی۔ صرف دو باتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ہمیں خود کو خاص طور پر تیار کرنا ہے۔ ایک یہ کہ اگر کسی کے مرنے پر اس کے نزدیکی رشتہ داروں میں سے وہ لوگ بھی حصے کی امید میں آ جائیں جن کا حقیقتاً اس ترکے یا وراثت میں کوئی حق نہیں بنتا۔ یا یتیم اور محتاج بھی کچھ مل جانے کی امید میں چلے آئیں تو انہیں جھڑکیاں مت دو۔ ان سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ اور جو ممکن ہو انہیں بھی دیدو۔ اس سے مرنے والے کے اعمال نامے میں کچھ نیکیوں ہی کا اضافہ ہوگا' نقصان کوئی نہیں ہوگا۔ دوسرا یہ کہ حق نہ ہونے کے باوجود کچھ پالینے والے تمہیں بھی دعائیں دیں گے اور مرنے والے کو بھی۔ سو اگر کچھ نہ دے سکو تو تلخ کلامی کے بجائے خوش کلامی سے بات کر لینا ہی کافی ہے۔ اس میں کچھ خرچ نہیں آتا مگر تمہاری عزت اور نیک نامی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

وراثت اور عہد کا پاس

۱۔اور جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تو (حق داروں میں تقسیم کردو کہ ہم نے ہر ایک کے حق دار مقرر کردیئے ہیں۔ اور جن لوگوں سے تم عہد کر چکے ہو ان کو بھی ان کا حصہ دو۔ بے شک خدا ہر چیز کے سامنے ہے۔

(سورہ النساء آیت 33)

۲۔(اے پیغمبرؐ) لوگ تم سے (کلالہ کے بارے میں) حکم (خدا) دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ خدا کلالہ کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا مرد مرجائے جس کے اولاد نہ ہو (اور ماں باپ) اور اس کے بہن ہو تو اس کو بھائی کے ترکے میں سے آدھا حصہ ملے گا اور اگر بہن مرجائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو اس کے تمام مال کا وارث بھائی ہوگا اور اگر (مرنے والے بھائی کی) دو بہنیں ہوں تو دونوں کو بھائی کے ترکے میں سے دو تہائی - اور اگر بھائی اور بہن یعنی مرد اور عورتیں ملے جلے وارث ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے (یہ احکام) خدا تم سے اس لئے بیان فرماتا ہے کہ بھٹکتے نہ پھرو اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

(سورہ النساء آیت 176)

☆ یہاں ایک خاص حکم یہ دیا جارہا ہے کہ جن لوگوں سے تم نے ماں باپ یا کسی اور رشتے دار کی وراثت میں سے حصہ دینے کا وعدہ کر رکھا ہے' جب تقسیم کا موقع آئے تو اپنے عہد کا پاس رکھو اور وعدے کے مطابق انہیں اس میں سے کچھ نہ کچھ ضرور دو تاکہ عہد وفا ہو سکے اور تمہاری عہد شکنی میت پر بوجھ نہ بنے۔ وعدہ شکن کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔ اس لئے ہمیں وعدہ نبھانے کے لئے اگر اپنے حصے میں سے بھی دینا پڑے تو اس سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔

☆☆☆

Marfat.com

وصیّت

تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے تو اگر وہ کچھ مال چھوڑ جانے والا ہو تو ماں باپ اور رشتہ داروں کے دستور کے مطابق وصیت کر جائے (خدا سے) ڈرنے والوں پر یہ ایک حق ہے۔ جو شخص وصیت کو سننے کے بعد بدل ڈالے تو اس (کے بدلنے) کا گناہ انہی لوگوں پر ہے' جو اس کو بدلیں۔ بے شک خدا سنتا جانتا ہے۔ اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف سے (کسی وارث کی) طرف داری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو تو اگر وہ (وصیت کو بدل کر) وارثوں میں صلح کرا دے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

(سورہ البقرہ آیات 180-182)

☆ مرنے والا جو وصیت کر جائے اسے اپنے مفاد کے لئے جو شخص بدلے گا وہ گناہگار ٹھہرے گا۔ ہاں' اگر صورتحال ایسی ہو کہ مرنے والا اپنی وصیت میں کسی وارث کے حق میں جان بوجھ کر یا بھول سے ایسا لکھ یا لکھوا گیا ہو جس سے اس کی حق تلفی ہو رہی ہو۔ جیسے مرنے والے نے اپنی اولاد میں سے کسی کو عاق کر دیا تھا یا اس نے کسی ناراضگی کے تحت کسی رشتہ دار کے حق میں وصیت میں کچھ نہ لکھا اور اب وصیت کے مطابق تقسیم ترکہ میں اس کا حق اسے نہیں مل رہا۔ ایسی صورتحال میں جھگڑا بعض اوقات شدت اختیار کر لیتا ہے اور نسل در نسل عداوتوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت جو ایک یا زیادہ اشخاص وصیت میں جائز حد تک تبدیلی' ناراض رشتہ داروں میں صلح صفائی کی نیت سے یا حقدار کو اس کا حق پہنچانے کی نیت سے کریں گے ان پر اللہ قطعاً ناراض نہیں ہوگا اور ان کی نیت میں پوشیدہ یا ظاہر اچھائی کے باعث

Marfat.com

انہیں بخش دے گا کہ وہ رحم فرمانے والا اور بخش دینے والا ہے۔

عورتوں کے لئے وصیت

اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے حق میں وصیت کر جائیں کہ ان کو ایک سال تک خرچ دیا جائے اور گھر سے نہ نکالی جائیں۔ ہاں اگر وہ خود گھر سے چلی جائیں اور اپنے حق میں پسندیدہ کام (یعنی نکاح) کر لیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور خدا زبردست حکمت والا ہے۔

(سورہ البقرہ آیت 240)

☆ مرنے والا اگر یہ شرط عائد کر جائے کہ اگر اس کے مرنے کے بعد اس کی بیوی کسی اور سے نکاح کر لے تو اسے اس کی وصیت میں سے کچھ نہ دیا جائے تو ایسا ہی کیا جائے گا مگر یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ انسان عورت کو دوسرے نکاح سے باز رکھنے کیلئے ایسی شرط لگائے۔ اس لئے کہ بیوہ کو نکاح کی اجازت اور حق اسلام دے رہا ہے اور کسی کو اختیار نہیں کہ وہ اسے اس حق سے محروم کرے۔ یہ بات اس لئے عرض کرنا پڑی کہ ہمارے معاشرے میں ایسی الٹی سیدھی وصیتوں کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ بہر حال شرع کے اندر رہ کر ایسی کسی بھی وصیت کا دفاع کیا جا سکتا ہے جو دین کے احکام سے میل نہ کھاتی ہو۔

یہاں اسلام عورت کے لئے بیوہ ہو جانے پر ایک سال تک کے خرچے کا جو اہتمام کر رہا ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ عورت اپنی عدت آرام سے گزار کر خود یا اپنے کسی ولی کی وساطت سے اگر چاہے تو دوسرے نکاح کے لئے کوئی گھر دیکھ سکتی ہے۔ اگر وہ دوسرا نکاح نہ کرنا چاہے تو وصیت میں موجود اپنا حصہ لے کر باقی زندگی اپنے مرنے والے شوہر کے گھر میں بتا سکتی ہے۔ اگر اس کی اولاد ہو تو اسے کہیں جانے نہ دے گی اور اولاد نہ ہو تو اس کا حصہ اسے معاشی فکر سے آزاد کر دے گا۔ یہ ذمہ داری مرنے والے کی ہے کہ وہ اپنی وصیت میں اپنی بیوی کے لئے ایسا انتظام کر جائے کہ وہ باقی زندگی آسانی سے گزار سکے۔

Marfat.com

وصیت اور شہادت کے احکام

مومنو! جب تم میں سے کسی کی موت آ موجود ہو تو شہادت (کا نصاب) یہ ہے کہ وصیت کے وقت تم (مسلمانوں) میں سے دو مرد عادل (یعنی صاحب اعتبار) گواہ ہوں۔ یا اگر (مسلمان نہ ملیں اور) تم سفر کر رہے ہو اور (اس وقت) تم پر موت کی مصیبت واقع ہو تو کسی دوسرے مذہب کے دو (شخصوں کو) گواہ (کر لو)۔ اگر تم کو ان گواہوں کی نسبت کچھ شک ہو تو ان کو (عصر کی) نماز کے بعد کھڑا کرو اور دونوں خدا کی قسمیں کھائیں کہ ہم شہادت کا کچھ عوض نہیں لیں گے گو ہمارا رشتہ دار ہی ہو۔ اور نہ ہم اللہ کی شہادت کو چھپائیں گے۔ اگر ایسا کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ پھر اگر معلوم ہو جائے کہ ان دونوں نے (جھوٹ بول کر) گناہ حاصل کیا ہے تو جن لوگوں کا انہوں نے حق مارنا چاہا تھا ان میں سے ان کی جگہ اور دو گواہ کھڑے ہوں جو (میت سے) قرابت قریبہ رکھتے ہوں۔ پھر وہ خدا کی قسمیں کھائیں کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے بہت سچی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ ایسا کیا ہو تو ہم بے انصاف ہیں۔ اس طریق سے بہت قریب ہے کہ یہ لوگ صحیح صحیح شہادت دیں یا اس بات سے خوف کریں کہ (ہماری) قسمیں ان کی قسموں کے بعد رد کر دی جائیں گی۔ اور خدا سے ڈرو اور (اس کے حکموں کو گوش ہوش سے سنو) اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

(سورہ المائدہ آیات 106-108)

☆ احکامِ بالا میں شہادت کی اہمیت اجاگر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے گواہی یا شہادت کو چھپانے یا جھوٹی شہادت دینے والوں کے بارے میں صاف صاف فرما دیا کہ وہ گنہگار ہوں گے۔ اور گنہگار کو سزا ملنا تو لازم ہے اگر وہ توبہ نہ کرے۔

گواہی یا شہادت کی ضرورت اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں موقع کی نزاکت کے تحت غیر مسلم گواہوں کی شہادت بھی قبول کر لینے کا حکم دیا ہے۔ اب ایسے اہم معاملے میں اگر گواہ اپنی شہادت سے مکر جائیں' یا شہادت کے الفاظ اور نوعیت بدل دیں' تو وصیت کے سارے احکام بدل جائیں گے۔ بات کچھ کی کچھ ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے گواہوں کی اس خباثت سے

Marfat.com

باعث کوئی حقدار اپنے حق سے محروم ہو جائے اور کسی کو اس کا حصہ کم یا زیادہ ہو کر ملے۔ ان ساری خرابیوں کے ذمہ دار وہ گواہ ہوں گے جنہوں نے اپنی شہادت میں تبدیلی کی ہوگی' اسے چھپایا ہوگا یا وقت پڑنے پر شہادت دینے سے گریزاں ہوئے ہوں گے۔

اگر ایسی صورتحال پیش آ جائے تو حکم یہ ہے کہ پھر مرنے والے کے قرابت داروں میں سے دو نیک اور معتبر گواہ تلاش کیے جائیں جو مرنے والے کی زندگی میں اس کے منہ سے ادا ہونے والی کسی ایسی بات کی شہادت دے سکیں جو اس کی وصیت کے صحیح نفاذ میں معاون ہو سکتے ہوں۔ تب وہ قسم کھا کر اپنی گواہی دیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ غلط شہادت دینے والوں یا شہادت سے مکرنے والوں کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا اور وہ یہ سوچ کر صحیح شہادت دینے پر آمادہ ہو جائیں گے کہ اب اگر ہم شہادت چھپائیں گے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں' کیونکہ میت کے قرابت دار وصیت کا معاملہ خود ہی سلجھائیں گے اور ہماری شہادت کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔ شہادت وصیت کی ہو یا کسی اور معاملے کی' اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس سلسلے میں ہمیشہ صحیح راستے پر چلتے ہوئے گواہی دینی چاہئے' اسی میں اللہ کی رضا نہاں ہے۔ تاہم یہ بات اپنی جگہ اٹل ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمانوں اور گمراہوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا اور نافرمان تو شہادت میں خرابی پیدا کرتے ہیں' یہی ان کی بدبختی کی نشانی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

وقت (زمانہ)

(اے محمدؐ) لوگ تم سے نئے چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ گھٹتا بڑھتا کیوں ہے؟) کہہ دو کہ وہ لوگوں کے (کاموں کی میعادیں) اور حج کے وقت معلوم ہونے کا ذریعہ ہے۔ (سورہ البقرہ آیت 189)

☆ پہلے وقتوں میں جب گھڑی اور کیلنڈر کا تصور ابھی ناپید تھا' تو لوگ چاند کی تاریخوں سے وقت کا سارا حساب رکھا کرتے تھے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ آج بھی اگر کوئی پرانا بزرگ مل جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ چاند کی تاریخ اور ستاروں کے طلوع ہونے اور ڈوبنے سے اپنے معمولات کا سارا حساب کرتا ہے اور اس کے حساب میں کوئی رتی بھر فرق بھی نہیں آتا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے چاند کے گھٹنے بڑھنے سے مہینے بھر تاریخوں کے جس حساب کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ آج بھی اسلامی کیلنڈر کی روح ہے۔ ہم ہجری سن کا سارا حساب چاند ہی کے نمودار ہونے اور پھر بڑھنے اور غروب ہو جانے سے کرتے ہیں۔ اس میں مہینہ کبھی انتیس کا ہوتا ہے اور کبھی تیس کا۔ اور یاد رہے کہ اسلامی تاریخ چاند کے شام کے وقت طلوع ہونے سے شروع ہوتی ہے۔ یعنی اسلامی تاریخ میں رات پہلے آتی ہے اور دن بعد میں۔ روزانہ تاریخ شام سے شروع ہو کر اگلی شام تک اپنے چوبیس گھنٹے پورے کرتی ہے۔

نبی کریم ﷺ سے لوگ دریافت کرتے تھے کہ چاند گھٹتا بڑھتا کیوں ہے؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ تم لوگ اپنے روزانہ' ہفتہ وار اور ماہانہ کاموں کی مدت کا تعین کرسکو اور حج کے مہینے کا حساب رکھ سکو کہ کب اس کا وقت شروع ہو رہا ہے۔

Marfat.com

اگر وقت کا یہ پیمانہ نہ ہوتا تو ہم لوگ کیسے جان پاتے کہ کب ایک مہینہ ختم ہوا اور دوسرا شروع ہو گیا اور کب کسی بھی کام کی مدت کا دورانیہ پورا ہو گیا اور کب سال پورا ہو کر حج کا موسم آ گیا۔ یہ سب اللہ کی حکمت کی نشانیاں ہیں۔

دن اور رات اللہ کی نشانیاں ہیں

ا۔اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے۔ رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن۔ تا کہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو۔ اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصیل کر دی ہے۔

(سورہ بنی اسرائیل آیت 12)

۲۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا ہم نے رات کو (اس لئے) بنایا ہے کہ اس میں آرام کریں اور دن کو روشن (بنایا ہے کہ اس میں کام کریں۔) بے شک اس میں مومن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (سورہ النمل آیت 86)

☆ دن اور رات کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار حکمتیں رکھی ہیں۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر یہاں کرتے ہوئے فرمایا کہ دن اس لئے بنایا گیا تا کہ لوگ اس میں کام کاج کریں۔ اللہ کا فضل یعنی حلال روزی کے لئے کوشش کریں اور جب تھک جائیں تو (رات اس لئے بنائی گئی تا کہ) آرام کریں اور اپنے رب کا شکر ادا کریں۔

یہاں ایک عجیب حکمت پر نظر جاتی ہے اور وہ یہ کہ اسلامی سال کی ابتدا چاند کے طلوع ہونے پر شام کے وقت سے ہوتی ہے' یہ ہم جانتے ہیں۔ یہ کیسا کرم ہے اس ذاتِ کریم کا کہ مسلمانوں کی ماہانہ تاریخ کی ابتدا جس وقت سے ہوتی ہے وہ وقت ان کے لئے اپنے رب کے حضور جھکنے یعنی مغرب کی نماز کا ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد کھانا پینا' پھر عشا کی ادائیگی اور اس کے بعد رات میں آرام کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

دنیا کے کسی بھی نظام میں کام کے بعد آرام دیا جاتا ہے۔ اسلام میں سب سے پہلے اللہ کے حضور حاضری' اس کے بعد آرام اور پھر اگلی صبح تازہ دم ہو کر کام کاج میں لگ جانے کا سب سے الگ' سب سے انوکھا اور سب سے زیادہ مفید نظام دیا گیا۔ اس

Marfat.com

کے بعد بلاشبہ روزانہ کام کے بعد ہی انسان آرام کرنے کے لیے رات کے دامن میں پناہ لیتا ہے لیکن ہمارے اسلامی مہینے کی ابتدا عبادت اور آرام سے ہوتی ہے' یہ کیسی خوبصورت بات ہے۔ دن اور رات بے شک اللہ کی وہ نشانیاں ہیں جن میں انسان کے لیے بیشمار حکمتیں پوشیدہ ہیں بس ذرا سا غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

وقت یعنی زمانے کا خاتمہ اور جھٹلانے والے

ا۔ اور جس دن خدا ان کو جمع کرے گا (تو دنیا کی نسبت ایسا خیال کریں گے کہ) گویا (وہاں) گھڑی بھر دن سے زیادہ رہے ہی نہیں تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو شناخت بھی کریں گے۔ جن لوگوں نے خدا کے روبرو حاضر ہونے کو جھٹلایا' وہ خسارے میں پڑ گئے اور راہ یاب نہ ہوئے - اور اگر ہم کوئی عذاب جس کا ان لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے (نازل) کریں یا (اس وقت جب) تمہاری مدتِ حیات پوری کر دیں تو ان کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ یہ کر رہے ہیں خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔ (سورہ یونس آیات 45-46)

۲۔ اور جس روز قیامت برپا ہوگی ۔گنہگار قسمیں اٹھائیں گے کہ وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے- اسی طرح وہ (رستے سے) الٹے جاتے تھے- اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا تھا' وہ کہیں گے کہ خدا کی کتاب کے مطابق تم قیامت تک رہے ہو اور یہ قیامت ہی کا دن ہے لیکن تم کو اس کا یقین ہی نہ تھا - تو اس روز ظالم لوگوں کو ان کا عذر کچھ فائدہ نہ دے گا اور نہ ان سے توبہ قبول کی جائے گی۔

(سورہ الروم آیات 55-57)

☆ وقت جب اپنے اختتام کو پہنچے گا تو قیامت برپا ہوگی ۔حشر کا میدان لگے گا۔ انسان اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر ہوں گے۔ حساب کتاب شروع ہوگا ۔ اس وقت وہ لوگ' جو دنیا میں رہ کر روزِ آخرت کو جھٹلاتے رہے ہوں گے' ان کا حال بہت ابتر ہوگا۔ وہ ایک دوسرے سے چپکے چپکے کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں محض ایک گھڑی تک ہی رہے۔ اس پر اہل ایمان' جو اللہ کی کتاب اور اس کے احکام پر ایقان رکھتے تھے' ان کو بتائیں گے کہ تم لوگ ایک مقررہ مدت یعنی اپنی عمر کی حد تک دنیا میں رہے ہو۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اپنے رسولوں' کتابوں اور نیک بندوں کے ذریعے تمہیں آج کے یوم حساب کے بارے میں آگاہ کرتا رہا مگر تم ہر بات کو جھٹلاتے رہے۔ تمہیں یقین ہی نہ تھا کہ مرنے کے بعد تمہیں اللہ زندہ بھی کرے گا۔ اب اپنی اس بے یقینی اور کفران کی سزا بھگتو۔ اللہ نے جہنم تمہارے ہی لئے تیار کر رکھی ہے۔ ان باتوں کو سن کر گناہگاروں کے چہرے مزید سیاہ پڑ جائیں گے اور وہ بے یار و مددگار' اپنے کیئے ہوئے کفر و شرک کا صلہ پانے کے لئے اللہ کے حضور گھسیٹ کر لے جائے جائیں گے۔

قیامت کا دن ایک ہزار برس کا ہوگا

وہی آسمان سے زمین تک کے ہر کام کا انتظام کرتا ہے- پھر وہ ایک روز جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ہزار برس ہوگی - اس کی طرف رجوع کرے گا- وہی تو پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا (اور) غالب (اور) رحم والا (خدا) ہے-

(سورہ السجدہ آیات 5-6)

☆ قیامت کے بارے میں مختلف باتوں کے علاوہ لوگ یہ گمان بھی رکھتے تھے' کہ اگر اللہ تعالیٰ واقعی ساری مخلوق کا حساب لینے والا ہے تو ایک دن میں کیسے سارا حساب کتاب ہو سکے گا؟

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ہر چیز پر قادر ہوں۔ تمہارے دنیاوی وقت کے حساب سے قیامت کا دن ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ ایک ہزار سال طویل دن میں تمام مخلوق کا حساب کتاب لیا جانا ممکن ہے یا نہیں؟ یہ ہم مسلمانوں کے سوچنے کی نہیں' ان مشرکوں اور کافروں کے سوچنے کی بات ہے جنہیں اللہ کے قادرِ مطلق ہونے میں شک ہے۔ ہمارا تو اس کی لامتناہی قدرت پر ایمان' ہمارے مومن ہونے کی بنیادی شرائط میں سے ہے۔

زمین و آسمان چھ دن میں بنائے گئے

خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں میں ہیں' سب کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا- اس کے سوا تمہارا نہ کوئی دوست ہے

Marfat.com

اور نہ سفارش کرنے والا۔ کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے؟

(سورہ السجدہ آیت 4)

☆اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی حکمتیں اور قدرتیں سمجھانے کے لئے ہمیشہ ایسی مثالوں سے بیان کیا جو اس کی روزمرہ زندگی میں موجود ہیں۔ یہاں بتایا گیا کہ اللہ نے آسمانوں، زمین اور ان میں موجود تمام اشیا کو چھ دن میں پیدا کیا اور چھٹے دن سب کاموں کی تکمیل کے بعد اللہ تعالیٰ تختِ عرش پر جا براجمان ہوا۔

چھ دن کا عرصہ کسی ایسے کام کے لئے جو انسانی بس میں ہو، کام کی نوعیت کے اعتبار سے کم یا زیادہ ہوسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ یہاں اپنی قدرتِ کاملہ کے بارے میں بتاتے ہوئے جو عرصہ وقت بیان فرما رہا ہے، وہ ہمارے دنیاوی وقت کے پیمانے کے حساب سے بتایا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی کہا گیا کہ اللہ کے سوا نہ کوئی تمہارا دوست ہے نہ سفارشی ہے۔ اس بات میں یہ حکمت بیان کی جا رہی ہے کہ جو اللہ چھ دن میں زمین و آسمان بنا سکتا ہے، وہی قادرِ مطلق تمہارا سب سے بڑا رفیق اور مددگار ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کی طرف مت دیکھو، بلکہ نصیحت پکڑو اور صرف اس کے دامنِ عفو درگزر سے وابستہ ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوار لو۔

☆☆☆

Marfat.com

ہجرت

تو جو لوگ میرے (یعنی اللہ کے) لئے وطن چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور لڑے اور قتل کیے گئے' میں ان کے گناہ دور کردوں گا اور ان کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ (یہ) خدا کے ہاں سے بدلہ ہے اور خدا کے ہاں اچھا بدلہ ہے۔

(سورہ آل عمران آیت 195)

☆ کفارِ مکہ کے مظالم جب حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مدینہ شریف کی طرف ہجرت کا حکم دیا اور ہجرت کے ضمن میں فرمایا کہ وہ لوگ جو میرے نام پر اپنا وطن چھوڑ کر دوسری جگہ جانے پر مجبور ہوئے۔ جنہیں ان کے گھروں سے نکال دیا گیا۔ جنہیں زندہ درگور کر دینے کی حد تک ستایا گیا۔ جن سے کافروں اور مشرکوں نے جنگیں کیں اور انہیں شہید کر دیا۔ ان کے جان و مال میری راہ میں لوٹے گئے' میں انہیں ان کے ان تمام اعمال کا بدلہ خیر کی شکل میں دوں گا۔ ان کے گناہ معاف فرما دوں گا اور آخرت میں بہشت کی نعمتوں کو ان کے لئے خاص کر دوں گا۔ یہ ان کے لئے سب سے بہتر صلہ ہے ان کی ہجرت فی سبیل اللہ اور اس کے تحت اٹھائے گئے دکھوں کا۔ اور یہ تو طے ہے کہ اللہ سے زیادہ اچھا صلہ اور کوئی نہیں دے سکتا۔

یہاں ایک خاص بات کا ذکر بہت ضروری ہے۔

اللہ کی راہ میں ہجرت کا ثواب اور اجر تو اللہ نے بیان فرما دیا مگر جو ہجرت اللہ کے سوا کسی اور مقصد سے کی جائے اس کا صلہ یہ نہیں ہوگا' یہ بات ہمیں خوب سمجھ لینی چاہئے۔ مثلاً ایک شخص ہجرت اس لئے کرے کہ جہاں وہ جا رہا ہے وہاں ایک

Marfat.com

خوبصورت عورت رہتی ہے' وہ اس سے جا کر نکاح کر لے گا تو یہ ہجرت فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ یہ تو اس عورت کے حصول کے لئے ہے۔ اور اس ہجرت کے دوران اگر وہ ہلاک ہو جائے تو شہید نہ ہو گا بلکہ ایک عام موت اس کے حصے میں آئے گی اور نہ ہی ایسی ہجرت اللہ کے بیان کردہ انعامات کی حامل ہو گی۔

ہجرت کے دوران مر جانے والے کا ثواب

اور جو شخص خدا کی راہ میں گھر بار چھوڑ جائے وہ زمین میں بہت سی جگہ اور کشائش پائے گا - اور جو شخص خدا اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف ہجرت کر کے گھر سے نکل جائے پھر اس کو موت آ پکڑے تو اس کا ثواب خدا کے ذمے ہو چکا- اور خدا بخشنے والا مہربان ہے- (سورہ النساء آیت 100)

☆ اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی زمین اور اس کی آسائشیں فراخ فرما دیتا ہے جیسا کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف جانے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کی برسات فرما دی تھی۔ انہیں رزق و روزگار سے لے کر زندگی کی باقی تمام نعمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرما دیا تھا۔

یہاں یہ بھی فرمایا گیا کہ مہاجر فی سبیل اللہ اگر ہجرت کے ٹھکانے پر پہنچنے سے پہلے ہی گرفتارِ اجل ہو جائے تو اس کے لئے ایک ایسے ہی مسلمان کا ثواب خاص کیا جائے گا جو اللہ کی راہ میں ہجرت کر چکا تھا۔ اس لئے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور وہ شخص اگر اللہ کی راہ میں ہجرت کی نیت سے گھر سے نکلا تھا تو اسے ثواب مہاجر فی سبیل اللہ ہی کے طور پر ملے گا۔ ساتھ ہی بخشش کا انعام الگ سے اس کے نامہ اعمال میں درج ہو گا۔ اس کے گناہ معاف فرما دیے جائیں گے اور اللہ اس کے حال پر بیحد مہربان ہو گا۔

یہ تو اللہ کی رحمتوں کی فراوانیاں ہیں جن سے وہ ہم مسلمانوں کو بہانے بہانے سے نوازتا رہتا ہے' ہمیں ہی اس سے مانگنے اور لینے کا سلیقہ نہیں آتا۔

☆

Marfat.com

ہجرت پر ثابت قدمی

پھر جن لوگوں نے ایذائیں اٹھانے کے بعد ترک وطن کیا۔ پھر جہاد کئے اور ثابت قدم رہے تمہارا پروردگار ان کو بے شک ان (آزمائشوں) کے بعد بخشنے والا (اور ان پر) رحمت کرنے والا ہے۔ (سورہ النحل آیت 110)

☆ ہجرت فی سبیل اللہ کے اسباب میں سب سے بڑا سبب عام طور پر یہ ہوا کرتا ہے کہ کفار و مشرکین مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیتے ہیں۔ ان پر ستم رانیوں کا سلسلہ دراز کر دیتے ہیں۔ ہر وقت انہیں اذیتیں دینے' قتل کرنے' ان کے گھر بار لوٹنے اور بے حرمتی کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ یہ صورتحال ایسی ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کے لئے ایسی جگہ زندگی بسر کرنا ممکن نہیں رہتا۔ اس حالت میں یا تو وہ اپنے دین سے پھر جائے اور کفار و مشرکین کے ساتھ ان کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا قبول کر لے۔ یا کم از کم اپنے دین پر عمل کرنا چھوڑ دے یا پھر اپنے دین کا اعلان نہ کرے۔

یہ سب ایسی آزمائشیں ہیں جو ایک مجبور مسلمان کے لئے زندگی کو عذاب بنا دینے والی ہوتی ہیں۔ ان دگرگوں حالات میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنا ہی ایک مومن کی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ثابت قدم مومنوں کو جب ہجرت اور اس کے بعد ہجرت کی جگہ پہنچ کر کافروں اور مشرکوں سے جہاد کا حکم دیتا ہے تو ساتھ ہی ان کی ثابت قدمی اور استقامت کا انعام بھی عطا فرماتا ہے جو اس کی بخشش اور رحمت کی شکل میں دنیا و آخرت' ہر دو جگہ مومنوں کے لئے دامن وا کئے موجود ہوتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

یتیم

(یعنی) دنیا اور آخرت (کی باتوں) میں (غور کرو) اور تم سے یتیموں کے بارے میں بھی دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ ان کی (حالت کی) اصلاح بہت اچھا کام ہے اور اگر تم ان سے مل جل کر رہنا (یعنی خرچ اکٹھا رکھنا) چاہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے کہ خرابی کرنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون؟ اور خدا چاہتا تو تم کو تکلیف میں ڈال دیتا۔ بے شک خدا غالب (اور) حکمت والا ہے۔

(سورہ البقرہ آیت 214)

☆ہمارے آقا و مولا ﷺ یتیم پیدا ہوئے۔ اس نسبت سے ہماری معاشرتی زندگی میں ایک یتیم سے زیادہ ہمارے حسنِ سلوک کا مستحق اور کون ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں یہ فرما رہا ہے کہ یتیموں کی اصلاح بہت اچھا کام ہے۔ ان کے ساتھ مل جل کر رہنا' ان کے خرچ میں حصہ ڈال کر انہیں آسانی فراہم کرنا اور انہیں بھائی بندوں کی طرح ساتھ رکھنا اللہ کو بیحد پسند ہے لیکن اللہ یہ بھی خوب جانتا ہے کہ کون ان سب کاموں کو خلوصِ نیت سے کر رہا ہے اور کون ان کی آڑ میں اپنے مقاصد پورے کرتے ہوئے یتیموں کا مال ہڑپ کر رہا ہے۔ ان کے وجود سے فائدہ اٹھا کر اپنی جیب گرم کر رہا ہے۔ ان کے نام پر اپنی دکانداری چمکا رہا ہے۔ ہمارے سرکاری یتیم خانے بھیک مانگنے کے کارخانے ہیں۔ وہاں یتیموں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے' وہ سب پر روشن ہے۔ ان کے علاوہ جو پرائیویٹ ادارے یتیموں کی فلاح و بہبود کے نام پر عام لوگوں کی جیبوں پر ڈاکے ڈال رہے ہیں' ان سے بھی ہم لوگ خوب واقف ہیں۔ بہتر یہ ہوتا ہے کہ کسی بھی ادارے کی اچھی طرح چھان بین کے بعد اسے امداد فراہم کی جائے' ورنہ

Marfat.com

ہمارا مال نیت کی نسبت سے تو ثواب کا حامل ہوگا مگر اپنے صحیح ٹھکانے پر نہ پہنچ سکے گا۔ یتیموں کی حالت بہتر بنانے کے لئے ہمیں ذاتی دلچسپی لے کر ان کے ساتھ مہر و وفا کا سلوک کرنا ہوگا' ورنہ دکانداریاں چمکانے والے تو ان کے نام پر ہمیں بیوقوف بناتے رہیں گے اور ہم اپنی سستی اور وقت نہ نکال سکنے کی غلطی کی سزا ان یتیموں کو دیتے رہیں گے جن کا حالِ زار ہماری توجہ کا مستحق ہے۔

یتیم کا مال کھانا

ا۔ اور یتیموں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو) ان کے حوالے کر دو اور ان کے پاکیزہ (اور عمدہ) مال کو (اپنے ناقص اور) برے مال سے نہ بدلو۔ اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے۔ (سورہ النساء آیت 2)

۲۔ جو لوگ یتیموں کے مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ اور دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

(سورالنساء آیت 10)

☆ یہاں جو احکام دیے جا رہے ہیں' ان کے بارے میں کوئی الجھن' کوئی مشکل ہمارے ذہن اور دل میں پیدا ہونا ممکن نہیں۔ صاف صاف کہا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں کسی یتیم کے اموال و جائداد پر نگران اور امانت دار بنایا گیا ہے تو تمہارا فرض یہ ہے کہ جب یتیم بلوغت کو پہنچے تو اس کا مال و منال اس کے حوالے کر دو۔ کسی حیلے بہانے سے اسے مزید اپنے قبضے میں رکھنے کی کوشش نہ کرو۔ نہ یہ کرو کہ اس کے پاکیزہ یعنی عمدہ مال کو ناقص مال سے بدل لو۔ یعنی اگر اس کے مال میں سونے کے زیورات ہیں تو تم انہیں کھوٹ والے زیورات سے نہ بدلو۔ اگر اس کے مال میں اچھا کپڑا ہے تو اسے گھٹیا کپڑے سے نہ بدلو۔ اگر اس کے مال میں اچھی زمین کا ٹکڑا ہے تو اسے کم قیمت' بنجر اور بے فائدہ زمین سے نہ بدلو۔ ایسی ہی اور جتنی مدات ہیں ان میں بے ایمانی سے بچو۔ ساتھ ہی یہ احتیاط بھی لازم اختیار کرو کہ خیانت کرتے ہوئے یتیم کا مال اپنے مال میں ملا کر نہ کھانا شروع کر دو۔ یہ نہ کرو کہ مال تو یتیم کا ہو اور اس کا منافع تم ہڑپ کرتے رہو۔ یا اس کا مال ایک لاکھ کا تھا' جسے تم اپنے مال میں ملا کر پچاس ہزار کا

Marfat.com

کر دو اور اس کے حوالے کرنے کا وقت آئے تو نقصان ظاہر کر کے اسے پچیس ہزار تھما کر چلتا کر دو۔ اللہ تعالیٰ صاف فرما رہا ہے کہ کسی بھی حیلے بہانے سے یتیم کا مال کھانا سخت گناہ ہے۔

یہاں یہ بھی فرمایا کہ یتیم کا مال کھانے والے کو جہنم کے سب سے بُرے طبقے میں پھینکا جائے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ یتیم کا مال کھانا جہنم کے انگارے اور آگ کھانے کے برابر ہے۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم یتیم کا مال کھا کر اپنی دنیا و آخرت خراب کرنا چاہتے ہیں یا اس کی مدد کر کے' اس کے ساتھ حسن سلوک کر کے اللہ کی رحمت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

یتیم کے بالغ ہونے تک کے احکام

ا۔اور بے عقلوں کو ان کا مال جسے خدا نے تم لوگوں کے لئے سبب معیشت بنایا ہے' مت دو۔ (ہاں) اس میں سے ان کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور ان سے معقول باتیں کہتے رہو۔ (سورہ النساء آیت 5)

۲۔اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو۔ پھر (بالغ ہونے پر) اگر ان میں عقل کی پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر د۔ اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے۔ (یعنی بڑے ہو کر تم سے اپنا مال واپس لے لیں گے) اس کو فضول خرچی اور جلدی میں نہ اڑا دینا۔ جو شخص آسودہ حال ہو اس کو (ایسے مال سے قطعی طور پر) پرہیز رکھنا چاہئے اور جو بے مقدور ہو وہ مناسب طور پر (یعنی بقدر خدمت) کچھ لے لے۔ اور جب ان کا مال ان کے حوالے کرنے لگو تو گواہ کر لیا کرو اور حقیقت میں تو خدا ہی (گواہ اور) حساب لینے والا کافی ہے۔

(سورہ النساء آیت 6)

۳۔اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا۔ مگر ایسے طریق سے کہ بہت بہتر ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پرسش ہوگی۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت 34)

☆یتیم بچہ یا بچی جب ہم میں سے کسی کی کفالت میں آئے تو اسے ایک امانت

Marfat.com

سمجھ کر، بڑا سوچ سمجھ کر ہر قدم اٹھانا چاہئے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ یتیم کو اس کے بالغ ہونے تک کام کاج میں مشغول رکھو۔ اسے اس کے مال کی وجہ سے لاڈ پیار میں اس طرح نہ پالو کہ اس کا بیڑہ غرق ہو جائے اور وہ عملی زندگی میں کسی کام کا نہ رہے۔ اسے اسی طرح پرورش کرو جیسے تم اپنی اولاد کی پرورش کر رہے ہو۔ اسے پڑھاؤ لکھاؤ، ذمہ دار فرد بناؤ تاکہ کل کو اپنی معاشرتی زندگی میں وہ ناکام و نامراد نہ رہے۔

پھر جب وہ بالغ ہو جائے۔ اسے شعور اور عقل کی پختگی حاصل ہو جائے۔ اچھے برے کی تمیز سے آشنا ہو جائے تو اپنا اطمینان کرو کہ کیا اب وہ اپنے مال و منال کو درست طریقے سے خرچ کر سکے گا؟ اگر وہ ایسا ہو تو اس کا مال اس کے حوالے کر دو تاکہ تم اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤ۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ انسانی فطرت کے ایک ایسے خوفناک عمل کی طرف اشارہ فرما رہا ہے جسے ہم سیدھا سیدھا خیانت، غصبِ مال اور بے ایمانی کا نام دے سکتے ہیں۔ فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ تم یتیم کے بالغ ہونے سے پہلے پہلے اس کا سارا مال اس خوف سے ہڑپ کر جاؤ، اسے اپنے اللے تللوں میں اڑا دو، اسے جلدی جلدی اپنے مقاصد و مفادات کے لئے خرچ کر ڈالو کہ جوان ہو کر یتیم اپنا مال و متاع تم سے واپس لے لے گا۔ اس لئے وہ وقت آنے سے پہلے ہی اس کا سارا مال کھا جاؤ۔ یہ خیانت ہے کہ ہم یتیم کا مال ہڑپ کر جائیں۔ بے ایمانی ہے کہ اس کا وقت آنے سے پہلے ہی اس کا مال اپنے تصرف میں لا کر ختم کر دیں۔ غصب کے درجے میں ہے کہ وہ جوان ہو تو اس کے حصے میں کچھ بھی نہ آئے جو مال کا اصل مالک ہے۔

فرمایا گیا کہ اگر یتیم کا کفیل آسودہ حال ہے تو اسے آنکھ اٹھا کر بھی یتیم کے مال کی طرف نہ دیکھنا چاہئے۔ اسے اس مال میں سے اپنا خرچ اخراجات کا انتظام کرنا چاہئے جو اللہ نے اسے دے رکھا ہے۔ اور جو مفلس ہے، جس کے حالات اچھے نہیں ہیں، وہ یتیم کے مال میں سے صرف اس قدر اپنے لئے لے سکتا ہے جو یتیم کے مفادات اور اموال کی نگرانی کے عوض معقول، بیحد مناسب اور کم از کم مشاہرے کی حیثیت رکھتا ہو۔ اس سے زیادہ وہ یتیم کے مال میں تصرف رکھے گا تو گناہگار ہو گا۔

آخر میں فرمایا گیا کہ یتیم کے جوان اور بالغ ہونے پر جب اس کا مال و متاع

Marfat.com

اس کے حوالے کرنے لگو تو معتبر لوگوں کو اس کے لئے گواہ کر لو' تحریری دستاویز لکھ لی جائے تو اور بھی بہتر ہے۔ ساتھ ہی کہا گیا کہ گواہ تو حقیقت میں اللہ ہی کافی ہے جو پورا حساب لینے والا ہے۔

یتیم کا مال اس کے حوالے کرتے ہوئے گواہوں اور شہادتوں کی ضرورت پر کیوں زور دیا گیا' اس میں کئی حکمتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جب یتیم کا مال اس کے حوالے کیا جائے تو چند معتبر افراد کی موجودگی میں یہ معاملہ خوشگوار ماحول میں طے پا جائے گا۔ کوئی بدمزگی نہیں ہوگی۔ دوسرے یہ کہ کل کلاں کو یتیم اگر نئے سرے سے کوئی ناجائز مطالبہ کر بیٹھے۔ یہ کہے کہ میرا پورا حق نہیں دیا گیا' یا یہ کہ میرے مال میں خیانت کر کے فلاں فلاں چیز کفیل نے اپنے پاس رکھ لی ہے جو مجھے دی جائے' تو اس کا تدارک چند معتبر گواہوں کی شکل میں پہلے سے کر لیا گیا ہو۔ ایسے موقع پر وہ لوگ گواہی دیں کہ کفیل' یتیم کا سارا مال و متاع ہمارے سامنے اس کے حوالے کر چکا ہے۔ اس طرح ایک نئی اور بری صورتحال سے کفیل بچ جائے گا۔ تیسرے یہ کہ اگر کفیل' یتیم کے مال میں کوئی گڑ بڑ کرنا چاہے گا' پورا مال دینے کے بجائے کچھ روکنا چاہے گا تو گواہ اسے اس قبیح حرکت سے روک سکیں گے اور یتیم کو اس کا پورا حق دلوانے میں مدد و معاون ہو سکیں گے۔ چوتھے یہ کہ دونوں فریق باہم گلے شکوے (اگر کوئی ہوں تو)' کر کے صاف دلی سے حق ادا کر سکیں گے' حق وصول کر سکیں گے۔ اس طرح آئندہ زندگی میں ان کے میل ملاپ کی صورت بنی رہے گی۔

☆☆☆

Marfat.com

یومِ فرقان' یوم الدین

ا۔اور اس روز (اعمال کا) تلنا برحق ہے۔تو جن لوگوں کے (عملوں کے) وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں۔ اور جن کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں یہ لوگ بے انصافی کرتے تھے۔

(سورہ الاعراف آیات 9-8)

۲۔اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لا موجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔

(سورہ الانبیاء آیت 47)

☆اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی سب سے پہلی سورہ ''فاتحہ'' میں باقی چیزوں کے ساتھ جس خاص بات کا ذکر فرمایا وہ ''یوم الدین'' ہے۔اس سورہ میں خود کو اللہ تعالیٰ نے ''مالکِ یوم الدین'' کہا۔

یوم الدین' یومِ حساب' یومِ فرقان' یہ سب قیامت کے دن کے مختلف نام ہیں۔ ہر نام اپنے دامن میں تشریح کی ایک وسیع دنیا رکھتا ہے۔ آیاتِ بالا میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اس دن کے احکامات اور لوازمات کا پوری طرح احاطہ کرتا ہے۔

فرمایا گیا کہ یومِ حساب میں اعمال تولے جائیں گے اور اس عمل کے معطل ہونے کا کوئی جواز نہ ہوگا۔اعمال کا تولا جانا ہر انسان کے جنت یا جہنم میں جانے کا باعث بنے گا۔جن مومنوں کے اعمالِ صالحہ یعنی نیکیاں زیادہ ہوں گی' وہ نجات پانے

Marfat.com

والے یعنی جنت میں جانے والے ہوں گے اور جن کے گناہ' نیکیوں سے زیادہ ہوں گے' جو دنیا میں اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے رہے' اس کے احکام کا مذاق اڑاتے رہے' یومِ حساب کے بارے میں تشکیک اور بے یقینی کا شکار رہے' جزاوسزا پر جن کا ایمان محکم نہ تھا' مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے یعنی زندہ کیے جانے پر جو ایقان نہ رکھتے تھے' جنہیں اللہ کے رسول اور پیغمبر سمجھا سمجھا کر تھک گئے مگر وہ اپنے کفر و شرک پر اڑے رہے' وہ جہنم کے حوالے کیے جائیں گے۔ جنت والے ہمیشہ جنت میں اور جہنم والے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عادل ہے۔ منصف ہے۔ اس کا فرمان برحق ہے کہ قیامت کے دن کسی کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی اور زیادتی نہ کی جائے گی۔ کسی کا رائی کے دانے کے برابر اچھا عمل ہوگا تو اس کا صلہ خیر اور ثواب کی صورت میں اور برے عمل کا بدلہ سزا کی شکل میں دیا جائے گا۔ کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ اس کے ساتھ انصاف نہیں ہوا۔ کسی کی حق تلفی نہ ہوگی۔ جو کچھ کسی نے بویا ہوگا وہ اس کی فصل کاٹ لے گا۔ خیر کا بدلہ خیر اور شر کا بدلہ شر کی صورت میں سب کو پورا پورا ملے گا۔

کہنے والے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کبھی اس کا انصاف نہیں مانگنا چاہیے' جب بھی مانگا جائے' اس کا رحم و کرم اور فضل مانگا جائے۔ کیونکہ جب وہ انصاف کرتا ہے تو ڈنڈی نہیں مارتا' کسی طرح کی رُو رعایت نہیں رکھتا۔ اس کے انصاف کے سامنے سب برابر ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ہم جو اس سے انصاف مانگ رہے ہیں' جب اللہ تعالیٰ معاملے کو پرکھے' تو کسی جگہ قصور ہمارا بھی نکل آئے۔ تب کیا ہوگا؟ تب یہ ہوگا کہ ہم جو پکار پکار کر اس کا انصاف مانگ رہے تھے' ہم بھی تلے جائیں گے۔ وہ انصاف کرے گا تو برابری کی سطح پر۔ اگر فریقِ مخالف کا جرم زیادہ ہوگا تو کچھ کم ہمارا بھی نکل سکتا ہے۔ تب اسے زیادہ اور ہمیں کم سزا تو ملے گی کہ اس کا انصاف کسی ایک کے ساتھ زور عایت کا تو قائل ہی نہیں ہے۔ اور جب وہ سزا دے گا تو ہمیں پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ کیا ہم اس کی سزا سہنے کے قابل ہیں؟ اگر نہیں۔ اور یقیناً ہم اس کی سزا برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں تو پھر اس کا انصاف کیوں اور کس برتے پر مانگا جائے؟ کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم اس سے جب بھی مانگیں' اس کا رحم' اس کا کرم' اس کا فضل مانگیں تاکہ وہ ہمیں اپنے

Marfat.com

دامن رحمت میں، سایہ عفو و درگزر میں جگہ دیتا رہے اور جب ہم حساب کتاب کے لئے اس کے سامنے پیش ہوں تو اس کا رحم و کرم ہم پر ڈھال بن جائے۔ وہ ہمارے ساتھ انصاف کا نہیں، رحم کا معاملہ فرمائے۔ اور یہ تو ہمارے یقین پر ہے۔ وہ تو صاف صاف فرماتا ہے کہ میرا بندہ مجھے جو سمجھے گا میں اس کے لئے وہ بن جاؤں گا۔ وہ میری رحیمی پر یقین رکھے گا تو رحم کروں گا۔ کریمی پر ایقان رکھے گا تو کرم فرماؤں گا۔ سزا دینے والا سمجھتا رہے گا تو قہار و جبار بن جاؤں گا۔ تو کیا یہ ہمارے ایمان اور اللہ سے اس کی ساری صفات پر یقین کے حوالے سے لازم نہیں کہ ہم ہر ہر وقت اسے رحیم، کریم، غفور اور تواب خیال کرتے ہوئے اپنے آقا، مولائے کل، نبی رحمت، خاتم النبیین ﷺ کے صدقے میں ہمیشہ اس سے اس کی رحمت، عفو، درگزر اور امان کے خواستگار رہیں اور اس سے یہ سب کچھ عطا ہو جانے کا یقین اس کے اس فرمان کی روشنی میں رکھیں جس میں اس نے فرمایا ہے کہ:

''میری رحمت میرے غضب پر حاوی ہے اور میرا یہ فرمان ہر وقت میرے سامنے ایستادہ رہتا ہے۔''

ہمارا ایمان اگر اس کی رحمت پر پختہ ہے تو وہ یقیناً ہمیں اپنے رحم و کرم ہی سے نوازے گا کہ وہ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اپنے اور میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا ایمان اپنی رحمت اور عفو پر ثابت اور پختہ رکھے اور اس کے ثمر سے ہمیں دونوں جہانوں میں بہرہ ور فرمائے۔

آمین بجاہ و بحرمت و بطفیل سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆☆☆

Marfat.com

رحمتِ دو عالم، تاجدارِ عرب وعجم حضرت محمد ﷺ کی سیرت پاک ہر دور کے انسانوں کیلئے وجہ راہنمائی و موجب کشش رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عاشقانِ نبی کریم ﷺ سیرت النبی ﷺ کے متعلق کتب کے متلاشی رہتے ہیں اور سیرت پاک کی روشنی میں اپنے کردار و اطوار کی اصلاح کرتے ہیں

سرفراز احمد راہی کی تالیف:

معلوماتِ

سیرۃ النبی ﷺ (سوالاً جواباً)

اپنے اختصار کے باوجود معلومات کا غیر معمولی ذخیرہ رکھتی ہے۔
جو سیرت النبی ﷺ سے محبت رکھنے والوں کیلئے بالعموم اور اساتذہ اور طلبہ و طالبات کیلئے بالخصوص اہمیت کی حامل ہے

ایک روشن کتاب جو بہت سی کتابوں کی ضرورت پوری کرتی ہے

چار رنگا سرورق O آفسٹ طباعت O قیمت -/150 روپے

☆

روبی پبلی کیشنز

فسٹ فلور المعراج سنٹر 22- اردو بازار لاہور

فون: 0300-4213406

Marfat.com

قارئین کے لیے خوشخبری

ہمارا ادارہ آپ کے لیے لایا ایک اچھوتی پیشکش۔
آپ کو کسی بھی کتاب کی ضرورت ہو ہمارے پاس
تشریف لانے سے پہلے ایک فون کال کریں اور اپنی
مطلوبہ کتب کے نام لکھوا دیں۔ آپ کو تمام کتب
ہماری دکان سے ہی مل جائیں گی۔ اس کے علاوہ
آپ بذریعہ ڈاک اور کوریئر بھی کتب منگوا سکتے
ہیں۔ تو آج ہی کال کریں اور اس پیشکش سے بھرپور
فائدہ اُٹھائیں۔

روبی پبلی کیشنز

دکان نمبر 13 - الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

فون: 042-7243301 - موبائل: 0300-4213406

Marfat.com

احکاماتِ قرآن اور کامیاب زندگی

مصنف: ڈاکٹر ابو علی ارسلان

اکیسویں صدی میں جہاں ترقی کے نام پر انسان نے مشینوں سے کھیلنا شروع کیا ہے وہاں وقت کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور سماجی اقدار زوال پذیر ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ برائی، فحاشی، کرپشن اور حصول زر کی دوڑ میں انسان اس قدر اندھا ہو چکا ہے کہ اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ اس پر خطر دور میں ہم بحیثیت مسلمان اپنی دینی، معاشرتی اور اخلاقی اقدار سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

مصنف نے قرآن مجید جو کہ زندگی گزارنے کا مکمل ضابطہ حیات ہے، اس میں سے ضروری احکامات جو کہ روزمرہ زندگی کا لازمی جزو ہیں، انہیں عام فہم اور آسان پیرائے میں مفصل تشریح کے ذریعے بیان کیا ہے تاکہ ہم اپنی دنیاوی زندگی کو آسان اور آخرت کو کامیاب بنا سکیں۔ اس کتاب کے مطالعے کے بعد آپ کی زندگی میں اگر کوئی مثبت تبدیلی رونما ہو تو مصنف کی محنت وصول ہو جائے گی۔

ادارہ